خواتین کے مخصوص مسائل



تالیف
ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان
ترجمہ
ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس مبارکپوری

دار الکتب السلفیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

خواتین

کے مخصوص مسائل و فرائض

خواتین

کے مخصوص مسائل

تالیف

ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

ترجمہ

ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس مبارکپوری

تخریج احادیث

قاری محمد سعید

نظر ثانی/مراجعت/اضافہ

ام عبد منیب

ناشر

دار الکتب السلفیۃ

شیش محل روڈ ○ لاہور

Ph.: 0092-042-7237184, 7230271, 7213032

واحد تقسیم کار

مکتبہ محمدیہ

چک 109/7R چیچہ وطنی ○ ضلع ساہیوال

Mob.: 0300-4826023

نام کتاب ---------- خواتین کے مخصوص مسائل

باہتمام ---------- ھناد شاکر

مطبع ---------- پرنٹ یارڈ پرنٹرز

طبع اول ---------- فروری 2007ء

ناشر ---------- دار الکتب السلفیۃ

قیمت ---------- 90/- روپے

ملنے کے پتے

لاہور: دار الفرقان' الفضل مارکیٹ ۞ اسلامی اکیڈمی الفضل مارکیٹ

نعمانی کتب خانہ' حق سٹریٹ ۞ مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ

مکتبہ اسلامیہ' غزنی سٹریٹ ۞ کتاب سرائے الحمد مارکیٹ

فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار ۞ مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار

ملتان: دار السلام بیرون بوہڑ گیٹ ۞ فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ

گوجرانوالا: والی کتاب گھر' اردو بازار' گوجرانوالا

چیچہ وطنی: اسلامی کتب خانہ' ڈاکخانہ بازار' چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی، وَخَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی مِنْ نُطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰی، وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰی، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، عَرَّجَ بِهٖ اِلَی السَّمَآءِ فَرَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی، صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاُولِی الْمَنَاقِبِ وَالنُّهٰی، وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا مُؤَیَّدًا، اَمَّا بَعْدُ:

تمام تعریف اللہ ذوالجلال کے لئے ہے جس نے ٹھیک ٹھاک اندازہ کیا اور پھر راہ دکھائی، اور جوڑا (نر و مادہ) پیدا کیا نطفہ سے جب کہ وہ ٹپکایا جاتا ہے، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں، تمام تعریفیں دنیا و آخرت میں اسی کے لئے ہیں اور یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنہیں آسمان کی معراج کرائی گئی تو انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر، آپ کی آل اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر جو اصحاب فضل و منقبت اور فہم و فراست ہیں زیادہ سے زیادہ درود و سلام نازل فرمائے۔

اسلام میں خواتین کا اپنا ایک مقام و مرتبہ ہے، کاروبارِ حیات کی متعدد ذمہ داریاں ان کے سپرد کی گئی ہیں، رسول اکرم ﷺ خصوصی طور پر ان کو اپنی تعلیمات سے نوازتے رہتے تھے، حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کے خطبہ میں آپ ﷺ نے ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی تلقین فرمائی تھی، ان تمام امور سے واضح طور سے پتہ چلتا ہے کہ ہر زمانہ میں خواتین لازمی توجہ کی مستحق ہیں، خصوصاً موجودہ دور میں جب کہ مسلم خواتین سے ان کی عزت و ناموس کو تار تار کرنے نیز ان کو اپنے مقام و مرتبہ سے گرانے کے لئے مخصوص طریقے سے ان پر یلغار کی جا رہی ہے اور ان کو نشانہ بنایا جا رہا

ہے' اس لئے انہیں خطرات سے آگاہ کرنا اور ان کے لئے راہِ نجات کی نشاندہی کرنا از حد ضروری ہے۔

زیرِ نظر کتاب کے بارے میں ہماری یہی توقع ہے کہ اس میں خواتین سے متعلق جو مخصوص احکامات بیان کئے گئے ہیں ان کی وجہ سے کتاب اس راہ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے' یہ ایک حقیر اور متواضع شمولیت ہے لیکن ایک کم مایہ شخص کی حتی المقدور کوشش ہے' اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو اس کے حجم اور مقدار کے مطابق کارآمد اور نفع بخش بنائے' خواتین کی رہنمائی اور ان کے لئے راہِ نجات کی نشاندہی کے تعلق سے یہ پہلا قدم ہے' امید ہے کہ اس کے بعد اس سے زیادہ عمومیت اور شمولیت کے ساتھ اگلے قدم اٹھائے جائیں گے جن میں زیادہ بہتر اور مکمل طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اس عجلت میں پیش کی گئی ان معلومات کو درج ذیل فصول کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

فصل اول: عام مسائل واحکام

فصل دوم: خواتین کی جسمانی زینت وآرائش سے متعلق مسائل

فصل سوم: حیض' استحاضہ اور نفاس کے مسائل

فصل چہارم: لباس اور پردہ کے مسائل

فصل پنجم: نماز سے متعلق خواتین کے مخصوص مسائل

فصل ششم: جنازہ سے متعلق خواتین کے مخصوص مسائل

فصل ہفتم: روزہ سے متعلق خواتین کے مخصوص مسائل

فصل ہشتم: حج اور عمرہ سے متعلق خواتین کے مخصوص مسائل

فصل نہم: ازدواجی زندگی سے متعلق مسائل

فصل دہم: خواتین کی عزت وناموس اور ان کی عفت وشرافت کو ضمانت فراہم کرنے والے احکام ومسائل

فصل اول

عام مسائل واحکام

(۱) عورتوں کا مقام قبل از اسلام:

قبل از اسلام سے مراد زمانہ جاہلیت ہے جس وقت عرب بالخصوص اور روئے زمین پر بسنے والے تمام انسان بالعموم زندگی بسر کر رہے تھے اور لوگ عہد فترہ ❶ سے گزر رہے تھے' ہدایت اور نجات کی راہیں ناپید ہو چکی تھیں' حدیث نبوی ﷺ کے بیان کے مطابق ''اللہ تعالیٰ نے ان پر نظر ڈالی تو اہلِ کتاب سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگوں کو چھوڑ کر عرب وعجم کے تمام لوگوں سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوا'' ❷

اس عہد میں خواتین عموماً اور عرب معاشرہ میں خصوصاً سخت آزمائشی دور سے گزر رہی تھیں عرب بچیوں کی ولادت کو سخت ناپسند کرتے تھے' کچھ ایسے تھے جو انہیں زندہ درگور کر دیا کرتے تھے کہ مٹی کے نیچے دب کر دم توڑ دیں اور کچھ ایسے بھی تھے جو ان کی تربیت وکفالت سے دستبردار ہو کر انہیں ذلت ورسوائی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیتے تھے' اسی صورتِ حال کا نقشہ کھینچتے ہوئے اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ (النحل: ۵۸-۵۹)

---

❶ فترہ: دونبیوں کے درمیان کے زمانہ کو کہتے ہیں۔

❷ یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جسے امام مسلمؒ نے حضرت عیاض بن حماد مجاشعیؓ سے روایت کیا ہے' مذکورہ ٹکڑے کے الفاظ یہ ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَايَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ......
صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب صفات اھل الجنۃ واھل النار رقم الحدیث ۲۸۶۵ (مترجم)

''ان میں سے جب کسی کولڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے' اور دل ہی دل میں کڑھنے لگتا ہے' اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے' سوچتا ہے کیا، اس کو ذلت کے ساتھ اپنے پاس رکھے یا اسے مٹی میں دبا دے' آہ! کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں۔''

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ٥ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ'' (التکویر: ۸–۹)

''جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئی۔''

''مَوءُودَۃ'' اس بچی کو کہتے ہیں جو زندہ درگور کردی گئی ہو کہ مٹی کے نیچے دب کر دم توڑ دے اگر لڑکی زندہ درگور کیے جانے سے کسی طرح بچ جاتی تو اسے نہایت اہانت آمیز زندگی گزارنی پڑتی تھی' اس کو اپنے قریبی لوگوں کے ترکہ سے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا' خواہ اس کے اقرباء کتنے ہی صاحب دولت وثروت کیوں نہ ہوں اور وہ خود کتنی ہی غربت و محتاجگی کی زندگی کیوں نہ گزار رہی ہو کیونکہ ان کے یہاں عورتوں کے بجائے صرف مردوں کو ہی ترکہ ملتا تھا' عورتوں کو ترکہ کیا ملتا وہ خود مال میراث کی طرح وفات پانے والے شوہروں کے ورثاء میں تقسیم کی جاتی تھیں۔ ایک شوہر کی زوجیت میں بے شمار عورتیں ہوا کرتی تھیں کیونکہ ان کے نزدیک تعداد ازواج کی کوئی قید نہیں تھی اور اس کی بنا پر ان کو لاحق ہونے والی پریشانیوں' تنگیوں اور ظلم زیادتی کی وہ کوئی پرواہ بھی نہیں کرتے تھے۔

② اسلام میں عورتوں کا مقام ومرتبہ

جب اسلام آیا تو اس نے عورتوں پر ہونے والے ظلم وزیادتی کا خاتمہ کرتے ہوئے ان کی انسانی حیثیت اور مرتبہ کو انہیں واپس دلایا' [1]

---

[1] اسلام کے علاوہ دیگر تمام معاشروں میں عورت نے جتنے بھی حقوق حاصل کیے ان کے لیے اسے تاریخ کی طویل ترین جدوجہد سے گزرنا پڑا۔ یہ الگ بات ہے کہ مردوں نے عورتوں کو یہ حقوق دے کر ان کے عزت واحترام میں اضافہ نہیں کیا بلکہ اپنی خواہشات نفس کے لیے اسے ایک کھلونا بنا کر رکھ دیا ہے۔ صرف اسلام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے عورت کو بغیر کسی احتجاج، قرارداد اور مطالبے کے اس وقت عورت کو عزت واحترام اور حقوق عطا کیے جب کہ پوری دنیا اس کے حقوق، مقام اور احترام سے ناواقف تھی۔ (ع م)

ارشادِ ربانی ہے:

يَآيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى - (الحجرات: ۱۳)

''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد وعورت سے پیدا کیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ انسان ہونے میں عورت مرد کے مساوی درجہ رکھتی ہے' اسی طرح اعمال پر جزا وسزا میں بھی دونوں برابر اور یکساں حیثیت رکھتے ہیں:

جیسا کہ ارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (النحل: ۹۷)

''جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت' لیکن با ایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے' اور ان کے اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور دیں گے۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكَاتِ

(الاحزاب: ۷۳)

''(یہ اس لئے) کہ اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو سزا دے۔''

اللہ تعالیٰ نے عورت کی اس حیثیت کو حرام وممنوع قرار دیا ہے کہ مرنے والے شوہر کے متروکہ مال میں اسے شمار کیا جائے' چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا (النساء: ۱۹)

''اے ایمان والو! تمہارے لیے حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو۔''

اللہ تعالیٰ نے خواتین کو ان کی اپنی ایک مستقل حیثیت کی ضمانت دی ہے۔ مالِ موروث نہ شمار کر کے انہیں وارث بنایا ہے۔ خویش واقارب کے مالِ متروک میں ان کا حصہ متعین کیا جائے۔ چنانچہ خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ

مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا۔ (النساء: ٧)

"ماں باپ اور خویش واقارب کے ترکے میں مردوں کا حصہ بھی ہے' اور عورتوں کا بھی (جو مال ماں باپ اور خویش واقارب چھوڑ کر مریں) خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ (اس میں) حصہ مقرر کیا ہوا ہے۔"

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ. [النساء: ١١]

اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے' اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ کا دوتہائی ملے گا' اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے۔

اسی طرح کی متعدد وہ تمام آیات کریمہ ہیں جو مال میراث میں ماں' بیٹی' بہن' بیوی کی صورت میں خواتین کے حصوں کے تعین کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔

ازدواجی زندگی کے تعلق سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے چار بیویوں کی آخری حد متعین کر دی ہے شرطیکہ ان کے مابین حتی المقدور عدل وانصاف قائم کیا جائے اور ان کے ساتھ حسنِ معاشرت کو اجب اور ضروری قرار دیا ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء: ١٩)

"ان کے ساتھ اچھے طریقے کے ساتھ بود وباش رکھو۔

اور مہر کو عورتوں کا حق قرار دیتے ہوئے اس کی مکمل ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ مگر یہ کہ عورت خوش دلی کے ساتھ از خود معاف کر دے۔

فرمان الٰہی ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـئًا مَّرِيْٓـئًا (النساء: ٤)

''اور عورتوں کو ان کے مہر راضی خوشی دے دو ہاں اگر وہ خود اپنی خوشی سے کچھ مہر چھوڑ دیں تو اسے شوق سے خوش ہو کر کھاؤ پیو۔''

اللہ رب العزت نے عورت کو اپنے شوہر کے گھر میں ایک ایسے نگہبان کی حیثیت عطا کی ہے جو امر و نہی کی مالک ہوتی ہے اور اپنے بچوں کی مالکن اور سردار ہوتی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''اَلْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ فِیْ بَیْتِ زَوْجِھَا وَمَسْئُوْلَۃٌ عَنْ رَّعِیَّتِھَا'' ❶

''عورت اپنے شوہر کے گھر اور بال بچوں کی نگراں ہے اور اس سے ان کے متعلق سوال کیا جائے گا۔''

اسی طرح شوہر پر معروف طریقے سے بیوی کے نان ونفقہ اور لباس وغیرہ کے اخراجات کی ذمہ داری عائد کی ہے۔

③ دشمنانِ اسلام اور ان کے چیلے خواتین سے ان کی عزت و ناموس اور ان کے حقوق کو سلب کرنا چاہتے ہیں

آج کے دور میں دشمنانِ اسلام بلکہ دشمنانِ انسانیت کفار و منافقین اور کج روی اختیار کرنے والوں کو اسلام میں خواتین کو ملی ہوئی عزت و شرافت اور تحفظ سخت ناگوار معلوم ہو رہا ہے' کیونکہ یہ لوگ عورتوں کو تباہی و بربادی اور ہلاکت کے ایک ایسے وسیلہ اور ایک ایسے جال کی شکل میں دیکھنا چاہتے ہیں جس کے ذریعہ وہ اپنی ہیجان انگیز شہوتوں کو تسکین پہنچانے کے بعد کمزور ایمان' بے قابو اور خواہشات و ہوس سے مغلوب لوگوں کو اپنے پھندے میں گرفتار کر سکیں۔ اللہ رب العزت ایسے لوگوں کے حق میں ارشاد فرماتا ہے:

''وَیُرِیْدُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّھَوَاتِ اَنْ تَمِیْلُوْا مَیْلًا عَظِیْمًا'' (النساء: ۲۷)

''اور جو لوگ خواہشات نفس کے پیرو ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم اس راہ راست سے بہت دور ہٹ جاؤ''۔

(حد ہوگئی کہ) بیمار دل اور کجرو مسلمان بھی خواتین کے تعلق سے یہی چاہتے ہیں کہ شیطانی

---

❶ صحیح بخاری کتاب النکاح. باب المراۃ راعیۃ فی بیت زوجھا رقم: ۵۲۰۰
صحیح بخاری کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن رقم: ۸۹۲
صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامیر العادل رقم: ۱۸۲۹

خواہشات اور شہوانی میلان رکھنے والے تاجروں کے شوروم میں ان کو سستے سامانوں کی طرح رکھا جائے جو خریداروں کے سامنے بالکل کھلے رکھے جاتے ہیں تاکہ ان کے خوبصورت مناظر سے لطف اندوز ہوسکیں یا اس کے توسط سے ان کو بدترین عمل تک رسائی حاصل ہو سکے' چنانچہ ان کے اندر اس بات کی شدید رغبت پائی جاتی ہے کہ خواتین اپنے گھروں کی چار دیواری سے نکل کر مردوں کے دوش بدوش ان کے کاموں میں ہاتھ بٹائیں' یا ہسپتالوں میں بحیثیت نرس مردوں کی تیمارداری کریں اور ان کی خدمت انجام دیں' یا ہوائی جہازوں میں بحیثیت ائیر ہوسٹس یا مخلوط تعلیم گاہوں میں بحیثیت طالبات اور ٹیچریں' یا تھیٹروں میں بحیثیت اداکارہ یا گلوکارہ' یا مختلف ذرائع ابلاغ میں بحیثیت اناؤنسر کام کریں' جہاں وہ اپنی شکل وصورت اور اپنی آواز سے لوگوں کو فتنوں میں مبتلا کریں۔ فحش رسائل واخبارات نے دوشیزاؤں کی ہیجان انگیز عریاں تصویروں کو اپنی مارکیٹنگ اور بازاروں میں رواج حاصل کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ بنا رکھا ہے۔ اسی طرح بعض تاجروں اور صنعتی کمپنیوں نے اسی نوعیت کی فحش تصویروں کو اپنے سامان کی تجارت اور اپنے پروڈکٹ (مصنوعات) پر آویزاں کر کے انھیں فروغ دینے کا وسیلہ اور ذریعہ بنا رکھا ہے' ان تمام غلط حرکتوں کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ خواتین اپنے گھروں کے اندر اپنی حقیقی اور اصل ذمہ داریوں سے دست بردار ہوگئیں' اس کی وجہ سے ان کے خاوند اپنے بچوں کی تربیت اور گھریلو ذمہ داریوں کی انجام دہی کے لئے بیرون ملک سے خادماؤں کو درآمد کرنے پر مجبور ہوتے ہیں' جس کا اثر یہ مرتب ہوتا ہے کہ بے شمار فتنے اور بڑی بڑی برائیاں جنم لیتی ہیں۔

④ خواتین کے لئے تعلیم وتعلم اور ملازمت کی اجازت

گھر کے باہر خواتین کی سروس یا دیگر کام کرنے کے ہم مخالف نہیں ہیں بشرطیکہ وہ مندرجہ ذیل ضوابط کے تحت ہوں:

① عورت اس ملازمت کی یا معاشرہ اس کے کام کا واقعی ضرورت مند ہو' مردوں میں اس کام کو انجام دینے والا نہ موجود ہو۔

② گھریلو ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے بعد ہی وہ گھر کے باہر سروس کر سکتی ہے کیونکہ گھریلو

ذمہ داریوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

③ مردوں سے دور رہ کر محض خواتین کے بیچ میں اس طرح کی سروس کی جا سکتی ہے' مثال کے طور پر عورتوں کی تعلیم و تربیت' ان کی تیمارداری اور ان کا علاج و معالجہ۔

④ اسی طرح دینی امور کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے عورتوں کے گھر سے باہر نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ ایک ضروری چیز ہے۔ جن دینی مسائل کی عورت کو ضرورت ہو انہیں سیکھنے اور حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ انہیں عورتوں کے درمیان رہ کر حاصل کیا جائے۔ مساجد وغیرہ میں قائم کئے جانیوالے وعظ و نصیحت کے دروس کی حاضری میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ پردہ کے ساتھ اور مردوں کے اختلاط سے دور ہو' جیسا کہ ابتداءِ اسلام میں خواتین مساجد میں حاضر ہو کر سیکھتی اور سکھاتی تھیں۔

فصل دوم

خواتین کی جسمانی زینت و آرائش (بناؤ سنگھار) سے متعلق مسائل

ناخن تراشنا

① عورتوں کے مخصوص اور ان کے مناسب جو خصائلِ فطرت ہیں ان میں ناخن کا تراشنا اور برابر ان کی خبر گیری کرنا عورت سے مطلوب ہے' کیونکہ ناخن تراشنے کے مسنون ہونے پر اہلِ علم کا اجماع ہے' یہ ان خصائلِ فطرت [1] میں سے ہے جن کا ذکر حدیث نبوی میں وارد ہوا ہے۔ [2] اور ناخن کاٹنے میں نظافت اور خوبصورتی پائی جاتی ہے جب کہ انہیں بڑھانے میں بدشکلی (بھدا پن) درندوں سے مشابہت' ان کے نیچے پانی کا نہ پہنچنا' اور ان کے اندر گندگی وغلاظت کا جمع ہونا' یہ سب خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ [3] سنت سے ناواقفیت اور کافر عورتوں کی تقلید کی وجہ سے بعض مسلم خواتین بھی ناخن بڑھانے کی وبا میں مبتلا ہوگئی ہیں۔ [4]

---

[1] خصائلِ فطرت سے مراد وہ عادات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے پسند کیا اور انہیں اپنے انبیاء علیہم السلام کے عمل کے ذریعے استقرار اور دوام بخشا۔ ان خصائلِ فطرت سے انسانی جسم میں حسن' نظافت وطہارت اور وقار پیدا ہوتا ہے۔ (ا۔ع۔م)

[2] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتی ہیں:

'عشر من الفطرة : قص الشارب واعفاء اللحية والسواک واستنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الإبط وحلق العانة وانتقاص الماء ٥ قال الراوی: ونسيت العاشرة الا ان تکون المضمضة"

ترمذی رقم الحدیث ۲۷۵۷ ابواب الاداب، باب ماجاء فی تقليم الاظفار (حسن صحیح).

دس باتیں خصائلِ فطرت سے ہیں: مونچھوں کا تراشنا' داڑھی کا بڑھانا' مسواک کرنا' ناک میں پانی ڈالنا' ناخن تراشنا' انگلیوں کے پوروں کو دھونا' بغل کے بال اکھاڑنا' زیر ناف کا بنانا' استنجاء کرنا۔ راوی کا کہنا ہے کہ دسویں بات میں بھول گیا ہوں ہوسکتا ہے کہ کلی کرنا ہو۔ (مترجم)

[3] بڑھے ہوئے ناخنوں میں غلاظت جمع رہتی ہے چونکہ ان کی اندرونی تہہ تک پانی نہیں پہنچتا اس لئے طہارت ناقص رہتی ہے جب کہ کامل طہارت عبادات کے لئے بنیادی شرط ہے۔ (ا۔ع۔م)

[4] ناخن جب بھی ذرا بڑے ہوجائیں تراش دینے چاہئیں، جمعہ کے روز تراشنے کا معمول رکھا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ (ا۔ع۔م)

زیر ناف اور بغل کے بالوں کی صفائی

زیر ناف اور بغل کے بالوں کی صفائی بھی عورتوں کے لئے مسنون ہے' کیونکہ حدیث میں اس کا حکم دیا گیا ہے اور اسی میں خوبصورتی اور جمال ہے۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتہ اس عمل کو انجام دیا جائے' یا چالیس دن سے زیادہ انہیں نہ چھوڑا جائے۔ ❶

② سر کے بالوں کے بارے میں اسلام کا حکم

(الف) مسلم خواتین سے سر کے بالوں کا بڑھانا مطلوب ہے' بلا کسی ضرورت انہیں منڈانا حرام ہے۔ شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ (سابق) مفتی سعودی عرب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عورتوں کے سروں کے بالوں کا مونڈنا جائز نہیں ہے' کیونکہ امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن ❷ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے' امام بزار رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے' اور علامہ ابن جریر (طبری) رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے سنداً روایت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اپنے سر کے بال منڈوانے سے منع فرمایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہی (ممانعت) اگر اس کا کوئی معارض ومخالف حکم موجود نہ ہو تو تحریم کی متقاضی ہوتی ہے (یعنی ایسی نہی تحریم کے لئے ہوتی ہے)

ملا علی قاری رحمہ اللہ ''مرقاة شرح مشکوٰة'' میں لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ فرمان مبارک ''ان تحلق المراۃ رأسها'' اس وجہ سے ہے کہ خواتین کے حق میں چوٹیوں کو شکل وصورت اور حسن وجمال میں وہی حیثیت حاصل ہے جو مردوں کے حق میں داڑھی کو حاصل ہے۔'' ❸

---

❶ زیر ناف اور بغل کے بالوں کو نوچنا' اکھیڑنا' مونڈنا' یا کسی دوا کے ذریعے صاف کرنا ہر طرح درست ہے۔ (ا۔ع۔م)

❷ سنن نسائی باب النهي عن حلق المرأة رأسها' كتاب الزينة: رقم الحدیث ۵۰۵۲

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی ذکر کی ہے اور کہا ہے اس میں اضطراب ہے۔ جامع ترمذی ابواب الحج' باب ماجاء في كراهية الحلق للنساء رقم الحدیث ۹۱۴

امام بزار رحمہ اللہ نے اپنے مسند میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے اس کو محدث مبارک پوری نے ضعیف کہا ہے' تحفة الاحوذی ۲/۱۰۹۔ ابن جریر (طبری) نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کی (مرقاة شرح مشکوٰة)

❸ مجموع فتاویٰ الشیخ محمد بن ابراہیم (۲/۴۹)

سر کے بالوں کو زیب وزینت کے علاوہ کسی دوسرے مقصد سے چھوٹا کرنا' مثال کے طور پر ان کی حفاظت وغیرہ سے عورت عاجز ہو جائے' یا اتنے زیادہ طویل ہو جائیں کہ عورت کے لیے تکلیف دہ ثابت ہوں تو بقدر ضرورت ان کو چھوٹا کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ بعض ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ایسا کرتی تھیں اس لیے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی وفات' کے بعد زیب وزینت کو ترک کر دیا تھا اور بالوں کو بڑھانے اور انہیں سنوارنے کی ان کو حاجت وضرورت نہیں رہ گئی تھی اور بالوں کو چھوٹا کرانے سے کافرہ اور فاسقہ عورتوں یا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا مقصود ہے تو یہ بلا شک وشبہ حرام ہے' اس لیے کہ رسول اکرم ﷺ نے کفار کی مشابہت اختیار کرنے سے عموماً اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اور اگر بالوں کو چھوٹا کرانے سے زیب وزینت مقصود ہے تو بظاہر یہ بھی جائز نہیں معلوم ہوتا ہے۔ استاد محترم شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ اپنی تفسیر (اضواء البیان) میں لکھتے ہیں۔

"بہت سے (مسلم) ممالک میں خواتین کا اپنے بالوں کو جڑوں کی حد تک چھوٹا کرانے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے درحقیقت یہ فرنگی طور طریقہ ہے جو اس طور طریقہ کے بالکل مخالف ہے جس پر مسلم خواتین بلکہ قبل از اسلام عرب خواتین گامزن تھیں۔ یہ طریقہ ان تمام انحرافات میں سے ایک ہے جو دین واخلاق اور شکل وصورت وغیرہ میں عام ہوتے جا رہے ہیں۔ ❶

اس کے بعد موصوف نے اس حدیث کا تذکرہ کیا ہے جس میں یہ وارد ہوا ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اپنے بالوں کو وفرہ (کانوں تک لٹکے ہوئے بال) کی حد تک چھوٹا کرا لیتی تھیں' اور اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ❷

"ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد اپنے بالوں کو چھوٹا کرایا تھا' اس لیے کہ آپ کی زندگی میں زیب وزینت اور بناؤ سنگھار کرتی تھیں اور ان کی بہترین زیب و

---

❶ اگر عورتوں کے لئے بال چھوٹے کرانا جائز ہوتا تو یہ حج میں مشروع ہوتا جیسا کہ یہ مردوں کے لئے مشروع ہے لیکن عورت حج اور عمرہ کے بعد پچھلے حصہ میں سے صرف ایک معمولی سی لٹ کاٹتی ہے۔ یہ طریقہ عہد رسالت ہی سے متواتر چلا آ رہا ہے۔ (ا۔ع۔م)

❷ صحیح مسلم کتاب الحیض' باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابۃ رقم الحدیث ۳۲۰

زینت میں ان کے بال بھی تھے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد ان کو خاص حکم حاصل ہو گیا تھا جس کی رو سے پورے روئے زمین کی تمام خواتین میں سے کوئی بھی خاتون ان کی شریک اور ہم سر نہیں ہو سکتی تھی اور وہ خاص حکم یہ تھا کہ شادی کے تعلق سے ان کی ساری توقعات کا خاتمہ ہو چکا تھا اور شادی سے وہ اس طرح ناامید ہو چکی تھیں کہ اس میں کسی حرص و طمع کی ادنیٰ آمیزش نہیں پائی جاتی تھی' چنانچہ وہ ایسی عدت گزار عورتیں تھیں جو تا حیات رسول اکرم ﷺ کی زوجیت میں ہونے کی وجہ سے محبوس تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے حق میں ارشاد فرماتا ہے:

''وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا'' (الاحزاب: ۵۳)

''اور نہ تمہیں یہ جائز ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دو اور نہ تمہیں یہ حلال ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی وقت بھی آپ کی بیویوں سے نکاح کرو (یاد رکھو) اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا (گناہ) ہے۔''

مردوں سے مکمل بے رغبتی اور مایوسی زیب و زینت کی بعض ایسی چیزوں میں کوتاہی اور سستی کے لئے رخصت کا سبب بن سکتی ہے جو کسی دوسرے سبب کی بناء پر جائز نہیں ہو سکتی۔ ❶

کنگھی چوٹی کرنا

لہٰذا عورتوں پر ضروری ہے کہ وہ اپنے سروں کے بالوں کی مکمل حفاظت کریں اور ان پر پوری توجہ دیں اور ان کی چوٹیاں بنا رکھیں' انہیں سروں پر یا سر کے پچھلے حصے پر اکٹھا کر کے باندھنا جائز

---

❶ اضواء البیان (۵/۵۹۸-۶۰۱)

اگر خاوند عورت کو بال چھوٹا کرنے کا حکم بھی دے تو اس کی اطاعت عورت کے لئے جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

معلوم ہوا کہ اگر عورت زینت حاصل کرنے کے لئے بال چھوٹے کرتی ہے تو یہ امر ممنوع ہے۔ مسلمان عورت کے لئے بالوں کی زینت ان کے بڑھانے میں ہے' چھوٹا کرنے میں نہیں۔

خواتین کو اپنی نیت کا خود جائزہ لینا چاہیے' آیا وہ بال زینت ترک کرنے کے لئے چھوٹے کرنا چاہتی ہیں؟ یا ان کے سامنے کسی خوب صورت بے پردہ عورت کا فیشن ہے جس کی نقل میں وہ بال کٹوا رہی ہیں؟ یا واقعی ان کو بال لمبے ہونے کی وجہ سے کسی حقیقی دشواری کا سامنا ہے؟ (ع-م)

نہیں ہے۔ ❶ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموع الفتاویٰ (۱۴۵/۲۲) میں فرماتے ہیں:

''جس طرح بعض آبرو باختہ عورتیں اپنے بالوں کی ایک ہی چوٹی بنا کر اور اسے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا کر رکھتی ہیں۔''

سعودی عرب کے (سابق) مفتی شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عصرِ حاضر کی بعض مسلم خواتین کا یہ عمل کہ سر کے بالوں کو ایک جانب سے کنگھی کر کے پچھلے حصہ (گدی) میں یا سر کے اوپر باندھ لیتی ہیں جیسا کہ انگریز عورتیں کرتی ہیں تو یہ ناجائز ہے کیونکہ اس میں کفار کی عورتوں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُوْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَايَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا، وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا'' ❷

جہنمیوں کی دو قسمیں ہیں جن کو میں نے دیکھا نہیں ہے، ایک قسم ان لوگوں کی ہے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کے مانند کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہن کر بھی ننگی ہوں گی۔ مٹک مٹک کر، مونڈھوں اور کولہوں کو ہلا ہلا کر چلیں گی، ان کے سر اونٹ کے جھکے ہوئے کوہان کی طرح ہوں گے، وہ نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو اتنی مسافت سے پائی جائے گی۔

مانگ یا چیر نکالنا

بعض اہلِ علم نے حدیث میں وارد لفظ ''مائلات ممیلات'' کی تفسیر و توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے:

---

❶ اس سے مصنف کی مراد جوڑا بنانا ہے، چاہے بالوں کو گول کر کے گچھے کی شکل دی جائے۔ چاہے انہیں کیک کی طرح پھیلا کر کلپ یا کلف وغیرہ لگا دی جائے۔ ا۔ ع۔ م

❷ مسلم کتاب اللباس و الزینۃ، باب النساء الکاسیات العاریات المائلات و الممیلات رقم الحدیث: ۲۱۲۸

''ان کی کنگھی کرنے کی کیفیت اس طرح ہوتی ہے کہ بال ایک جانب جھکے ہوتے ہیں' یہ فاحشہ اور بدکار عورتوں کی کنگھی کا طریقہ ہے اور (ممیلات) ان عورتوں کو کہتے ہیں جو دوسری عورتوں کو اس طرح کی کنگھی کرے۔ درحقیقت یہ فرنگی (یورپی) خواتین اور ان کے نقش قدم پر چلنے والی مسلم خواتین کی کنگھی کا طریقہ ہے۔ ❶

بالوں میں جوڑ لگانا

جس طرح خواتین کو بلاضرورت سروں کے بالوں کو منڈوانے یا چھوٹا کرانے سے روکا گیا ہے اسی طرح انہیں اپنے بالوں میں مزید دوسرے بالوں کو جوڑ کر اضافہ کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے' چنانچہ صحیحین میں وارد ہے:

''لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ'' ❷

''رسول اللہ ﷺ نے واصلہ اور مستوصلہ پر لعنت بھیجی ہے۔''

واصلہ: اس عورت کو کہتے ہیں جو غیر کے بالوں کو جوڑ کر اپنے بالوں میں اضافہ کرتی ہے۔

مستوصلہ: اس عورت کو کہتے ہیں جس پر یہ عمل کیا جاتا ہے۔

یہ عمل اس وجہ سے ممنوع اور حرام ہے کہ اس میں فریب اور دھوکہ پایا جاتا ہے۔ اس ممنوعہ اضافہ میں باروکہ (وگ) کا استعمال بھی شامل ہے جو اس وقت کافی شہرت اختیار کرتا جارہا ہے۔

امام بخاری و امام مسلم رحمہ اللہ وغیرہ کی روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہوں نے ایک تقریر کی' دورانِ تقریر انہوں نے بالوں کا ایک گچھا نکال کر فرمایا: ''تمہاری خواتین کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ اپنے سروں میں اس طرح کی چیز استعمال کرتی ہیں۔

---

❶ مجموعہ فتاوی الشیخ (۴۷/۲) نیز ملاحظہ ہو: الایضاح والتبیین مؤلفہ شیخ حمود تویجری صفحہ: ۸۵۔'' مترجم سر کی مانگ یا چیر نکالنا سر اور پیشانی کے درمیانی حصے سے نکالنا سنت ہے جسے سیدھی مانگ کہا جاتا ہے۔ ٹیڑھی مانگ نکالنا غیر مسلموں اور فاسق و فاجر عورتوں کا شیوہ ہے۔ا۔ع۔م

❷ بخاری کتاب اللباس' باب الوصل فی الشعر: رقم الحدیث ۵۹۳۳

صحیح مسلم کتاب اللباس والزینة باب تحریم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والنامصة والمتنمصة والمتفلجات المغیرات خلق اللہ واللفظ لمسلم رقم ۲۱۲۲

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

"مَا مِنِ امْرَاَةٍ تَجْعَلُ فِي رَاْسِهَا شَعْرًا مِنْ شَعْرِ غَيْرِهَا اِلَّا كَانَ زُوْرًا"

"اگر کوئی عورت اپنے سر میں کسی غیر کا بال لگاتی ہے تو جو جھوٹ اور فریب ہوتا ہے۔"

بارو کہ (وگ) ایسے مصنوعی بالوں کو کہتے ہیں جو سر کے بالوں کے مشابہ تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے استعمال میں فریب اور دھوکہ دہی ہوتی ہے۔

ابرو کے بالوں کا حکم

مسلم خواتین کے لئے ابرو کے تمام بالوں کو یا بعض بالوں کو مونڈ کر، ترشوا کر یا بال صفا دوائیں استعمال کر کے صاف کرنا حرام ہے کیونکہ اسی کو نمص کہا جاتا ہے جس کا ارتکاب کرنے والی خواتین پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

"لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّامِصَةَ وَالْمُتَنَمِّصَةَ" (الصحيحين)

آپ ﷺ نے نامصہ اور متنمصہ پر لعنت بھیجی ہے۔

نامصہ: اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے خیال میں زیب و زینت اختیار کرنے کے لیے اپنے ابرو کے تمام بالوں کو یا کچھ کو صاف کرتی ہیں۔

متنمصہ: اس عورت کو کہتے ہیں جس کے لئے اس عمل کو انجام دیا جائے۔ یہ عمل درحقیقت اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغیر و تبدل کرنے کے مترادف ہے جس کے بارے میں شیطان نے وعدہ کیا ہے کہ وہ بنی آدم کو اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی کا حکم دے گا' چنانچہ اس نے کہا تھا جیسا کہ اللہ رب العزت نے اس سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے:

"وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ" (النساء: ١١٩)

"اور میں ان سے کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑ دیں۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "ایسی عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو گودنا گودتی ہیں اور جو گودنا گدواتی ہیں' اور جو ابرو کے بال اکھیڑتی اور اکھڑواتی ہیں' اور دانتوں کو گھس کر خوبصورت بناتی ہیں' درحقیقت وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑنے والی ہیں۔"❶

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں: "کیا میں ان لوگوں پر لعنت نہ بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ

---

❶ صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة باب، تحريم فعل الواصلة والمستوصلة (٣/ ١٦٧٨) حدیث نمبر ٢١٢٥ (مترجم)

نے لعنت بھیجی ہے؟ اور یہ حکم اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔'' آپ کی مراد اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہے: ''مَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا.'' (الحشر: ۷)

''تمہیں جو کچھ رسول ﷺ دیں لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ۔''

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر (۳۵۹/۲ مطبوعہ دار الاندلس) میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

اس سنگین اور خطرناک وبا میں آج بے شمار عورتیں مبتلا ہو گئی ہیں، درحقیقت یہ ایک کبیرہ گناہ ہے، صورتِ حال یہ ہو گئی ہے کہ ابرو کے بال صاف کرنا روزمرہ کی ضروریات میں شامل ہو گیا ہے۔ اگر کسی عورت کا خاوند اس کا حکم دے تو بھی اس کی اطاعت جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ ایک معصیت اور گناہ کا کام ہے۔ ❶

دانتوں میں جھرّی بنانا

زینت و آرائش کے مقصد سے دانتوں کو گھس کر ان میں جھرّی (دراز) بنانا مسلم خواتین کے لئے حرام ہے، وہ اس طرح سے کہ خوبصورتی پیدا کرنے کی لالچ میں دانتوں کو ریتی سے گھس کر ان کے درمیان مختصر شگاف بنالیا جائے۔ البتہ اگر دانتوں میں کسی قسم کی بدشکلی پائی جاتی ہو اور اس کو دور کرنے اور دانتوں کو صحیح کرنے کے لئے آپریشن کی ضرورت پڑے، یا ان میں کیڑے پیدا ہو جائیں اور ان کو ختم کرنے کے لئے اصلاح کی ضرورت پیش آئے تو اس میں کوئی حرج یا مضائقہ نہیں ہے کیونکہ یہ علاج و معالجہ بدصورتی کو ختم کرنے کے قبیل سے ہے اور اسے اسپیشلسٹ لیڈی ڈاکٹر کے ہاتھوں انجام دیا جائے گا۔

گودنا یا گودوانا

جسم میں گودنا گودوانے کا عمل بھی عورتوں پر حرام ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے واشمہ اور مستوشمہ پر لعنت بھیجی ہے۔

---

❶ غرض ابرو کے بالوں کو کسی صورت، کسی حصے میں سے بھی، نہ مونڈنے کی اجازت ہے نہ ہلکا کرنے کی، نہ انہیں ہلال اور کمان وغیرہ کی شکل دینے کی...... اللہ نے جس صورت میں چاہا اسے بنایا، اس میں تغیر کرنا شیطانی فعل ہے جیسا کہ مصنف محترم نے سورۂ نساء کا حوالہ دے کر ذکر کیا ہے۔ (ا۔ع۔م)

واشمہ: اس عورت کو کہتے ہیں جو ہاتھ یا چہرے میں سوئی چبھو کر اس کی جگہ کو سرمہ یا روشنائی سے بھر دے (یعنی گودنا گودنے والی عورت)

مستوشمہ: اس عورت کو کہتے ہیں جس پر یہ عمل کیا جائے، یہ عمل حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے، کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے گودنا گودنے والی اور گودوانے والی دونوں عورتوں پر لعنت بھیجی ہے اور شریعت میں صرف کبیرہ گناہ پر ہی لعنت بھیجی گئی ہے۔ ❶

خواتین کے لئے ہاتھ اور پاؤں میں مہندی لگانا

امام نووی رحمہ اللہ المجموع (۳۲۴/۱) میں فرماتے ہیں:

''دونوں ہاتھوں اور پیروں کا مہندی سے رنگنا شادی شدہ عورت کے لئے مستحب ہے۔'' اس سلسلہ میں کئی حدیثیں معروف ومشہور ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ کا اشارہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی اس روایت کی جانب ہے جس میں مذکور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک عورت نے مہندی لگانے کے بارے میں پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں ہے، لیکن میں اسے ناپسند کرتی ہوں کیونکہ میرے محبوب رسول اکرم ﷺ کو اس کی بو ناپسند تھی۔'' ❷

اس کو امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا ہی سے دوسری حدیث بھی مروی ہے فرماتی ہیں: ''ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے رسول اللہ ﷺ کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا، اس کے ہاتھ میں ایک مکتوب تھا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا اور فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ یہ ہاتھ کسی مرد کا ہاتھ ہے یا کسی عورت کا؟ اس نے کہا: یہ ایک عورت کا ہاتھ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "لو كنت امرأة لغيرت اظفارك يعنى بالحنه'' یعنی اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں کو تبدیل کر لیتی

---

❶ گودنا یا گدوانے سے مراد یہ ہے کہ جسم کے کسی حصے کی جلد اکھیڑ کر اس میں کوئی رنگ دار مادہ سبز، پیلا، نیلا، کالا وغیرہ بھر دیا جائے۔ اس طرح جسم کے کسی بھی حصے پر کسی بھی قسم کے نقش ونگار بنانا یا کوئی تحریر یا نام وغیرہ لکھنا صریح حرام ہے..... نیز گودنا گدوانا بھی تخلیق میں تغیر کا حکم رکھتا ہے اور ایسا کرنا شیطانی فعل ہے جیسا کہ سورۃ نساء آیت ۱۱۹ کا حوالہ گزر چکا ہے۔ ا۔ع۔م

❷ ابوداود: كتاب الرجل باب فى الخضاب للنساء. رقم الحديث ۴۱۶۴ نسائی: كتاب الزينة كراهية ريح الحناء رقم الحديث ۵۱۴۲

(یعنی مہندی سے) ❶ لیکن ایسی چیزوں سے وہ اپنے ناخنوں کو ہرگز نہیں رنگ سکتی ہے جوان پر منجمد ہو کر طہارت کے پانی کے لئے رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ ❷

سر کے بال رنگنا

خواتین کا اپنے بالوں کو رنگنے اوران میں خضاب لگانے کا جہاں تک سوال ہے تو اگر بالوں میں سفیدی ظاہر ہو چکی ہے تو انہیں سیاہ رنگ کے علاوہ کسی دوسرے رنگ سے رنگ سکتی ہیں' کیونکہ سیاہ خضاب سے رسول اکرم ﷺ سے وارد ممانعت میں مردوں اور عورتوں کے درمیان عمومیت پائی جاتی ہے۔

زیورات

رسم و رواج کے مطابق خواتین کے لئے سونے چاندی کے زیورات کا استعمال جائز ہے اس پر علماء کا اتفاق ہے لیکن ان زیورات کا محرم لوگوں کے علاوہ دوسرے اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر کرنا جائز نہیں ہے' بلکہ ان کو چھپائیں گی' خصوصاً گھر سے باہر نکلتے وقت اور ایسے وقت جب کہ مردوں کی نگاہیں ان پر پڑتی ہوں کیونکہ یہ فتنہ کا باعث ہے اور عورتوں کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ کپڑوں کے نیچے پوشیدہ زیورات کی آواز مردوں کو سنائیں۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ. (النور : ۳۱)

"اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے۔"

لہٰذا ظاہری زیورات کے بارے میں بدرجہ اولیٰ ممانعت ہوگی۔ ❸

---

❶ ابو داؤد باب فی الخضاب للنساء. نسائی الخضاب للنساء

❷ جیسے سیاہ نیل پالش والے رنگ۔ بعض خواتین ایام حیض میں ناخن پالش لگا لیتی ہیں اور طہارت حاصل کرنے پر اسے کھرچ کر زائل کر دیتی ہیں ان کا یہ فعل مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر درست نہیں۔ ✿ یہ غیر مسلم عورتوں کی مشابہت ہے اور ہمیں مشابہت سے روکا گیا ہے۔ ✿ محرم مرد ناخن پالش دیکھ کر سمجھ جائیں گے کہ یہ عورت ایام حیض میں ہے جو حیا کے منافی ہے۔ ✿ چونکہ معاشرے میں یہ علت عام پائی جاتی ہے اس لئے خواتین اس کے عذر کو قبول نہیں کریں گی بلکہ اس کے ایام حیض سے ناواقف اسے جواز پر محمول کریں گی۔ (ا۔ع۔م)

❸ مصنف کی مراد یہ ہے کہ جب پوشیدہ زیور کی آواز اجنبی مردوں کو سنانا جائز نہیں تو پھر اپنے جسم کے کسی حصے پر پہنے

فصل سوم

حیض' استحاضہ اور نفاس کے مسائل

① حیض اور اس کے مسائل:

حیض: لغت میں سیلان (بہنے) کو حیض کہتے ہیں' شریعت کی اصطلاح میں حیض اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کے رحم (بچہ دانی) کے اندر سے معینہ اوقات میں بغیر کسی بیماری یا زخم کے نکلتا ہے۔ اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے تمام بناتِ آدم کے حق میں مقدر کر دیا ہے' اسے رحمِ مادر کے اندر پیدا کر کے اثناءِ حمل بچہ کے لئے غذا کا بندوبست کیا ہے' پھر یہی خون ولادت کے بعد دودھ کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے' جب عورت حالت حمل میں نہیں ہوتی یا بچے کو دودھ پلانے والی نہیں ہوتی تو اس خون کا کوئی مصرف نہیں رہ جاتا ہے لہٰذا متعینہ اوقات میں خارج ہو جاتا ہے' اسی کو ماہواری کہا جاتا ہے۔

☆ کس عمر میں حیض کا خون شروع ہوتا ہے؟

عموماً سب سے کم عمر جس میں عورت کو حیض کا خون آنا شروع ہوتا ہے (۹) سال ہے اور پچاس سال کی عمر تک باقی رہتا ہے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ" (الطلاق: ۴)

"تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئی ہوں اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنہیں حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو۔"

چنانچہ یائسہ عورت وہ ہے جو پچاس سال کی عمر کو پہنچ چکی ہو اور جن کو حیض آنا شروع نہیں ہوا ہے وہ نو سال سے کم عمر کی چھوٹی بچیاں ہیں۔" [1]

---

[1] یائسہ اس عورت کو کہتے ہیں جسے حیض آنے کی امید ختم ہو چکی ہو چونکہ حیض کے بند ہونے سے تولید کا سلسلہ بھی بند ہو جاتا ہے اس لئے اسے یائسہ اور اس کے ایسے ایام کو سن یاس کہا جاتا ہے۔ الشیخ صالح بن العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں بعض عورتیں پچاس پچاس برس کی عمر میں بھی حائضہ ہوتی ہیں لہٰذا یہ کسی مخصوص عمر سے مشروط نہیں ہے (از طہارت کے مسائل مترجم مریم خنساء)

اصطلاحاً نو سال سے چھوٹی بچی کو بھی یائسہ کہا جاتا ہے کیونکہ اسے ابھی حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا۔ م

حیض کے مسائل

(الف) حالت حیض میں عورت کے فرج میں وطی (مجامعت) حرام ہے۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ. (البقرہ : ۲۲۲)

''آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں' کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے لہٰذا حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں تو ان کے قریب نہ جاؤ۔ ہاں جب وہ پاکی حاصل کرلیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے' اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔''

حائضہ عورت سے مجامعت کی حرمت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک کہ خون کا آنا بند نہ ہو جائے اور عورت غسل (طہارت) سے فارغ نہ ہو جائے۔ فرمان الٰہی ہے:

وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ۔

''تم حائضہ عورتوں کے قریب نہ جاؤ جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں۔''

ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے۔

حیض والی عورت سے اس کا خاوند فرج میں مجامعت کے علاوہ ہر جائز شکل میں استمتاع کر سکتا ہے یعنی زن وشوئی کے تعلقات قائم کر سکتا ہے۔ دلیل صحیح مسلم کی روایت ہے جس میں رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ''اصنعوا كل شيء الا النكاح'' یعنی سوائے مجامعت کے ہر کام کرو۔ ❶❷

---

❶ الشیخ محمد بن ابراہیم فرماتے ہیں اگر کوئی شخص مجامعت کر بیٹھے تو اسے توبہ کرنا چاہیے اور آئندہ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے جو شخص ایسا کر بیٹھے اس کے بارے میں' ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث ہے کہ ''ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دو۔'' (احمد' ابوداؤد' ترمذی' نسائی)

دینار سے مراد ایک مثقال سونا ہے اگر سونا نہ ملے تو اس کی قیمت کے برابر چاندی دینا بھی کافی ہوگا۔ (از طہارت کے مسائل۔ مترجم مریم خنساء) ا۔ع۔م ❷ مسلم مختصر من حديث الطويل. كتاب الحيض باب جواز غسل الحائض راس زوجها و ترجيله وطهارة سؤرها والاتكاء في حجرها و قراة القران فيه رقم الحديث ٣٠٢

(ب) حیض والی عورت مدتِ حیض میں نماز نہیں پڑھے گی اور روزہ نہیں رکھے گی' اس پر روزہ نماز دونوں ہی حرام ہیں ان کی ادائیگی حالت حیض میں صحیح نہیں ہوگی' اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

"اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ" ❶

"کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حالت حیض میں ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے۔"

حیض سے پاک وصاف ہو جانے کے بعد عورت روزے کی قضا کرے گی اور نماز کی قضا نہیں کرے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"كُنَّا نَحِيْضُ مع النبی ﷺ فلا يامرنا به (بخاری)

كان يصيبنا ذالک فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلوٰة ❷ (مسلم)

"عہد رسول اللہ ﷺ میں ہم حالت حیض میں ہوتی تھی تو ہمیں روزے کی قضاء کا حکم دیا جاتا تھا' نماز کی قضاء کا ہمیں حکم نہیں دیا جاتا تھا۔" ❸

نماز' روزہ میں فرق کی وجہ (واللہ اعلم) یہ ہوسکتی ہے کہ نماز ایک ایسا عمل ہے جس کی بار بار

---

❶ بخاری کتاب الحیض' باب ترک الحائض الصوم: رقم الحدیث ۳۰۴
مسلم: کتاب الایمان باب بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات رقم الحدیث ۷۹

❷ بخاری: کتاب الحیض باب لاتقضی الحائض الصلوٰة رقم الحدیث ۳۲۱
مسلم: کتاب الحیض ، باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض دون الصلوٰة رقم الحدیث ۳۳۵

❸ صالح بن العثیمین فرماتے ہیں: عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول ہے کہ "مجھ پر رمضان کا روزہ واجب ہوتا تھا جس کی قضا میں شعبان سے قبل کرنے پر قدرت نہیں رکھتی تھی۔"
لہٰذا عورت گزشتہ رمضان کی قضا اگلے رمضان تک موخر نہیں کرسکتی اگر کسی عورت نے ایسا کیا ہے تو اسے اپنی کارستانی پر اللہ سے توبہ کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ برائے خواتین اسلام)
فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن جبرین فرماتے ہیں:
"ایسی عورت پر واجب ہے کہ وہ فوراً روزوں کی قضا ادا کرے اور ہر روزے کے عوض میں ایک مسکین کو کھانا بھی تاخیر کے کفارہ کے طور پر کھلائے کیونکہ جس نے قضا میں تاخیر کی یہاں تک کہ دوسرے رمضان کو پالیا۔ اس کے لئے قضا میں روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ کفارہ کے طور پر ایک مسکین کو کھانا کھلانا بھی واجب ہے۔"
(فتاویٰ برائے خواتین اسلام)

تکرار ہوتی ہے لہٰذا مشقت و پریشانی کے سبب اس کی قضاء کا حکم نہیں دیا گیا' روزہ کا معاملہ اس کے برعکس ہے (یعنی سال میں صرف ایک مرتبہ اس کا وقت آتا ہے)

(ج) حیض کی حالت میں عورت کا قرآن کریم بغیر کسی حائل (اوٹ) کے چھونا حرام ہے' دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: "لَا یَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" (الواقعه: ۷۹)

"اسے صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔"

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ ﷺ نے جو خط لکھا تھا اس میں یہ بھی تھا: "لَا یَمَسُّ الْمُصْحِفَ اِلَّا طَاهِرٌ" نسائی وغیرہ۔

"مصحف کو صرف پاک و صاف شخص ہی چھو سکتا ہے۔"

چونکہ اس حدیث کو تمام لوگوں نے قبولیت کا درجہ دیا ہے (یعنی تمام لوگوں نے اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے) اس لیے یہ حدیث متواتر کی مانند ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ائمہ اربعہ کا مذہب ہے کہ قرآن کریم کو صرف طاہر (پاک و صاف) شخص ہی چھو سکتا ہے' مصحف کو چھوئے بغیر حائضہ عورت کے قرآن کریم پڑھنے کے بارے میں اہل علم کے مابین اختلاف ہے' زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ صرف ضرورت کے وقت ایسا کر سکتی ہے۔ مثال کے طور پر بھول جانے کا خطرہ ہو۔ واللہ اعلم۔ (یعنی اس طرح کی صورت حال میں قرآن چھوئے بغیر پڑھ سکتی ہے۔" [1]

(د) حالت حیض میں خانہ کعبہ کا طواف بھی حرام ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب ان کو حیض آ گیا تھا فرمایا تھا: "اِفْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُ غَيْرَ اَلَا تَطُوْفِي بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ" [2]

---

[1] معلمات کا قرآن کریم پڑھانا مجبوری ہے اور طالبات کا قرآن حکیم پڑھنا لہٰذا بہ نیت ثواب تلاوت نہیں بلکہ ضرورت کی بنا پر قرآن حکیم کو چھوئے بغیر بقدر ضرورت پڑھ سکتی اور پڑھا سکتی ہے۔ (از طہارت کے مسائل مترجم مریم خنساء) ا۔ع۔م

[2] بخاری: کتاب المحیض باب تقضی الحائض المناسک الا الطواف بالبیت رقم الحدیث ۳۰۵ مسلم: کتاب الحج باب بیان وجوه الاحرام. رقم الحدیث. ۱۲۱۱

''حج کے تمام ارکان ادا کرو سوائے طواف کے' یہاں تک کہ پاک وصاف ہو جاؤ۔''

(ھ) حائضہ عورت کا مسجد میں ٹھہرنا حرام ہے' دلیل امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی روایت کردہ حدیث ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''اِنِّی لَا اُحِلُّ الْمَسْجِدَ'' ❶

''حائضہ اور جنبی کے لیے میں مسجد کو جائز نہیں کرتا ہوں۔''

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے: ''اِنَّ الْمَسْجِدَ لَا یَحِلُّ لِحَائِضٍ وَّلَا جُنُبٍ'' ❷ ''حائضہ اور جنبی کے لئے مسجد حلال نہیں ہے۔''

البتہ ٹھہرے بغیر مسجد سے گزرنا اس کے لئے جائز ہے۔ دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ سے چٹائی طلب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''نَاوِلِیْنِی الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ' فَقُلْتُ اِنِّی حَائِضٌ' فَقَالَ: اِنَّ حَیْضَتَکِ لَیْسَتْ بِیَدِکِ'' ❸

''مسجد سے مجھے چٹائی دے دو' حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: میں حیض سے ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔''

(منتقیٰ ۱/۱۴۰) میں اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ تمام اصحاب کتب ستہ کی جانب منسوب کیا گیا ہے۔ ❹

---

❶ ابو داؤد: باب فی الجنب یدخل المسجد. کتاب الطهارة.

❷ ابن ماجه: باب ماجاء فی اجتناب الحائض المسجد ٦٤٥ ابواب التیمم.

❸ ابو داود: باب الحائض تناول من المسجد کتاب الطهارة رقم الحدیث ٢٦١
نسائی: کتاب الحیض والاستحاضه. باب استخدام الحائض رقم الحدیث ٣٨٣
ترمذی: ابواب الطهارة باب ماجاء الحائض تتناول الشئی من المسجد رقم الحدیث ١٣٤
ابن ماجه: ابواب التیمم. باب الحائض تتناول الشئی من المسجد رقم الحدیث ٦٣٢
مسلم: کتاب الحیض باب جواز غسل الحائض راس زوجها رقم الحدیث ٢٩٧

❹ معلوم ہوا کہ حیض کی ناپاکی کا اثر متعدی نہیں ہے یعنی وہ عورت کے جسم کے مخصوص متعلقہ حصے تک محدود رہتا ہے۔ عورت کا ہاتھ' لعاب' لمس' لباس وغیرہ سب پاک ہوتے ہیں اور وہ کسی دوسری چیز سے چھو جائیں تو اسے ناپاک کرنے کا سبب نہیں بنتے۔ ازدواجی امور میں سے اس پر صرف مجامعت حرام ہے۔
چونکہ عورت کی طہارت ان ایام میں ناقص ہوتی ہے اس لئے وہ بدنی عبادات سے رک جاتی ہے۔ مثلاً
❀ نماز ادا کرنا اور اس کی قضا بھی نہیں دے گی۔ ❀ روزہ رکھنا مگر فرض اور منت مانے گئے روزے کی قضا کرے گی۔ ❀ مسجد میں بہ نیت عبادت داخل ہونا یا ٹھہرنا البتہ اس میں سے گزر سکتی ہے ❀ طواف بیت اللہ
❀ تلاوت کلام حکیم البتہ مجبوری کی صورت میں بغیر چھوئے پڑھ سکتی ہے اور ہر قسم کی دعائیں' اذکار' دینی کتب اور احادیث بھی چھو سکتی اور پڑھ سکتی ہے۔

تہلیل (لا الہ الا اللہ) تکبیر (اللہ اکبر) تسبیح (سبحان اللہ) کہنے نیز دیگر مشروع ذکرو اذکار اور دعاؤں کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح صبح وشام سوتے اور جاگتے وقت مشروع اوراد و وظائف کے پڑھنے' نیز تفسیر' فقہ' حدیث وغیرہ سے متعلق علمی کتابوں کے پڑھنے میں بھی کوئی حرج اور مضائقہ نہیں ہے۔

فائدہ اول: حائضہ عورت سے خارج ہونے والے صفرہ یا کدرہ (زرد یا مٹیالے رنگ کا مادہ) کا حکم

صفرۃ: پیپ کی مانند ایک قسم کا مادہ جس پر زردی غالب ہوتی ہے۔

کدرۃ: مٹیالے رنگ کے گندے پانی کی مانند ایک مادہ۔

اگر ماہواری کے ایام میں یہ دونوں مادے عورت سے خارج ہوں تو انہیں حیض ہی شمار کیا جائے گا' اس پر حیض کے تمام احکام لاگو ہوں گے۔ اگر ایام حیض کے بعد یہ دونوں مادے خارج ہوں تو عورت انہیں کچھ بھی نہیں شمار کرے گی بلکہ اپنے آپ کو پاک و صاف تصور کرے گی۔ دلیل حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جس میں وہ فرماتی ہیں:

"كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ بَعْدَ الطُّهْرِ شَيْئًا"

''اگر ہم لوگ طہارت کے بعد زرد یا مٹیالے رنگ کے مادوں کو کچھ بھی نہیں شمار کرتے تھے۔''

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمہ اللہ [1] نے روایت کیا ہے' امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے مگر ان کے یہاں "بعد الطهر" کا لفظ نہیں ہے۔

محدثین کے نزدیک اس حدیث کو مرفوع حدیث کا حکم حاصل ہے کیونکہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تقریری [2] کا درجہ حاصل ہے۔ مذکورہ حدیث کا یہی حکم نکلا کہ زرد یا مٹیالے رنگ کا مادہ

---

[1] بخاری رقم ۳۲۶ کتاب الحیض باب الصفرة والكدرة فی غير ايام الحيض
ابو داؤد: باب فی امراة ترى الصفرة والكدرة بعد الطهر. رقم الحديث ۳۰۷

[2] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کسی صحابی نے کوئی عمل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سکوت فرمایا ہو اس کو شرعی حجت کی حیثیت حاصل ہے۔ (مترجم)

طہارت (پاکیزگی) سے پہلے حیض شمار کیا جائے گا' اس پر حیض کے احکامات جاری ہوں گے۔ ❶

فائدہ دوم: عورت کس طرح حیض کی انتہاء کو معلوم کر سکتی ہے؟

حیض کی انتہاء کو خون بند ہونے سے معلوم کیا جا سکتا ہے، اس کی دو میں سے کوئی ایک علامت ہوگی:

پہلی علامت: سفید پانی کا خارج ہونا۔

حیض کے بعد چونے کے پانی سے مشابہ ایک سفید پانی خارج ہوتا ہے، سفید کے علاوہ بھی دوسرے رنگ کا بھی ہوتا ہے، عورتوں کے حالات کے اختلاف سے اس پانی کا رنگ بھی مختلف ہوتا ہے۔

دوسری علامت: خشکی، شرمگاہ میں کپڑے کا ٹکڑا یا روئی ڈال کر نکالے تو روئی یا کپڑے کا ٹکڑا بالکل خشک نکلے' اس پر نہ تو خون کا اثر ہو اور نہ ہی زرد یا مٹیالے رنگ کے مادے کا۔

---

❶ رہیں وہ رطوبتیں جو ایام حیض کے علاوہ عورت کے جسم سے خارج ہوتی ہیں ان کے بارے میں ''مسائل طہارت اور خواتین'' (مترجم خنساء) میں مختلف عورتوں کے استفسار پر مفصل جوابات دیئے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں۔ ا۔ع۔م

عورت کے جسم سے خارج ہونے والی رطوبتیں

سوال ۞ عورتوں کے جسم سے خارج ہونے والی رطوبتوں کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ ناپاک اور ناقض وضو ہیں؟

جواب ۞ عورت کے جسم سے بغیر شہوت کے خارج ہونے والی رطوبتوں سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

جائے ولادت سے نکلنے والی رطوبت کی نجاست کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ عورت کی شرمگاہ سے خارج ہونے والی رطوبت ناپاک ہے۔ لہٰذا دوسری نجاستوں کی طرح ہی اس سے بھی طہارت حاصل کرنی چاہئے۔ جب کہ بعض علماء کا خیال ہے کہ عورت کی فرج سے خارج ہونے والی رطوبت پاک ہے مگر اس کے اخراج سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ راجح قول یہی ہے اور اسی لیے جماع کے بعد ذکر کو کسی نجاست کے دھونے کی طرح نہیں دھویا جاتا۔ البتہ پیشاب گاہ سے نکلنے والی نجاست ناپاک ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ پیشاب کے حکم میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کی فرج میں دو راستے بنائے ہیں ایک جس سے پیشاب کا اخراج ہوتا ہے۔ دوسرا وہ جس سے بچے کی ولادت ہوتی ہے۔ جائے ولادت سے نکلنے والی رطوبت طبعی مادہ اور لیکوریا ہوتا ہے۔ یہاں سے ان مادوں کے اخراج میں اللہ تعالیٰ کی حکمت پوشیدہ ہے۔ البتہ پیشاب کے اخراج کی جگہ سے نکلنے والی رطوبتیں مثانے سے خارج ہوتی ہیں اور ناپاک ہیں، مذکورہ بالا دونوں رطوبتوں کے اخراج سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یاد رہے کہ ضروری نہیں کہ ناقض وضو اشیاء ناپاک بھی ہوں جیسے ہوا کے اخراج سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن وہ ہے پاک کیونکہ شارع علیہ السلام نے اس کے اخراج پر استنجاء کرنے کا حکم نہیں دیا۔ (الشیخ ابن عثیمین)

سوال ۞ عورتوں کے جسم سے خارج ہونے والی رطوبت اگر بدن یا لباس کو لگ جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب ۞ اگر رطوبت پاک ہے تو کچھ بھی کرنا ضروری نہیں۔ لیکن اگر ناپاک ہے یعنی مثانے سے خارج ہوئی ہے تو اسے دھونا ضروری ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

☆ حیض کا خون بند ہونے کے بعد عورت کیا کرے؟

خون بند ہونے کے بعد عورت پر غسل لازم ہے' چنانچہ طہارت کی نیت سے اپنے پورے بدن پر پانی بہائے گی کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد فرمایا: "فَإِذَا أَقْبَلَتْ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عنك الدم وصلي" صحيحين واللفظ للمسلم [1]
"جب تمہیں حیض آ جائے تو نماز ترک کر دو' اور جب بند ہو جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔"

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ)

سوال: کیا ایسی رطوبت کے اخراج کے بعد وضو کرنے کے لیے صرف وضو کے اعضاء کا دھولینا ہی کافی ہوگا؟
جواب: جی ہاں۔ اگر رطوبت پاک ہے یعنی رحم سے خارج ہوئی ہے مثانہ سے خارج نہیں ہوئی تو صرف وضو کر لینا ہی کافی ہوگا۔
سوال: جو عورتیں اس حکم سے لاعلمی کی بناء پر رطوبت کے اخراج کے بعد وضو نہیں کرتیں۔ ان پر اس گناہ کا کیا کفارہ عائد ہوتا ہے؟
جواب: انہیں اللہ عز وجل سے اپنے گناہ کی توبہ کرنی چاہیے اور اہل علم سے اس مسئلے کے متعلق رجوع کرنا چاہیے۔ (الشیخ ابن عثیمین)
سوال: عورت کی فرج سے خارج ہونے والی رطوبت کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ ودی کے حکم میں شامل ہے؟
جواب: یہ رطوبتیں پیشاب کے حکم میں داخل ہیں۔ ان کے اخراج کے بعد استنجاء اور وضو کرنا چاہیے۔ بدن اور کپڑوں کو لگی ہوئی رطوبت دھو ڈالنی چاہیے۔ (افتاء کمیٹی)

مسلسل لیکوریے کی صورت میں نماز:

سوال: ایک عورت کا لیکوریا مسلسل خارج ہوتا رہتا ہے۔ کیا وہ اگر چاہے تو ایک فرض نماز کے لیے کیے گئے وضو سے ہی دوسری فرض نماز کے وقت تک نوافل ادا کر سکتی ہے یا قرآن مجید کی تلاوت کر سکتی ہے؟
جواب: ایسی عورت اگر فرض نماز کے لیے اول وقت پر بھی وضو کرے تو دوسری نماز کا وقت شروع ہونے تک وہ اسی وضو کے ساتھ فرائض و نوافل کی ادائیگی اور قرآن مجید کی تلاوت کر سکتی ہے۔
سوال: عورت کی فرج سے خارج ہونے والی ہوا ناقض وضو ہے یا نہیں؟
جواب: یہ ناقض وضو نہیں۔ کیونکہ یہ ریح کی طرح جو دبر سے خارج ہوتی ہے ناپاک جگہ سے خارج نہیں ہوتی۔

غیر مسلسل لیکوریے کی صورت میں نماز:

سوال: ایک عورت کو لیکوریا مسلسل نہیں بلکہ وقفے وقفے سے خارج ہونے کی شکایت ہے۔ وہ نماز کے لیے وضو کر لیتی ہے مگر نماز سے قبل پھر لیکوریا خارج ہو جاتا ہے اسے کیا کرنا چاہیے؟
جواب: اگر لیکوریا وقفے وقفے سے خارج ہوتا ہو تو عورت کو اس کے رکنے کا انتظار کرنا چاہیے۔ مگر یہ اسی صورت میں ہے کہ اس کی حالت واضح نہ ہو یعنی کبھی تو لیکوریا خارج ہوتا ہو اور کبھی رک جاتا ہو۔ (اگر مسلسل لیکوریا ہو تو پھر اس حکم کا سلسل البول کے مریض یا استحاضہ کا ہے۔ مترجم)
لیکوریا رک جانے کے بعد اسی نماز کے وقت میں ہی دوبارہ وضو کر کے نماز ادا کرے۔ (محمد بن صالح عثیمین)

[1] بخاری: کتاب الحیض باب اذا حاضت فی شهر ثلاث حيض، رقم الحديث ٣٢٥

غسل کا طریقہ

حدث (ناپاکی) دور کرنے کی یا نماز وغیرہ کے لئے طہارت (پاکی) حاصل کرنے کی نیت کرے، پھر بسم اللہ کہہ کر اپنے پورے جسم پر پانی بہائے، بالوں کی جڑوں کو بھی تر کرے اگر بال کی چوٹیاں بندھی ہوئی ہوں تو ان کا کھولنا ضروری نہیں ہے، بس انہیں پانی سے تر کرلے گی، ❶ اگر پانی کے ساتھ بیری کی پتیاں، یا نظافت حاصل کرنے کی کوئی چیز استعمال کرلے تو بہتر ہے۔ ❷ غسل سے فراغت کے بعد شرم گاہ کے اندر خوشبو میں بھگوئی ہوئی روئی کا رکھنا مستحب ہے، کیونکہ رسول اللہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اس کا حکم دیا تھا جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ ❸

اہم تنبیہ:

حیض یا نفاس والی عورت کا خون اگر سورج غروب ہونے سے پہلے بند ہو جائے اور عورت حیض یا نفاس سے پاک ہو جائے تو اس دن کی ظہر اور عصر دونوں نمازوں کا ادا کرنا اس پر لازم ہوگا اور طلوعِ فجر سے پہلے طہارت حاصل کرتی ہے تو اس رات کی مغرب اور عشاء دونوں نمازوں کا ادا

---

❶ اگر کوئی زیور پہن رکھا ہے مثلاً چوڑیاں بالیاں وغیرہ تو انہیں ہلا کر نیچے پانی پہنچانا ضروری ہے اگر ہاتھ پر آٹا، مٹی یا کوئی اور ایسی چیز جسم کے کسی حصے پر چپک گئی ہے جس سے گزر کر نیچے جلد تک پانی نہیں پہنچتا تو اسے اتارا جائے گا چونکہ نیل پالش ایک لوشن ہے اور پانی کو ناخن کی جلد تک پہنچنے سے روکتی ہے لہٰذا اس کی موجودگی میں بھی غسل اور وضو نہیں ہوتا۔

کسی زخم کی وجہ سے پٹی باندھ رکھی ہے یا دوائی کا لیپ، پلستر وغیرہ لگا رکھا ہے تو یہ ایک مجبوری ہے اس صورت میں اس کے اوپر مسح کر لینا کافی ہے (دیکھئے فقہ النساء) ا۔ع۔م

❷ نظافت حاصل کرنے کی چیز سے مراد ایسی چیز ہے جس سے بدن کا میل اچھی طرح اتر جائے۔ عہد نبوی ﷺ میں یہ کام بیری کے پتوں سے لیا جاتا تھا اور دور حاضر میں صابن سے۔ ا۔ع۔م

❸ خوشبو اس لئے رکھنا مستحب ہے کہ فرج میں اگر بدبو کا اثر ہے تو وہ زائل ہو جائے لیکن یہ طہارت حاصل کرنے کی شرط نہیں۔ دور حاضر میں خوشبودار صابن کا استعمال عام ہے لہٰذا صابن خوشبو کے استحباب کو بھی کفایت کرتا ہے البتہ الگ سے خوشبو بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ ا۔ع۔م

کرنا ضروری ہوگا کیونکہ حالت عذر میں دوسری نماز کا وقت پہلی نماز کے وقت کو بھی شامل ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ (۲۱/۴۳۴) میں لکھتے ہیں: ''اسی وجہ سے جمہور علماء جیسے امام مالک امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا یہ مذہب ہے کہ حائضہ عورت اگر دن کے آخری حصہ میں پاک ہوتی ہے تو ظہر اور عصر دونوں کی نمازیں ادا کرے گی اور اگر رات کے آخری حصہ میں پاک ہوتی ہے تو مغرب و عشاء دونوں نمازیں ادا کرے گی' یہی قول حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی منقول ہے اس لیے کہ حالت عذر میں وقت دو نمازوں کے درمیان مشترک ہوتا ہے لہٰذا اگر دن کے آخری حصہ میں پاک ہوتی ہے تو ظہر کا وقت ابھی باقی ہے' چنانچہ عصر کی نماز سے پہلے ظہر کی نماز ادا کرے گی اور اگر رات کے آخری حصے میں پاک ہوتی ہے تو حالت عذر میں مغرب کا وقت باقی ہے' چنانچہ عشاء کی نماز سے پہلے مغرب کی نماز ادا کرے گی۔'' ❶

اگر کسی نماز کا وقت داخل ہوگیا اور اس نماز کی ادائیگی سے پہلے ہی عورت کو حیض یا نفاس کا خون آ گیا تو راجح قول کے مطابق اس نماز کی قضا پر لازم نہیں ہے جس کے اول وقت کو اس نے پا لیا تھا اور اس نماز کو ادا کرنے سے پہلے ہی وہ حیض یا نفاس میں مبتلا ہوگئی تھی۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ مجموع الفتاویٰ (۲۳/۳۳۵) میں اس مسئلے کے متعلق لکھتے ہیں:

---

❶ اہم تنبیہ کے تحت مصنف گرامی نے جو کچھ بیان کیا ہے، یہ سب اقوال صحابہ اور ائمہ دین کے اقوال پر مشتمل ہے، جب کہ احادیث سے یہ حکم ثابت نہیں ہوتا کہ حیض سے پاک ہونے والی عورت سابقہ دو نمازوں کی قضا بھی دے گی جو کہ پاکیزگی حاصل کرنے والے وقت سے متصل ہوں شائد ائمہ گرامی نے احتیاطاً یہ اقوال پیش کیے ہیں کیونکہ حیض کب عملاً ختم ہوا اس کا درست اندازہ کرنا اس لیے مشکل ہوتا ہے کہ جب حیض اپنے اختتامی دن کے قریب قریب آتا ہے تو اس کے سیلان کی رفتار انتہائی سست ہو جاتی ہے، بسا اوقات آٹھ آٹھ گھنٹے بعد خون کی پھٹکی خارج ہوتی ہے۔ بہر حال ہر عورت اپنی عادت کو خوب جانتی ہے۔ لہٰذا اگر وہ جان بوجھ کر غسل کرنے میں دیر نہیں کرتی اللہ سے ڈرتے ہوئے نمازوں کی حفاظت کرنے والی ہے تو اس صورت اگر وہ سابقہ دو نمازوں کی قضا نہیں بھی کرتی تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عورت وہی نماز ادا کرے گی جس کے وقت میں وہ پاک ہوئی ہے۔ البتہ اگر وہ سابقہ نمازوں کی قضا کر لیتی ہے تو یہ بھی درست ہے۔ لیکن یہ حکم نبوی نہیں بہر حال نہیں ہے...... (ا۔ع۔م)

دلائل کے اعتبار سے سب سے راجح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے یعنی عورت پر کچھ بھی لازم نہیں ہے کیونکہ قضاء کا وجوب ایک نئے حکم سے ثابت ہوگا اور یہاں پر کوئی ایسا حکم نہیں ہے جو عورت پر قضا کو لازم قرار دیتا ہو اور اس عورت نے جائز حد تک تاخیر کی ہے لہٰذا (اس تاخیر کی بنا پر) اس عورت کو سستی اور تساہل سے نہیں متصف کیا جائے گا۔ سونے اور بھول جانے والا بھی اگرچہ سست اور متساہل نہیں قرار دیا جائے گا لیکن یاد آ جانے یا بیدار ہو جانے کے بعد جس نماز کو وہ ادا کرے گا اس کی وہ نماز قضا میں نہیں شمار کی جائے گی بلکہ اس کے حق میں نماز کا وقت یہی ہے۔

② استحاضہ اور اس کے مسائل:

مقررہ وقت کے علاوہ دیگر ایام میں عازل نامی رگ سے خون کا بکثرت خارج ہونا استحاضہ کہلاتا ہے۔ استحاضہ میں مبتلا عورت کا معاملہ قدرے پیچیدہ ہے کیونکہ حیض اور استحاضہ کے خون میں بڑی حد تک مشابہت پائی جاتی ہے۔

اگر عورت سے بالاستمرار یا بیشتر اوقات میں خون خارج ہوتا ہے تو کس خون کو وہ حیض شمار کرے گی اور کس کو استحاضہ مان کر نماز روزہ ترک نہیں کرے گی' اس لئے کہ استحاضہ والی عورت کو طاہرہ (پاک) عورت کا حکم حاصل ہے' اس کی معرفت حاصل کرنے کے لئے یہ جاننا ہوگا کہ مستحاضہ (جس کو استحاضہ آتا ہے) کی تین حالتیں ہوتی ہیں:

پہلی حالت: استحاضہ میں مبتلا ہونے سے پہلے عورت اپنی ماہواری کے ایام سے اچھی طرح واقف تھی بایں طور کہ استحاضہ سے پہلے مہینے کے شروع یا درمیان میں پانچ دن یا آٹھ دن علی سبیل المثال اس کو حیض آتا تھا' چنانچہ اس کو اپنے ایام حیض کی تعداد اور وقت دونوں معلوم تھے اس طرح کی عورت اپنی عادت کے مطابق (انہی ایام اور اوقات میں) اپنے آپ کو حائضہ تصور کرے گی (انہیں ایام اور اوقات میں) نماز' روزہ ترک کر دے گی' اس پر حیض کے تمام احکامات عائد ہوں گے' ان ایام کو مکمل کرنے کے بعد غسل کرے گی اور غسل کر کے نماز شروع کر دے گی' باقی خون استحاضہ کا خون سمجھا جائے گا' کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا:

"اُمْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي" [1]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، رقم الحدیث ۳۳۴

''اتنے دن تم ٹھہری رہو جتنے دن تم کو تمہارا حیض روکے رکھتا تھا۔ پھر غسل کر کے نماز ادا کرو۔''

اور آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

''إِنَّمَا ذٰلِکَ عِرْقٌ وَلَیْسَ بِحَیْضٍ فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَیْضَتُکِ فَدَعِی الصَّلَاۃَ'' (متفق علیہ) ❶

'یہ ایک رگ ہے حیض نہیں ہے' جب تمہارا حیض آ جائے تو نماز چھوڑ دو۔''

دوسری حالت: اگر عورت کو اپنے حیض (ماہواری) کے ایام معلوم نہ ہوں لیکن اس کے خون امتیازی اوصاف کے حامل ہوتے ہوں' بعض خون میں حیض کے اوصاف پائے جاتے ہوں' بایں طور کہ سیاہ رنگ کا یا گاڑھا یا بدبودار ہو اور بقیہ خون میں حیض کے اوصاف نہ پائے جاتے ہوں' بایں طور کہ سرخ رنگ کا ہو' یا بدبودار اور گاڑھا نہ ہو' اس طرح کی صورتِ حال میں جس خون کے اندر حیض کی صفت پائی جائے گی اُسے حیض شمار کیا جائے گا لہٰذا عورت اس مدت میں اپنے آپ کو حائضہ تصور کر کے نماز' روزہ ترک کر دے گی۔ اس کے علاوہ باقی خون کو استحاضہ کا خون شمار کیا جائے گا' جس میں خون حیض کی صفت پائی جائے گی اس کے بند ہونے پر غسل طہارت کر کے عورت نماز روزہ شروع کر دے گی اور اپنے آپ کو پاک وصاف تصور کرے گی۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

''إِذَا کَانَ الْحَیْضُ فَإِنَّهُ أَسْوَدُ یُعْرَفُ فَأَمْسِکِیْ عَنِ الصَّلَاۃِ فَإِذَا کَانَ الْآخَرُ فَتَوَضَّأِیْ وَصَلِّیْ'' ❷

''اگر حیض کا خون ہوگا تو وہ سیاہ معروف ہوگا لہٰذا تم اس خون میں نماز سے رک جاؤ اور اگر اس کے برعکس دوسری طرح کا ہو تو تم وضو کر کے نماز پڑھو۔''

---

❶ بخاری: کتاب الحیض باب اذا حاضت فی شهر ثلاث حیض رقم الحدیث ۳۲۵
مسلم: کتاب الحیض باب المستحاضة وغسلها وصلاتها رقم الحدیث ۳۳۳

❷ ابوداود: کتاب الطهارة باب اذا اقبلت الحیضة تدع الصلوٰة. رقم الحدیث ۲۸۶
نسائی: کتاب الحیض باب الفرق بین دم الحیض والاستحاضة. رقم الحدیث ۳۶۲
امام ابن حبان اور امام حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استحاضہ والی عورت خون کے اوصاف کا اعتبار کر کے حیض و عدمِ حیض کے درمیان تفریق کرے گی۔

تیسری حالت: یہ ہے کہ عورت کو اپنی ماہواری کے ایام کا پتہ ہی نہ ہو یعنی پہلے سے اس کی کوئی عادت ہی نہ ہو اور خون میں بھی کوئی ایسا وصف نہ پایا جاتا ہو جس کے ذریعے حیض اور عدم حیض کے درمیان تفریق کر سکتی ہو تو وہ حیض کی اکثر مدت ہر مہینہ میں چھ یا سات دن حیض کا شمار کرے گی' کیونکہ یہی بیشتر عورتوں کی عادت ہوتی ہے' آپ ﷺ نے حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا:

"إِنَّمَا هِيَ رِكْضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ فَتَحِيضِي سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ ثُمَّ اغْتَسِلِي فَإِذَا اسْتَنْقَأْتِ فَصَلِّي أَرْبَعَةً وَعِشْرِينَ أَوْ ثَلَاثَةً وَعِشْرِينَ وَصُومِي وَصَلِّي فَإِنَّ ذٰلِكِ يُجْزِئُكِ وَكَذٰلِكِ فَافْعَلِي كَمَا تَحِيضُ النِّسَاءُ" ❶

یہ شیطان کی جانب سے ایک دھکا ہوتا ہے لہٰذا چھ دن یا سات دن حیض کا ہے تو ۲۴ یا ۲۳ دن نماز پڑھو' روزہ رکھو اور نوافل پڑھو (یعنی اپنے آپ کو پاک تصور کرو) بلاشبہ یہی تمہارے لئے کافی ہے' ایسے ہی (ہر ماہ) تم کرو جس طرح عام عورتیں حیض میں ہوتی ہیں (اس حدیث کو ائمہ خمسہ یعنی امام احمد' ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

سابقہ کلام کا ماحصل یہ ہے کہ صاحب عادت عورت اپنے معاملہ کو اپنی عادت پر محمول کرے گی (یعنی اپنی سابقہ عادت کے ذریعہ حیض و عدم حیض میں تفریق کرے گی) صاحب تمیز عورت حیض و استحاضہ کے خون میں تفریق و تمیز پر اعتماد کرتے ہوئے عمل کرے گی اور ایسی عورت جو نہ تو صاحب عادت ہو اور نہ صاحب تمیز ہو وہ چھ یا سات دن (ہر مہینے میں) حیض شمار کرے گی۔ اس طرح مستحاضہ

---

❶ رقم الحديث ۲۸۷ كتاب الطهارة :باب اذا اقلبت الحيضة تدع الصلوة.
ترمذی: ابواب الطهارة باب فی المستحاضة انها تجمع بين الصلاتين رقم الحديث ۱۲۸
ابن ماجه: ابواب التميم. باب ماجاء فی البكر اذا ابتدأت مستحاضة او كان لها ايام حيض فنسيتها رقم الحديث ۶۲۷ احمد: رواه الخمسة الاالنسائی. بلوغ المرام ۴۸، مع اتحاف الكرام

عورت کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے وارد تینوں قسم کی احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ۶۳۰۔۶۳۱/۲۱ رقم طراز ہیں:

''استحاضہ کی جو علامات بیان کی جاتی ہیں وہ چھ ہیں: یا عادت ہو گی اور یہی قوی ترین علامت ہے کیونکہ اصلاً حیض کا پایا جانا ہے نہ کہ کسی دوسری چیز کا' یا تمیز ہو گی کیونکہ سیاہ گاڑھے بد بودار خون کا حیض ہونا زیادہ اقرب ہے بہ نسبت سرخ خون کے' یا عورتوں کی جو عموماً عادت ہوتی ہے اس کا اعتبار ہو گا کیونکہ اصل یہ ہے کہ کسی تنہا فرد کو اکثریت و اغلبیت کے ساتھ شامل کیا جائے۔ یہ تینوں علامات ایسی ہیں جن کا احادیث اور قیاس اور تجربہ سے پتہ چلتا ہے۔

اس کے بعد موصوف رحمہ اللہ نے باقی تین علامتوں کو بیان کیا ہے اور آخر میں لکھتے ہیں:

''اس سلسلے میں صحیح ترین قول یہی ہے کہ انہی علامتوں کا اعتبار کیا جائے جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں ان کے علاوہ دیگر علامتوں کو لغو قرار دے دیا جائے گا۔''

☆ مستحاضہ کو طاہر ماننے کی صورت میں کیا کرنا ہو گا؟

① سابقہ تفصیلات کے مطابق اعتبار کئے گئے حیض کے خاتمہ پر عورت پر غسل (طہارت) واجب ہو گا۔

② خارج ہونے والے خون کی صفائی کے لئے ہر نماز کے وقت اپنی شرمگاہ کو دھوئے گی اور اس جگہ روئی وغیرہ رکھ کر بہنے والے خون کو روکے گی اور روئی کو گرنے سے بچانے کے لئے کوئی چیز (لنگوٹ وغیرہ) باندھ لے گی' پھر نماز کے وقت وضو کرے گی کیونکہ مستحاضہ عورت کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ إِقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ'' ❶

''حیض کے ایام میں نماز ترک کر دے گی' پھر غسل (طہارت) کرے گی اور ہر نماز کے وقت وضو کرے گی۔''

---

❶ ابوداود: باب من قال تغتسل من طهر الی طهر. کتاب الطهارة رقم الحدیث ۲۹۷
ابن ماجه: باب ماجاء فی البکر اذا ابتدات مستحاضة...... ابواب الطهارة رقم الحدیث ۶۲۷
ترمذی: باب فی المستحاضة انها تجمع بین الصلاتین بغسل واحد، رقم الحدیث ۱۲۸

امام ترمذی نے حسن صحیح اور بخاری نے حسن کہا ہے۔

مزید آپ نے ارشاد فرمایا ہے: ''أَنعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ تَحْشِيْنَ بِهِ الْمَكَانَ'' ❶
''کرسف رکھنے کا طریقہ تم کو بتاتا ہوں' اس کے ذریعے اس کی جگہ کو بھر دو۔''

کرسف: روئی کو کہتے ہیں اور آج کے زمانے میں پائے جانے والے طبی کیئر فری (FREECARE) کا استعمال بھی ممکن ہے۔ ❷

3- نفاس اور اس کے مسائل

نفاس: اس خون کو کہتے ہیں جو رحم مادر سے ولادت کے وقت اور ولادت کے بعد خارج ہوتا ہے' درحقیقت وہ حمل کے وقت رحم کے رکے ہوئے خون کا بچا ہوا حصہ ہوتا ہے' ولادت کے بعد آہستہ آہستہ یہ بچا ہوا خون آثار ولادت کے ساتھ دکھلائی دیتا ہے وہ نفاس ہی کا خون ہوتا ہے۔ فقہاء کرام نے ولادت سے پہلے دو یا تین دن کی قید لگائی ہے عموماً نفاس کی ابتداء ولادت کے ساتھ ہوتی ہے اور (ولادت کے سلسلہ میں) اسی ولادت کا اعتبار ہوگا جس میں انسان کی تخلیق نمایاں ہو جاتی ہے۔ اقل مدت جس میں انسان کی تخلیق واضح ہو جاتی ہے (81) دن اور اکثر مدت تین مہینے ہے اگر اس مدت سے پہلے کوئی چیز عورت سے ساقط ہوتی ہے اور اس کے ساتھ خون بھی آ جاتا ہے تو اس پر کوئی توجہ نہیں دی جائے گی۔ اس خون کی وجہ سے وہ نماز روزہ ترک نہیں کرے گی' کیونکہ فاسد خون ہے لہٰذا اس عورت کا حکم وہی ہوگا جو ایک مستحاضہ عورت کا ہوتا ہے۔

عموماً نفاس کی اکثر مدت ابتداء ولادت یا اس سے دو یا تین دن پہلے (جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے) سے چالیس دن ہے۔ دلیل حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے۔ فرماتی ہیں: ''كَانَتِ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا'' ترمذی وغیرہ۔ ❸

---

❶ ترمذی: باب فی المستحاضة انها تجمع بين الصلاتين بغسل واحد رقم الحديث ۱۲۸

❷ کرسف روئی کو کہتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ کپڑے کی گدی' روئی' کا پیڈ یا کیئر فری وغیرہ جسے عورتیں خون کو اپنی جگہ پر روک لینے اور اسے جذب کر لینے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ ا۔ ع۔ م

❸ ابو داود: باب ماجاء فی وقت النفساء، کتاب الطهارة رقم الحديث ۳۱۱
ترمذی: باب ماجاء فی کم تمکث النفساء ابواب الطهارة رقم الحديث ۱۳۹
ابن ماجه: کتاب الطهارة باب النفساء کم تجلس رقم الحديث ۶۴۸

''نفاس والی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چالیس دن (نفاس میں) بیٹھا کرتی تھیں۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے بیان کے مطابق اس پر اہل علم کا اجماع ہے' اگر چالیس دن سے پہلے عورت پاک ہو جائے بایں طور کہ خون آنا بند ہو جائے تو وہ غسل (طہارت) کر کے نماز شروع کر دے گی اس کے اقل مدت کی کوئی حد نہیں ہے' کیونکہ اس سلسلے میں کوئی حد وارد نہیں ہوئی ہے اور اگر چالیس دن مکمل ہو جائیں اور خون آنا بند نہ ہو تو اگر یہ اس کے حیض کی سابقہ عادت کے موافق ہو تو اسے حیض مانا جائے گا اور اگر حیض کی سابقہ عادت کے مطابق نہ ہو اور خون کا سلسلہ برابر جاری ہو تو اسے استحاضہ کا خون تصور کیا جائے گا' اس خون کی وجہ چالیس دن کے بعد عبادت ترک نہیں کرے گی' اگر چالیس دن سے بڑھ جائے اور خون کا سلسلہ برابر جاری بھی نہ ہو اور حیض کی سابقہ عادت کے مطابق بھی نہ ہو تو اُس میں علما کا اختلاف ہے۔

نفاس کے احکام

نفاس کے بھی وہی احکام ہیں جو حیض کے ہیں۔ ان کو ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے:

① نفاس والی عورت سے وطی (جماع) حرام ہے جس طرح حائضہ سے حرام ہے۔ وطی کے علاوہ ہر طرح سے استمتاع (لطف اندوز ہونا) مباح ہے۔

② نفاس والی عورت کا حائضہ کی طرح نماز پڑھنا' روزہ رکھنا اور خانہ کعبہ کا طواف کرنا حرام ہے۔

③ قرآن کریم کا چھونا یا پڑھنا حرام ہے' اگر بھول جانے کا خدشہ لاحق ہو تو حائضہ کی طرح مصحف کو چھوئے بغیر قرآن کریم پڑھ سکتی ہے۔

④ نفاس کی وجہ سے چھوٹے ہوئے فرض روزوں کی قضا حائضہ کی طرح نفاس والی عورت پر بھی واجب ہے۔

⑤ نفاس کے خاتمہ پر غسل (طہارت) واجب ہے جس طرح حائضہ پر حیض کے بعد غسل (طہارت) واجب ہے۔

دلائل

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''نفاس والی عورت رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چالیس دن بیٹھا کرتی تھی۔ ❶

شیخ مجد الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ منتقی (۱/۱۸۴) میں لکھتے ہیں: ''میں کہتا ہوں! حدیث کے معنی ہیں نفاس والی عورت کو چالیس (دن) رات تک بیٹھنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ یہ معنی اس لیے ہے کہ حدیث جھوٹی نہ ہو' کیونکہ کسی بھی ایک زمانہ کی عورتوں کا نفاس یا حیض میں متفق ہونا ناممکن ہے۔''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کوئی چالیس (دن) رات تک نفاس میں بیٹھتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ حالت نفاس کی (چھوٹی ہوئی) نمازوں کی قضاء کا انہیں حکم نہیں دیتے تھے۔ ❷

فائدہ: نفاس کا خون اگر چالیس دن سے پہلے بند ہو جاتا ہے اور عورت (طہارت کا) غسل کر کے نماز روزہ شروع کر دیتی ہے اس کے بعد چالیس دن سے پہلے دوبارہ خون آ جاتا ہے تو صحیح مسلک یہ ہے کہ اسے نفاس ہی کا خون سمجھا جائے گا' درمیان میں حاصل میں ہونے والے طہر (پاکی کے ایام) میں اس نے جو روزے رکھے تھے وہ صحیح ہوں گے ان کی قضاء کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ملاحظہ ہو:

مجموع فتاویٰ الشیخ محمد بن ابراہیم (۱۰۲/۲) ❸ فتاویٰ الشیخ عبدالعزیز بن باز مطبوع در مجلہ الدعوۃ (۴۴/۱) حاشیہ ابن قاسم علی شرح الزاد (۴۰۵/۱) الدماء الطبیعۃ للنساء (عورتوں کے طبعی خون) مولفہ محمد بن صالح العثیمین (ص ۵۵-۵۶) الفتاوی السعدیہ (ص: ۱۳۷)

---

❶ ابو داود: باب ماجاء فی وقت النفساء' کتاب الطہارۃ رقم الحدیث ۳۱۱
ترمذی: ابواب الطہارۃ باب ماجاء فی کم تمکث النفساء رقم الحدیث ۱۳۹
ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب النفساء کم تجلس رقم الحدیث ۶۴۸

❷ ابو داود: باب ماجاء فی وقت النفساء. کتاب الطہارۃ رقم الحدیث ۳۱۲

❸ آپ کی عبارت یوں ہے ''وتقضی الصوم دون الصلاۃ'' (یعنی روزے کی قضاء کرے گی نہ کہ نماز کی) یہ مجمل کلام ہے قضاء کیے جانے والے روزہ کی وضاحت اس میں نہیں ہے' آیا وہ روزہ مراد ہے جو اس نے درمیانی طہر میں رکھے [illegible] ہے۔

فائدہ دوم: شیخ عبدالرحمٰن ابن سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سابقہ تمام تفصیلات سے واضح ہوا کہ نفاس کے خون کی علت ولادت ہے۔ استحاضہ کا خون بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایک عارضی اور وقتی خون ہے اور حیض کا خون یہی اصلی خون ہے۔'' واللہ اعلم''

(ملاحظہ ہو: کتاب ارشاد اولی الابصار والالباب صفحہ ۲۴)

مانعِ حیض دواؤں کا استعمال:

مانع حیض دواؤں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ صحت کے لئے مضر نہ ہو[1] دوا استعمال کرنے کے بعد اگر حیض نہیں آتا تو عورت نماز پڑھے گی، روزہ رکھے گی، طواف بھی کرے گی، اس کے تمام اعمال عبادات اسی طرح صحیح اور درست ہوں گے جس طرح ایک پاک و طاہر عورت کے صحیح اور درست ہوتے ہیں۔

اسقاطِ حمل کا حکم:

اللہ تعالیٰ کے حکم سے رحم میں جو حمل قرار پاتا ہے شرعی نقطہ نظر سے ایک مسلمان عورت اس کی امین اور محافظ ہوتی ہے، لہٰذا اسے چھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: ''وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَاخَلَقَ اللّٰهُ فِيْ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ'' (البقرۃ: ۲۲۸)

''انہیں حلال نہیں کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو پیدا کیا ہے اسے وہ چھپائیں اگر انہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان ہے۔''

---

[1] مانع حیض دوائیں بھی مضر صحت ہوتی ہیں۔ کیونکہ عورت کے جسم میں بلوغت کے ایام میں خون کا جمع ہونا اور اس کا اپنے مقررہ وقت پر خارج ہونا ضروری ہے ورنہ وہ صحت کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

مانع حیض دوائیں بعض اوقات ہمیشہ کے لیے عورت کے ایام میں بے قاعدگی کا سبب بن جایا کرتی ہیں۔

مانع حیض دواؤں کے استعمال سے موٹاپا، ضد، بلڈ پریشر (فشارِ خون) اور جلدی بیماریاں نیز مستقل سردرد کی شکایت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مصنف گرامی کا یہ خیال محل نظر ہے۔

بعض عورتیں ایامِ حج اور ایامِ رمضان میں مانع حیض دوائیں استعمال کرتی ہیں تاکہ حج اور روزے مکمل کر سکیں، اس سے بھی بچنا ہی چاہیے، کیونکہ جس خالق نے حج اور روزے فرض کیے ہیں اسی نے عورت کے لیے حیض بھی مقدر کیا ہے اور اس کے ایام میں اللہ نے اسے بعض رعایتیں بھی عطا کی ہیں۔ عبادات کی ادائیگی کا حریص ہونا اچھی بات ہے لیکن فطرت کے مطابق فطرت سے ہٹ کر ان کی ادائیگی سے بچنا بہتر ہے۔

کسی بھی طریقہ اور وسیلہ سے اسے ساقط کرنے یا اس سے نجات حاصل کرنے کی خاطر بہانہ بازی سے کام نہ لے' اگر حالت حمل میں روزہ اس کے لئے باعث مشقت یا مضر ثابت ہو رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے میں اسے افطار کی رخصت اور اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ موجودہ زمانہ میں اسقاط حمل کا جو رواج چل پڑا ہے در اصل یہ ایک حرام کام ہے۔ اگر حمل میں روح پڑ گئی ہے اور اسقاط کی وجہ سے اس کی جان چلی گئی تو یہ ایک ایسے نفس کے قتل کی مترادف ہے جس کے ناحق قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ اس پر فوجداری قانون کے مطابق احکامات لاگو ہوں گے' مقدار دیت (خون بہا) کی تفصیلات کی روشنی میں اس پر دیت واجب ہوگی' بعض ائمہ کے قول کے مطابق کفارہ بھی واجب ہوگا' یعنی ایک مومن گردن (غلام) آزاد کرے' اگر مومن گردن نہ پائے تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے۔

بعض اہل علم نے اس عمل کو موؤدۃِ صغریٰ (چھوٹے پیمانہ پر زندہ درگور کرنا) مانا ہے' شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ اپنے مجموع فتاویٰ (۱۵۱/۱۱) میں لکھتے ہیں: ''جب تک حمل کی موت متحقق نہ ہو جائے اس کو ساقط کرانا جائز نہیں ہے' ہاں اگر موت متحقق ہو گئی ہو تو جائز ہے۔''

سعودی عرب کے کبار علماء بورڈ نے اپنے اجلاس نمبر ۱۴۰، بتاریخ ۱۴۰۷/۶/۲۰ھ میں مندرجہ ذیل قرارداد پاس کی ہے:

① کسی بھی مرحلہ میں اسقاطِ حمل جائز نہیں ہے البتہ شرعی وجہ جواز پائے جانے کی صورت میں وہ بھی نہایت محدود دائرہ میں حمل کا اسقاط جائز ہے۔

② اگر حمل ابتدائی مرحلے میں ہو یعنی چالیس دن کے اندر ہو اور اس مدت میں اسقاط کا سبب اولاد کی تعلیم و تربیت کی پریشانی اور مشقت کا خوف ہو' یا ان کے معاش اور تعلیم و تربیت کے اخراجات سے عجز و تہی دامنی کا خوف یا ان کے مستقبل کے خراب ہونے کا خدشہ ہو' یا زوجین اپنے موجودہ بال بچوں پر اکتفا کرنا چاہتے ہوں تو ان تمام صورتوں میں اسقاطِ حمل جائز نہیں ہے۔

③ اگر حمل خون کا یا گوشت کا لوتھڑا ہو اس صورت میں بھی اسقاطِ حمل جائز نہیں ہے البتہ کوئی معتمد طبی کمیٹی یہ فیصلہ کرے کہ حمل کا باقی رہنا ماں کی سلامتی کے لئے خطرہ بن

سکتا ہے بایں طور کہ حمل کے باقی رہنے میں اس کی موت کا اندیشہ ہو تو خطرہ کے ازالہ کے لئے تمام وسائل و ذرائع کو بروئے کار لانے (اور اس میں ناکامی) کے بعد اسقاطِ حمل جائز ہے۔

④ تیسرے مرحلے کے بعد یعنی چار مہینے مکمل ہو جانے کے بعد حمل کا اسقاط بالکل حرام ہے' البتہ قابل اعتماد اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کی ٹیم یہ فیصلہ دے دے کہ جنین کا ماں کے پیٹ میں برقرار رہنا اس کی موت کا سبب بن سکتا ہے تو اس کی زندگی کو بچانے کے لیے تمام وسائل و ذرائع اختیار کرنے کے بعد (ناکامی کی صورت میں) اسقاطِ حمل جائز ہے۔

مذکورہ شرائط کے ساتھ اسقاطِ حمل کے اقدام کی جو اجازت دی گئی ہے وہ محض دو ضرر میں سے بڑے ضرر کو دور کرنے اور دو مصلحتوں میں سے بڑی مصلحت کو حاصل کرنے کے لئے دی گئی ہے۔ اجلاس مذکورہ قرارداد کو پاس کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور اس معاملہ میں کافی احتیاط اور تثبت اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔ ''وصلى الله على نبينا محمد و آله وصحبه وسلم''

کتاب الدماء الطبیعتہ النساء (عورتوں کے طبعی خون) مولفہ شیخ محمد ابن العثیمین میں مذکور ہے: ''اسقاطِ حمل سے اگر حمل کو ضائع کرنا مقصود ہے تو یہ عمل روح پھونک دیئے جانے کے بعد بلا شک وشبہ حرام ہے کیونکہ یہ ایک حرام کردہ نفس کا ناحق قتل ہے جو کتاب وسنت اور اجماع سے حرام ہے۔'' (صفحہ:٦٠)

امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب (''احکام النساء'' صفحہ:۱۰۸-۱۰۹) میں لکھتے ہیں: ''جب نکاح کا مقصد طلب اولاد ہے اور ہر نطفہ سے اولاد کا ہونا ضروری نہیں ہے لہٰذا حمل قرار پانے کے بعد مقصد حاصل ہو جاتا ہے اس لئے قصداً حمل کا اسقاط مطلوبہ حکمت کی مخالفت ہے' ہاں اگر حمل ابتدائی مرحلے میں ہو تو روح ڈالے جانے سے پہلے اس کا اسقاط گناہ کبیرہ ہے کیونکہ وہ بھی آہستہ آہستہ بتدریج کمال وتمام کی جانب بڑھ رہا تھا۔ البتہ اس صورت میں بنسبت جان پڑ جانے کے بعد اسقاطِ حمل سے کم گناہ ہے کیونکہ جان پڑ جانے کے بعد بالقصد اسقاطِ حمل ایک مومن کی جان لینے کی مانند ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَإِذَا الْمَوْءُ دَةُ سُئِلَتْ٥ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ"(التکویر ۸-۹)

"اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئی۔"

لہٰذا ایک مسلمان عورت کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور کسی بھی مقصد کے پیش نظر اس جرم کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے اور اس طرح کے گمراہ کن پروپیگنڈوں اور ناروا رسم و رواج سے جن کی بنیاد نہ تو عقل پر ہے اور نہ دین پر، فریب نہیں کھانا چاہیے۔

فصل چہارم

لباس اور پردے کے مسائل

(الف) مسلم خاتون کا شرعی لباس اور اس کے اوصاف

① ایک مسلمان عورت کے لباس کا کامل ہونا ضروری ہے جو نامحرم مردوں سے اس کے پورے جسم کو مکمل پردے میں چھپا کر رکھے اور محرم لوگوں کے سامنے جسم کے صرف انہی حصوں کو ظاہر کر سکتی ہے جن کے ظاہر کرنے کا عموماً رواج پایا جاتا ہے یعنی وہ ان کے سامنے صرف اپنے چہرے' اپنی دونوں ہتھیلیوں اور قدموں کو ظاہر کر سکتی ہے۔[1]

② لباس کا اس طرح ساتر ہونا ضروری ہے کہ جسم نظر نہ آئے' ایسا باریک نہ ہو کہ اس کے نیچے سے عورت کی جلد کا رنگ ظاہر ہو۔

③ ایسا تنگ اور چست نہ ہو کہ اس کے اعضاء کی ساخت نمایاں ہو' چنانچہ صحیح مسلم میں رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ رُؤُوسُهُنَّ مِثْلَ أَسْنِمَةِ الْبُخْتِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا' وَرِجَالٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا عِبَادَاللّٰهِ"[2]

جہنمیوں کی دو قسمیں ہیں جن کو میں نے دیکھا نہیں ہے۔ ایک قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہن کر بھی ننگی ہوں گی۔ مٹک مٹک کر اور اپنے مونڈھوں اور کولہوں کو ہلا ہلا کر چلنے والی ہوں گی' ان کے سر اونٹ کے کوہان کی مانند ہوں گے' وہ جنت میں نہ تو داخل ہو پائیں گی اور نہ ہی انہیں جنت

---

[1] محرم مردوں کے سامنے اگر پنڈلیاں' کلائیاں' گردن' سر کے بال یا میک اپ بغیر کسی قصد وارادہ کے ظاہر ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن محرم مردوں کے سامنے عادتاً آدھے بازو یا بغیر بازو کی قمیض پہننا' چست اور مختصر پاجامہ یا شلوار پہننا' ایسا دوپٹہ اوڑھنا جس سے سینے کا ابھار نمایاں ہو یا لباس اور دوپٹہ اتنا باریک ہو کہ جلد اور بال کا رنگ نظر آئے درست نہیں۔ اس ضمن میں ظاہر کرنے اور ظاہر ہو جانے کے فرق کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

[2] مسلم کتاب اللباس والزینۃ۔ باب النساء الکاسیات العاریات المائلات الممیلات رقم: ۲۱۲۸

کی خوشبو ملے گی۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے اور جن سے وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ماریں گے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) مجموع الفتاویٰ (۲۲/۱۴۶) میں فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ مبارک (کاسیات عاریات) کی ایک تفسیر یہ بھی بتلائی گئی ہے کہ غیر ساتر لباس پہنے ہوں گی' (بظاہر) وہ لباس پہنے ہوں گی لیکن حقیقتاً ننگی ہوں گی۔ مثال کے طور پر وہ خواتین جو ایسا باریک لباس استعمال کرتی ہیں جس سے ان کی جلد جھلکتی ہے یا ایسا تنگ لباس پہنتی ہیں جو ان کے جسم کی ساخت اور جوڑ جوڑ یعنی پچھلے حصہ' بازوؤں وغیرہ کو ظاہر کرتا ہے حالانکہ عورت کا لباس ایسا موٹا اور کشادہ ہونا چاہیے جو اس کے لئے (مکمل طور پر) ساتر ہو' اس کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو اور نہ اس کے اعضا کی ساخت نمایاں ہو۔''❶

④ لباس میں مردوں سے مشابہت نہ اختیار کرے' کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی اور ان کے طور طریقے کو اپنانے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔❷

لباس میں مردوں سے مشابہت اختیار کرنے کی شکل یہ ہے کہ خواتین ایسے لباس اور کپڑے استعمال کریں اور پہنیں جو ہر معاشرہ کے اپنے عرف میں نوعیت اور صفات میں مردوں کے لئے مخصوص ہوں۔ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ مجموع الفتاویٰ (۲۲/ ۱۴۸-۱۴۹، ۱۵۵) میں لکھتے ہیں:

''مرد و زن کے لباس میں فرق کا انحصار اس امر پر ہے کہ کون سا لباس مردوں کے لئے درست

---

① احادیث و آثار میں اس کی بہت سی دلیلیں موجود ہیں۔ عبداللہ بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک بار قبطی کپڑا لوگوں میں تقسیم کیا پھر فرمایا ''خیال رکھنا' کہیں اسے تمہاری عورتیں نہ جھپٹ لیں، اس پر ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین: میں نے یہ کپڑا اپنی بیوی کو پہنا کر دیکھا تھا اور وہ گھر میں چلی پھری تھی' سیدھی چلی' پھر پیٹھ موڑ کر چلی' یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کپڑا اگرچہ شفاف یعنی باریک نہیں ہے لیکن وہ جسم کی بناوٹ کو ظاہر کرتا ہے۔ (بیہقی' بحوالہ فقہ النساء)

❷ حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں: عن ابن عباسؓ قال لعن رسول الله ﷺ، المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (رواه البخاری' والاربعه' والطبرانی)

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔''

ہوسکتا ہے اور کس قسم کا لباس عورتوں کے حق میں مناسب ہوسکتا ہے' لہٰذا مرد جس چیز کے مامور ہیں اس کے مناسب لباس مردوں کا ہوگا' اور خواتین جس چیز کی مامور ہیں اس کے مطابق لباس عورتوں کا ہوگا' خواتین پردہ نشینی اور پوشیدگی میں رہنے کی مامور ہیں' نہ کہ بے پردگی اور کھلے طور پر رہنے کی مامور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اذان' تلبیہ میں آواز بلند کرنا' صفا و مروہ پر چڑھنا اور حالت احرام میں مردوں کی طرح کپڑوں سے مجرد ہونا عورتوں کے لئے مشروع نہیں ہے۔

(حالتِ احرام میں) مردوں کو سر کھلا رکھنے اور معتاد لباس نہ پہننے کا حکم دیا گیا ہے' معتاد لباس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے کپڑے جو انسانی جسم اعضاء کی ساخت کے مطابق سلے گئے ہوں لہٰذا مرد نہ تو قمیض پہن سکتے ہیں اور نہ پائجامہ اور نہ ہی برنس (ایسا لباس جس میں سر ڈھانکنے کے لیے ٹوپی بھی لگی ہوئی ہے) اور نہ ہی موزے۔''

مزید لکھتے ہیں: ''لیکن عورت کو کسی لباس سے منع نہیں کیا گیا ہے' کیونکہ اسے پردہ اور حجاب کا پابند بنایا گیا ہے۔ لہٰذا اس کے لیے کوئی ایسی چیز نہیں مشروع کی گئی ہے جو حجاب اور پردہ کے مخالف ہو' ہاں نقاب لگانے اور دستانہ پہننے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ ایسا لباس ہے جو عضو کی ساخت کے مطابق بنایا گیا ہے اور عورت کو اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ [1]

---

[1] حاصل یہ کہ عورت ایامِ حج میں اپنے لباس میں مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھے گا۔

- لباس پر کسی قسم کی آرائش، گوٹا، طلا، لیس، کڑھائی، ستارے، موتی یا نمایاں ہونے والے ڈیزائن نہ ہوں۔
- لباس کا رنگ پرکشش، جاذبِ نظر نہ ہو جیسے ہلکا جامن، گلابی وغیرہ
- لباس ریشمی، بھڑکیلا، چمکیلا، کلف دار نہ ہو۔
- چادر یا دوپٹہ اتنا بڑا اور موٹا استعمال کرے گی کہ جسم کے سامنے اور پیچھے سے گھٹنوں اور کمر تک کے حصے کو ڈھانپ لے۔

نیز یہ چادر سادہ ہوتی۔ رنگ پرکشش نہیں ہوگا۔

دورِ حاضر میں پاکستانی عورتیں ایامِ حج اور عمرہ میں بہترین پرکشش لباس پہنتی ہیں۔ نیز وہ چہرے کو مردوں سے چھپانے کا اہتمام بھی نہیں کرتیں بھنوویں وغیرہ تراشی ہوئی، بانی پرکشش انداز میں سنوارے ہوئے...... جس سے مردوں کا ایمان بھی ڈولنے لگتا ہے۔ عورتوں کو اس روش سے باز آجانا چاہیے۔ اور اللہ کے دربار میں سادہ اور ساتر لباس کے ساتھ حاضری دینا چاہیے۔ (ا۔ع۔م)

اس کے بعد یہ ذکر کرتے ہوئے کہ محرم عورت اپنے چہرہ کو مردوں سے نقاب کے علاوہ کسی دوسری چیز سے چھپائے رکھے گی' آخر میں لکھتے ہیں:

''جب یہ بات واضح ہوگئی کہ مردوں اور عورتوں کے لباس میں فرق ضروری ہے جس کے ذریعہ مرد وزن میں تمیز کی جاسکے اور یہ کہ عورتوں کے لباس میں اتنا حجاب اور پردہ ہو کہ اس سے مقصود حاصل ہو جائے تو اس باب میں اصل بات بھی واضح ہوگئی اور معلوم ہو گیا کہ ایسا لباس جس کو غالباً مرد ہی پہنتے ہیں وہ عورت کے لئے ممنوع ہوگا۔''

آگے مزید لکھتے ہیں: ''لباس میں بے پردگی اور مردوں سے مشابہت دونوں ہی جمع ہو جائیں تو دونوں اعتبار سے وہ لباس خواتین کے حق میں ممنوع ہوگا۔''

⑤ لباس میں ایسی زیب وزینت نہ ہو کہ گھر سے باہر نکلتے وقت عورت مردوں کی توجہ کا مرکز بن جائے اور اس کی وجہ سے اس کا شمار اجنبی مردوں کے سامنے اپنی زیب وزینت کا اظہار کرنے والی بے حیا عورتوں میں نہ ہو۔

(ب) حجاب (پردہ)

حجاب کے معنی ہیں عورت نامحرم لوگوں سے اپنے پورے جسم کو پردے میں رکھے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: ''وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ'' (النور: ۳۱)

> ''اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اوڑھنیاں ڈالے رہیں اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے' یا اپنے والد کے' یا اپنے خسر کے' یا اپنے لڑکوں کے' یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے' یا اپنے بھائیوں کے۔''

اور ارشاد ربانی ہے: ''وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ'' (الاحزاب: ۵۳)

''جب تم نبی (ﷺ) کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو۔''

(آیت میں) حجاب سے مراد ایسی دیوار یا دروازہ یا لباس ہے جو عورت کو پردے میں رکھے۔ آیت اگرچہ ازواجِ مطہرات کے حق میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا حکم تمام مومنات کو عام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی علت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: "ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ" (الاحزاب: ۵۳)

"تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے کامل پاکیزگی یہی ہے۔"

یہ ایک عام علت ہے لہٰذا علت کا عموم حکم کے عموم کی دلیل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ" (الاحزاب: ۵۹)

"اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموع الفتاویٰ (۲۲/۱۱۰-۱۱۱) میں رقم طراز ہیں:

(آیت کریمہ میں وارد لفظ) جلباب کے معنی ہیں دوہری چادر جس کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل علم رداء (چادر) اور عوام ازار کہتے ہیں۔ حقیقتاً جلباب اس بڑی چادر کو کہتے ہیں جو سر سمیت عورت کے پورے بدن کو ڈھانپ لے۔ ابو عبیدہ وغیرہ کا بیان ہے کہ اسے اپنے سر کے اوپر سے اس طرح ڈال لے گی کہ سوائے آنکھ کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو اسی قبیل سے نقاب بھی ہے۔"

نامحرم لوگوں کے سامنے عورت کا اپنے چہرہ کو چھپانا بھی ضروری ہے، سنت سے اس کے وجوب پر متعدد دلائل ہیں جن میں سے ایک دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث بھی ہے۔ وہ فرماتی ہیں: "كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا، فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ" ❶

---

❶ احمد.
ابو داؤد: كتاب المناسك باب في المحرمة تغطي وجهها. رقم الحديث ۱۸۳۳
ابن ماجه: كتاب المناسك باب المحرمة تسدل الثوب على وجهها: رقم الحديث ۲۹۳۵.

''سواروں کا قافلہ ہم سے گزرتا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں ہوتی تھیں' تو جب وہ ہمارے بالکل بالمقابل ہو جاتے تو ہم میں سے ہر ایک اپنے جلباب (چادر) کو اپنے سر سے اپنے چہرہ پر ڈال لیتی اور جب وہ آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہروں کو کھول لیتی تھیں۔''

نامحرم لوگوں کے سامنے چہرہ چھپانے کے وجوب پر کتاب وسنت میں بے شمار دلیلیں ہیں۔

اس سلسلہ میں اپنی اسلامی بہنوں کو مندرجہ ذیل کتابوں کے مطالعہ کا مشورہ دیتا ہوں:

رسالة الحجاب واللباس فی الصلاۃ مولفہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔

رسالة الحجاب مولفہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز۔

رسالة الصارم المشهور علی المفتونین بالسفور مؤلفہ شیخ حمود بن عبداللہ تویجری۔

رسالة حجاب مؤلفہ شیخ محمد بن صالح العثیمین۔

ان تمام کتابوں میں متعلق موضوع پر کافی وشافی بحث کی گئی ہے۔ [1]

اسلامی بہنوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جن علماء نے چہرہ کو کھلا رکھنے کی اجازت دی ہے باوجودیکہ ان کا قول مرجوح ہے انہوں نے اس اجازت کو شر وفساد سے امن وسلامتی کے ساتھ مقید کیا ہے اور صورت حال یہ ہے کہ پورا معاشرہ فتنہ وفساد سے غیر محفوظ ہے خصوصاً آج کے دور میں جبکہ خواتین اور مردوں میں دینی لگام باقی نہیں رہ گئی ہے' شرم وحیا کا فقدان ہوتا جارہا ہے۔ فتنہ وفساد کی دعوت دینے والوں کی کثرت ہے۔ شر وفساد کو ہوا دینے والے مختلف قسم کے زیورات سے اپنے چہروں کو آراستہ کرنے کی خواتین شوقین ہوتی جارہی ہیں۔

لہٰذا مسلم بہنوں کو ان تمام امور سے پرہیز کرنا چاہیے اور پردے کا التزام کرنا چاہیے اِنْ شَاءَ اللّٰہ یہ انہیں ہر طرح کے فتنہ اور شر سے محفوظ ومامون رکھے گا۔ سلف وخلف میں سے کسی بھی معتبر

---

[1] اردو دان خواتین مندرجہ ذیل کتابوں سے استفادہ کرسکتی ہیں:

پردہ از مولانا ابوالاعلیٰ مودودی' اسلامی پردہ از مولانا عبدالسلام بستوی' فقہ النساء از محمد عطیہ خمیس ترجمہ سید شبیر احمد' ستر وحجاب اور خواتین از مریم خنساء' پردے کی شرعی حیثیت' مولانا مبشر احمد ربانی' چہرے کا پردہ' الشیخ صالح العثیمین اور اسلام کا نظام [illegible]

عالم نے فتنوں کی شکار ان خواتین کے لیے ان امور کی قطعی اجازت نہیں دی ہے جن میں وہ گرفتار ہیں۔ بہت سی مسلمان عورتیں پردہ کے بارے میں نفاق سے کام لیتے ہوئے جب وہ کسی ایسی سوسائٹی میں ہوتی ہیں جہاں پردہ کا التزام کیا جاتا ہے تو پردہ کرتی ہیں اور جب کسی ایسی سوسائٹی میں جاتی ہیں جہاں پردہ کا التزام نہیں کیا جاتا ہے تو پردہ سے باہر ہو جاتی ہیں۔

اور بہت سی ایسی بھی ہیں جو عام جگہوں پر تو پردہ کرتی ہیں مگر جب وہ دوکانوں یا اسپتالوں میں داخل ہوتی ہیں یا کسی جوہری (سنار) یا لیڈیز ٹیلر سے گفتگو کرتی ہیں تو اپنے چہروں اور بازوؤں کو اس طرح کھول دیتی ہیں گویا اپنے شوہروں یا اپنے محرم لوگوں کے پاس ہیں ایسی خواتین کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے' بیرون ملک سے آنے والی بہت سی عورتوں کو جہازوں میں دیکھا جاتا ہے کہ وہ بے پردہ ہوتی ہیں اور اس ملک (سعودی عرب) کے کسی ائر پورٹ پر جہاز کے اترتے ہی نقاب اوڑھ لیتی ہیں گویا ان کی نظر میں پردے کا تعلق عادات اور رسم ورواج سے ہے یہ کوئی دینی حکم نہیں ہے۔

اسلامی بہنوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ پردہ انہیں ان زہر آلود نگاہوں سے تحفظ فراہم کرتا ہے جو بیمار دلوں اور انسان نما کتوں سے صادر ہوتی ہیں اور ان سے ہیجان انگیز حرص وطمع کا ربط وتعلق کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔ لہٰذا اسلامی بہنوں کو پردہ کا التزام کرنا چاہیے اور ان باطل پروپیگنڈوں پر کوئی توجہ نہیں دینی چاہیے جو پردہ کی مخالفت میں یا پردہ کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ عورتوں کے حق میں خیر خواہ نہیں بلکہ بدخواہ ہیں۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

''وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا'' (النساء: ۲۷)

''اور جو لوگ خواہشات نفس کے پیرو ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم مکمل طریقے سے جھک جاؤ۔''

فصل پنجم

نماز سے متعلق عورتوں کے مخصوص مسائل

ہر مسلمان عورت پر پانچ وقت نماز ان کے متعینہ اوقات میں شرائط' ارکان اور واجبات کی مکمل رعایت کرتے ہوئے پابندی کے ساتھ ادا کرنا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" (الاحزاب: ۳۳)

"اور نماز ادا کرتی رہو' اور زکوٰۃ دیتی رہو' اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزری کرو۔"

یہ حکم تمام مسلمان عورتوں کے لئے عام ہے' نماز اسلام کا دوسرا رکن اور دین کا ایک اہم ستون ہے۔ نماز کا ترک کرنا ایک ایسا کفریہ عمل ہے جو ملتِ اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے۔ نماز نہ پڑھنے والے مرد وزن کے نہ تو دین کا کوئی اعتبار ہے اور نہ ہی اسلام کا۔ عذرِ شرعی کے بغیر نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرنا اس کو ضائع کرنا ہے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ" (مریم: ۵۹– ۶۰)

"پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے' سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا' بجز ان کے جو توبہ کر لیں۔"

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ائمہ کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ اضاعۃ صلاۃ سے مراد نماز کے اوقات کو ضائع کرنا ہے۔ بایں طور کہ نماز کو اس کا وقت نکل جانے کے بعد ادا کیا جائے اور لفظ "غی" جس کے بارے میں بتلایا گیا ہے کہ نمازوں کو ضائع کرنیوالے اسے پائیں گے۔ اس کی تفسیر خسارہ اور نقصان سے کی ہے۔ اس کی ایک تفسیر یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ وہ جہنم میں ایک وادی ہے۔

نماز کے تعلق سے خواتین کے مردوں سے الگ کچھ مخصوص احکام ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

① عورتوں پر نہ تو اذان ہے اور نہ اقامت' کیونکہ اذان بلند آواز سے کہنی مشروع ہے اور عورتوں کے لیے آواز بلند کرنا جائز نہیں ہے' لہٰذا اذان اور اقامت عورتوں کے لیے درست نہیں ہیں۔ (المغنی ۲/ ٦٨) میں علامہ ابنِ قدامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس مسئلے میں کسی اختلاف کا ہمیں کوئی علم نہیں ہے۔

② نماز میں عورت سوائے چہرہ کے اپنے آپ کو مکمل طور پر چھپائے گی' ہتھیلیوں اور قدموں کے بارے میں اختلاف ہے اور یہ اس صورت میں جبکہ کسی غیر محرم شخص کی نظر اس پر نہ پڑ رہی ہو اور اگر کوئی غیر محرم شخص اسے دیکھ رہا ہے تو مکمل طور پر ستر پوشی ضروری ہے جس طرح خارج نماز میں پردہ ضروری ہے۔ نماز میں عورت کو اپنا سر' گردن' جسم کے تمام حصوں کو یہاں تک کہ پیر کی پشت کو بھی چھپانا ضروری ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: "لا یقبل اللہ صلاۃ حائض – یعنی من بلغت الحیض – الا بخمار" ائمہ خمسہ یعنی احمد' ابوداؤد' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا ہے۔ ❶

''اللہ تعالیٰ حائضہ سے یعنی اس عورت سے جو حیض کی عمر کو پہنچ چکی ہے بغیر خمار کے نماز قبول نہیں کرتا ہے۔''

حدیث میں مذکور لفظ (خمار) سے مراد سر اور گردن کو چھپانے والی چادر ہے۔ ❷

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ: کیا عورت قمیض اور دوپٹہ میں بغیر ازار کے نماز پڑھ سکتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "إذا کان الدرع سابغاً یغطی ظھور قدمیھا"

---

❶ رواہ الخمسة الا النسائی و صححه ابن خزیمه.
ابوداود: باب المراۃ تصلی بغیر خمار کتاب الصلوٰۃ. رقم الحدیث ٦٤١
ترمذی: باب ماجاء لا تقبل الحائض الابخمار ١/ ٩٤ ابواب الصلاۃ . رقم الحدیث ٣٧٧
ابن ماجه: ابواب التیمم باب اذا حاضت الجاریة لم تصل الابخمار. رقم الحدیث ٦٥٥

❷ یہ چادر اتنی موٹی ہو کہ سر کے بالوں کا رنگ نظر نہ آئے اور اتنی بڑی ہو کہ گردن' سینہ اور پشت کی جانب کے مونڈھوں کے حصے کو مکمل طور پر ڈھانپ لے۔ (ا۔ع۔م)

''اگر قمیص اتنی طویل ہو کہ عورت کے دونوں پیر کی پشت کو ڈھانپ لے (بغیر ازار کے بھی نماز پڑھ سکتی ہے)۔'' ❶

اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے۔ ائمہ کرام نے اس کے موقوف ہونے کو صحیح کہا ہے۔

دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نماز میں عورت کے لیے سر اور گردن کا چھپانا ضروری ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے اور جسم کے بقیہ تمام حصوں کو یہاں تک کہ پیروں کی پشت کو بھی چھپانا ضروری ہے جیسا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مذکور ہے' چہرہ کا کھلا رکھنا مباح ہے' بشرطیکہ کوئی اجنبی شخص اسے نہ دیکھ رہا ہو۔ اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مجموع الفتاویٰ (۲۲/۱۱۳-۱۱۴) میں لکھتے ہیں: ''اگر عورت تنہا نماز پڑھ رہی ہو پھر بھی اسے دوپٹہ اوڑھنے کا حکم ہے' خارج نماز میں گھر کے اندر عورت اپنا سر کھلا رکھ سکتی ہے' لیکن نماز میں زینت اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ چنانچہ کسی کے لئے خانہ کعبہ کا ننگے ہو کر طواف کرنا جائز نہیں خواہ تنہا رات کے وقت طواف کر رہا ہو اور نہ ننگے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے خواہ تنہا ہی کیوں نہ ہو۔''

مزید تحریر کرتے ہیں: ''نماز میں چھپائے جانے والے جسمانی اعضاء کا ربط و تعلق ان اعضاء سے نہیں ہے' جن کو نگاہوں سے چھپایا جاتا ہے نہ تو قاعدہ مطردہ کے طور پر نہ ہی مفہوم مخالف کے طور پر۔''

المغنی (۲/ ۳۲۸) میں مذکور ہے: ''نماز میں آزاد عورت کے پورے جسم کی ستر پوشی ضروری ہے' اگر کوئی حصہ کھلا رہ گیا تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ ہاں اگر بہت مختصر حصہ کھلا رہ گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہی مسلک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ' امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔''

③ المغنی (۲/ ۲۵۸) میں مذکور ہے: ''عورت رکوع اور سجود میں اپنے آپ کو خوب پھیلا کر کھلا رکھنے کے بجائے سمیٹ کر رکھے گی' چارزانو ہو کر بیٹھے گی۔ تورک کرنے اور ایک پیر کو بچھا کر بیٹھنے

---

❶ ابوداؤد: فی کم تصلی المرأۃ کتاب الصلوٰۃ. رقم الحدیث ۶۳۹

کی بجائے دونوں پیروں کو لٹا کر داہنی جانب انہیں نکال دے گی کیونکہ یہی اس کے حق میں زیادہ ساتر ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ المجموع (۳/۴۵۵) میں لکھتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر میں فرمایا ہے: اعمالِ نماز میں مرد و زن کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے سوائے اس کے کہ عورت کے لئے مستحب یہ ہے کہ سجدہ میں وہ اپنے آپ کو سمیٹ کر یا اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے چپکا کر حتی الامکان اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ سمیٹ کر پردہ میں رکھے گی' میں عورت کے لئے اسی چیز کو رکوع میں اور پوری نماز میں پسند کرتا ہوں۔'' ❶

④ کسی عورت کی امامت میں جماعت کے ساتھ عورتوں کی نماز ادا کرنے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض اہل علم منع کرتے ہیں اور بعض دوسرے جواز کے قائل ہیں۔ بیشتر علماء کا مسلک یہی ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو اپنے اہلِ خاندان کی امامت کا حکم دیا تھا۔ (اس کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔'' ❷

بعض اہل علم نے اس کو غیر مستحب عمل کہا ہے جبکہ بعض دوسرے اہل علم اس کی کراہت کے قائل ہیں اور بعض دیگر اہل علم فرض نماز کے بجائے نفل نماز میں اس کو جائز سمجھتے ہیں اور شاید راجح قول یہی ہے کہ یہ مستحب ہے۔ مزید تفصیل کے لئے المغنی لابن قدامہ (۲/۲۰۲) المجموع للنووی (۴/۸۴-۸۵) کا مراجعہ مفید ہوگا۔

---

❶ صحیح احادیث میں ایسی کوئی صراحت نہیں ملتی جس سے عورت اور مرد کے طریقہ نماز میں فرق ہو۔

امام بخاری، امام ابنِ حجر، امام ابن حزم اور محدث علامہ البانی کے علاوہ اور بہت سے ائمہ اہل حدیث عورت کے لیے بھی اسی طریقہ نماز کے قائل ہیں جو مردوں کے لیے کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

صلوا کما رایتمونی اصلی (صحیح بخاری) ''نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔''

اس میں آپ ﷺ نے عورتوں کا استثناء نہیں کیا۔ نیز ام ورقہ، ام دردا اور خود عائشہ رضی اللہ عنہا اسی طرح نماز پڑھتی تھیں جس طرح مرد نماز پڑھتے تھے۔

البتہ عورت اور مرد کے طریقہ نماز میں فرق ضعیف اور مرسل احادیث اور بعض ائمہ کے اقوال سے ثابت کیا جاتا ہے۔

❷ ابوداود: باب امامۃ النساء کتاب الصلوٰۃ رقم الحدیث ۵۹۲۔

عورت بالجہر قرأت کرے گی بشرطیکہ غیر محرم اس کی قرأت کو نہ سن رہے ہوں۔"

⑤ مساجد میں مردوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے خواتین کا گھروں سے نکلنا مباح ہے لیکن گھروں کے اندر نماز ادا کرنا ان کے حق میں زیادہ بہتر ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے: "لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ" ❶

"اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے نہ روکو۔"

دوسری روایت میں ہے: "لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ أَنْ يَخْرُجْنَ إِلَى الْمَسَاجِدِ وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ" ❷

"عورتوں کو مساجد جانے سے نہ روکو اور ان کے گھر ان کے لیے زیادہ مفید ہیں۔"

لہٰذا ان کا گھروں میں رہ کر نماز ادا کرنا پردہ اور حجاب کی وجہ سے ان کے لئے زیادہ بہتر ہے، نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد جاتی ہیں تو ان کے لیے مندرجہ ذیل آداب کی پابندی ضروری ہے:

☆ مکمل پردہ کے ساتھ اور کپڑوں میں اچھی طرح چھپ چھپا کر نکلنا ضروری ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "كَانَ نِسَاءُ يصلين مع رسول الله ﷺ ثم ينصرفن متلفعات بمروطهن مايعرفن من الغلس" ❹

---

❶ مسلم: كتاب الصلوٰة باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة وانها لا تخرج مطيبة. رقم الحديث ۴۴۲.

❷ ابوداؤد، باب ماجا فی خروج النساء الی المسجد كتاب الصلوة. رقم ۵۶۷

❸ كتاب مواقيت الصلاة باب وقت الفجر رقم ۵۷۸، بخاری مع الفتح۔

مسلم: كتاب المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح فی اول وقتها. رقم ۶۴۵

❹ ابوداؤد، باب ما جاء فی خروج النساء الی المسجد، کتاب الصلاة رقم ۵۶۵

رسول اکرم ﷺ کے ساتھ خواتین (فجر کی) نماز ادا کرتی تھیں پھر اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی واپس ہوتی تھیں' تاریکی کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

✪...... کسی قسم کی خوشبو لگائے بغیر مسجد کے لئے نکلیں گی' حدیث نبوی ﷺ ہے: "لَا تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ." ❶

"اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے نہ روکو اور چاہیے کہ وہ خوشبو لگائے بغیر نکلیں۔"

حدیث میں مذکور لفظ (تفلات) کے معنی ہیں: خوشبو استعمال کئے بغیر۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ" ❷

"جس عورت نے خوشبو لگا رکھی ہو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: "إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيْبًا" ❸

"تم میں سے کوئی عورت اگر مسجد جانا چاہتی ہو تو خوشبو نہ استعمال کرے۔"

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نیل الاوطار (۳/۱۴۰-۱۴۱) میں لکھتے ہیں:

"اس حدیث سے خواتین کے مسجد جانے کا پتہ چلتا ہے لیکن عورتوں کے جانے کا جواز اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ ان کے مسجد جانے میں کسی قسم کا شر و فساد یا خوشبو جیسی کوئی فتنہ کو بھڑکانے والی چیز نہ پائی جاتی ہو۔"

---

❶ ابوداود: باب ماجاء في خروج النساء الى المسجد كتاب الصلاة. رقم ٥٦٥

❷ مسلم كتاب الصلوٰة باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة رقم ٤٤٤ الخ
ابوداود: كتاب الرجل باب في طيب المرأة للخروج. رقم ٤١٧٥
نسائی: كتاب الزينة باب الطيب. رقم . ٥٢٦٥

❸ مسلم كتاب الصلوٰة. باب خروج النساء الى المساجد اذا، رقم ٤٤٣، الخ.

مزید لکھتے ہیں: ''تمام احادیث کا ماحصل یہی ہے کہ خواتین کو مسجد جانے کی اجازت مردوں کی جانب سے اسی صورت میں ملنی چاہیے جبکہ ان کے مسجد جانے میں خوشبو' زیورات' یا کوئی دوسری زیب وزینت جیسی فتنہ انگیز چیز نہ پائی جاتی ہو۔''

۞ ...... کپڑوں اور زیورات میں بن سنور کر نہیں نکلیں گی' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''لَوْاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأیٰ مِنَ النِّسَاءِ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ نِسَاءُ هَا'' ❶

''اگر رسول اللہ ﷺ خواتین کی اس حالت کا مشاہدہ فرماتے جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں تو انہیں مسجد سے روک دیتے جس طرح بنو اسرائیل نے اپنی عورتوں کو روک دیا تھا۔

امام شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار (حوالہ مذکور) میں حضرت عائشہؓ کے قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''لو رای ما راینا'' یعنی اگر آپ ﷺ حسین وجمیل لباس' خوشبو' زیب وزینت اور بے پردگی کا مشاہدہ کرتے جن کا آج ہم مشاہدہ کر رہے ہیں (پہلے) خواتین موٹے جھوٹے کپڑوں' کمبلوں اور دبیز چادروں میں نکلا کرتی تھیں۔

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ احکام النساء (ص:۳۹) میں لکھتے ہیں:

''عورت کے لیے یہی مناسب ہے کہ باہر نکلنے سے حتی الامکان پرہیز کرے کیونکہ وہ اپنے طور پر کسی فتنہ اور شر سے محفوظ رہ سکتی ہے لیکن دوسرے لوگ اسی فتنہ وفساد میں مبتلا ہو سکتے ہیں ان کے محفوظ و مامون رہنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے اگر اسے مجبوراً باہر نکلنے کی ضرورت پیش آ جائے تو اپنے خاوند کی اجازت سے بناؤ سنگھار کے بغیر مکمل سادگی کے ساتھ نکلے' عام شاہراہوں اور بازاروں کو چھوڑ کر خالی جگہوں کو اپنا راستہ بنائے' اپنی آواز سنانے سے پرہیز کرے' درمیان راستہ کو چھوڑ کر کنارے چلنے کی کوشش کرے۔''

۞ عورت اگر اکیلی ہے تو مردوں کے پیچھے تنہا کھڑی ہو گی جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو میں اور ایک یتیم (ہم

---

❶ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب خروج النساء الی المساجد اذا لم رقم الحدیث ۴۴۵
صحیح بخاری کتاب الاذان: باب انتظار الناس قیام الامام العالم رقم الحدیث ۸۶۹

دنوں) آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ایک بڑھیا عورت ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی۔"❶

اورانہی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے گھر میں نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی تو میں اور ایک یتیم آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ہماری ماں ام سلیم ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ (صحیح بخاری)

اور اگر عورتیں ایک سے زیادہ ہیں تو وہ مردوں کے پیچھے صف یا (حسب ضرورت) چند صفیں بنا کر کھڑی ہوں گی کیونکہ نبی کریم ﷺ مردوں کو بچوں کے آگے کھڑے کرتے تھے پھر بچوں کو اور بچوں کے بعد عورتوں کو۔ (مسند احمد)

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا' وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا"❷

"مردوں کے لئے سب سے بہتر صف پہلی صف ہے اور سب سے خراب آخری صف اور عورتوں کے لیے سب سے بہتر صف آخری ہے اور سب سے خراب پہلی صف۔"

مذکورہ بالا دونوں حدیثیں اس امر کی دلیل ہیں کہ نماز کے لیے عورتیں مردوں کے پیچھے صف بنا کر کھڑی ہوں گی' الگ الگ نہیں کھڑی ہوں گی' چاہے وہ فرض نماز ہو یا تراویح کی نماز ہو۔

---

❶ بخاری: کتاب الصلوۃ' باب الصلاۃ علی الحصیر. رقم ۳۸۰
کتاب الاذان' باب المراۃ وحدھا تکون صفا. رقم ۷۲۷
مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ . باب جو از الجماعۃ فی النافلۃ رقم ۶۵۸
ابوداود: باب اذا کانوا ثلثۃ کیف یقومون. رقم ۶۱۲، کتاب الصلاۃ.
نسائی: ابواب الامامۃ. باب إذا کانوا ثلاثہ وامراۃ، رقم ۸۰۲.

❷ ترمذی: کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی فضل صف الاول،رقم ۲۲۴
ابوداود: باب صف النساء والتاخر عن الصف الاول رقم ۶۷۸ کتاب الصلاۃ.
نسائی: کتاب الإمامۃ ذکر خیر صفوف النساء وشر صفوف الرجال. رقم ۸۲۱
ابن ماجہ: کتاب الصلوٰۃ باب صفوف النساء. رقم ۱۰۰۰
مسلم: کتاب الصلوۃ باب تسویۃ الصفوف واقامتھا

⚙......دورانِ نماز اگر امام سے بھول ہو جائے تو عورت ہاتھوں سے تالی بجا کر اسے متنبہ کر سکتی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"إِذَا نَابَكُمْ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّقِ النِّسَاءُ" ❶

"جب تمہیں نماز کے دوران کوئی بات پیش آ جائے تو (امام کو آگاہ کرنے کے لیے) مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔ اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔"

اس حدیث میں عورت کو اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ اگر دوران نماز کوئی بات پیش آ جائے تو وہ تالی بجا کر آگاہ کر دے اور امام کا بھولنا بھی اسی قبیل سے ہے۔ عورت کو زبان سے کچھ کہنے کے بجائے تالی بجانے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ اس کی آواز مردوں کے لیے فتنہ کا باعث بن سکتی ہے۔

⚙...... امام کے سلام پھیرنے کے بعد عورتوں کو مسجد سے نکلنے میں جلدی کرنی چاہیے اور مردوں کو تھوڑی دیر ٹھہرے رہنا چاہیے تا کہ مسجد سے نکلنے والی عورتوں سے ان کی مڈ بھیڑ نہ ہو۔ اس کی دلیل ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ عورتیں فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد (فوراً) کھڑی ہو جاتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والے مرد اپنی اپنی جگہ پر تھوڑی دیر بیٹھے رہتے تھے پھر جب رسول اللہ ﷺ اٹھتے تو دوسرے لوگ بھی اٹھ جاتے تھے۔ ❷

زہری کہتے ہیں: ہمارا خیال (واللہ اعلم) یہ ہے کہ آپ ﷺ ایسا اس لیے کرتے تھے تا کہ جو عورتیں مسجد سے لوٹنا چاہیں وہ لوٹ جائیں۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے (دیکھیے الشرح الکبیر علی المقنع ۱/۴۲۲)۔

---

❶ ابوداؤد: باب التصفيق في الصلوٰة.

❷ اس حدیث سے یہ اصول وضع ہوتی ہے کہ عورت یا عورتیں جس جگہ پر ہوں گی۔ وہاں مرد نہیں جائیں گے اگر اس جگہ سے گزرنے کی ضرورت ہوگی تو ان کے وہاں سے ہٹ جانے کا انتظار کریں گے۔ نیز یہ کہ مخلوط تقریبات یا مخلوط مجلس منعقد کرنا بھی درست نہیں ہے۔

مرد عورتوں کو اپنا حجاب قائم رکھنے میں آسانی فراہم کریں گے اور جب وہ ضرورت کے وقت گھروں سے باہر نکلیں تو ان کے جسموں سے ہی نہیں ان کی نظروں کی زد سے بھی دور رہنے کی حتی الامکان کوشش کریں گی البتہ مجبوری کے حالات مستثنیٰ ہیں (ع ۔ م)

امام شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار (۳۲۶/۲) میں لکھتے ہیں:

''مذکورہ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ امام وقت (خلیفہ یا سلطان) کے لیے مستحب ہے کہ رعایا کے احوال کا خیال رکھے۔ اسی طرح حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ محرمات اور ممنوعات کی جانب لے جانے والے امور اور شک وشبہ کی جگہوں سے اجتناب میں احتیاط برتنی چاہیے اور یہ کہ عام گزرگاہوں میں بھی مردوزن کا اختلاط مکروہ ہے چہ جائیکہ گھروں میں۔''

امام نووی رحمہ اللہ المجموع (۴۵۵/۳) میں لکھتے ہیں:

''باجماعت نماز کی ادائیگی میں خواتین مردوں سے چند امور میں مختلف ہوتی ہیں:

اول: خواتین کے حق میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اس طرح مؤکد نہیں ہے جس طرح مردوں کے حق میں ہے۔

دوم: خواتین کی امام درمیان صف میں کھڑی ہوگی۔

سوم: تنہا عورت مردوں کے پیچھے کھڑی ہوگی نہ کہ بغل میں، برخلاف مردوں کے۔

چہارم: جب مردوں کے ساتھ صف لگا کر نماز ادا کریں گی تو ان کی سب سے آخری صف اپنی پہلی صف کی بہ نسبت زیادہ فضیلت کی حامل ہوگی۔

سابقہ سطور سے واضح ہوگیا کہ مردوزن کے درمیان اختلاط ہر حالت میں حرام ہے۔

⑥ خواتین نماز عید کے لیے نکل سکتی ہیں۔ چنانچہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ وہ فرماتی ہیں:

''أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى الْعَوَاتِقَ وَالْحُيَّضَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ، أَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ، وَفِي لَفْظٍ: اَلْمُصَلّٰى وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ'' ❶

---

❶ احمد ..... بخاری، رقم الحديث ۹۷۴، كتاب العيدين. باب خروج النساء والحيض الى المصلىٰ. ۵۳۰/۳

مسلم: كتاب صلاة العيدين، باب ذكر اباحة خروج النساء في العيدين الى المصلى. رقم ۸۹۰ نسائی: كتاب صلاة العيدين باب خروج العواتق وذوات الخدور في العيدين، رقم ۱۵۵۹، باب اعتزال الحيض مصلى رقم ۱۵۶۰، الناس. ۱۸۴/۱، ابوداؤد كتاب الصلاة باب خروج النساء في العيد: رقم ۱۱۳۶، ترمذی، ابواب العيدين ماجاء في خروج النساء في العيدين رقم ۵۳۹، ابن ماجه: ابواب الجنائز باب ماجاء في خروج النساء الى العيدين رقم ۱۳۰۷.

رسول اکرم ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم بوڑھی عورتوں‘ حیض والیوں اور پردہ نشینوں کو عید وبقر عید کے روز عید گاہ لے جائیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ حیض والی عورتیں عید گاہ سے دور رہیں گی البتہ خیر و برکت اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک رہیں گی۔ (اس حدیث کو اصحابِ کتبِ ستہ اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔“

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مذکورہ حدیث اور اس معنی کی دیگر احادیث سے عیدین میں خواتین کے عید گاہ جانے کی مشروعیت کا قطعی طور پر پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ شادی شدہ‘ غیر شادی شدہ‘ نوجوان‘ بوڑھی‘ حائضہ وغیر حائضہ کے درمیان بلا کسی امتیاز و تفریق کے تمام عورتوں کا عید گاہ جانا مشروع ہے‘ البتہ ایسی خواتین جو عدت میں ہوں یا جن کا عید گاہ جانا باعث شر و فساد ہو یا جن کے لیے کوئی عذر شرعی ہو وہ عید گاہ نہیں جائیں گی۔ (نیل الواطار ۳/۳۰۶) [1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموع الفتاویٰ (۶/ ۴۵۸-۴۵۹) میں تحریر کرتے ہیں: ”رسول اکرم ﷺ نے یہ بتلا دیا ہے کہ خواتین کا گھروں کے اندر نماز ادا کرنا جمعہ یا جماعت میں شریک ہونے کی بہ نسبت زیادہ بہتر ہے‘ سوائے نماز عید کے‘ کیونکہ نماز عید کے لیے آپ ﷺ نے نکلنے کا حکم دیا ہے۔ شاید اس کے (اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جاننے والا ہے) چند اسباب ہیں:

پہلا سبب: سال بھر میں صرف دو مرتبہ عید کا موقع آتا ہے لہٰذا جمعہ اور جماعت کے برخلاف عیدین میں ان کا نکلنا قابلِ قبول ہے۔

دوسرا سبب: جمعہ اور جماعت کے برعکس نماز عیدین کا کوئی متبادل نہیں ہے چنانچہ عورت کا اپنے گھر کے اندر رہ کر نماز ظہر ادا کرنا ہی اس کا جمعہ ہے۔

---

[1] پاکستان میں خواتین میں یہ رواج ہے کہ نماز تسبیح اور نماز عید کے لئے کسی جگہ اجتماع کر کے کسی خاتون کی اقتدا میں نماز ادا کرتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تسبیح نماز کے بارے صرف ایک حدیث عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس کے بارے میں محدثین میں اختلاف ہے کہ یہ حدیث حسن ہے یا ضعیف اگر یہ حسن بھی ہو تو عورتوں کا اسے ادا کرنے کے لئے اجتماع کرنا درست نہیں۔

عید کی نماز کی تاکید ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ حدیث میں عید گاہ میں مرد امام کی اقتدا میں ادا کرنے کی ہے نہ کہ خواتین کی اقتدا میں۔

تیسرا سبب: عیدین میں اللہ تعالیٰ کا ذکرواذکار کے لیے جنگل اور بیابانوں میں نکلنا ہوتا ہے جو بعض پہلوؤں سے حج کے مشابہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ حجاج کرام کی موافقت میں عید اکبر (بقر عید) موسم حج میں رکھی گئی ہے۔''

شوافع کے یہاں نماز عیدین میں عورتوں کے نکلنے کے لیے ان کے حسین و جمیل نہ ہونے کی قید ہے چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ المجموع (۱۳/۵) میں لکھتے ہیں: ''امام شافعی اور آپ کے تلامذہ (رحمہم اللہ) کا قول ہے کہ: نماز عیدین میں شرکت ایسی عورتوں کے لیے مستحب ہے جو حسن و جمال والی نہیں ہیں۔ خوبصورت عورتوں کا عیدین میں شریک ہونا مکروہ ہے۔''

آگے مزید لکھتے ہیں: خواتین نماز عیدین کے لیے پرانے اور بوسیدہ کپڑے پہن کر نکلیں گی۔ ایسا لباس نہیں پہنیں گی جن سے ان کی نمائش ہو۔ سادہ پانی سے غسل کرنا ان کے لیے مستحب ہے۔ خوشبو وغیرہ کا استعمال مکروہ ہے۔ یہ سارے احکامات ایسی بوڑھی اور ضعیف عورتوں کے لیے ہیں جو نا قابل اشتہا اور غیر مرغوب ہیں' نوجوان خوبصورت اور مرغوب فیہ عورتوں کا عید گاہ جانا مکروہ ہے کیونکہ ان کے جانے میں خود ان کے یا ان کی وجہ سے دوسروں کے فتنہ وفساد میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر اعتراض کیا جائے کہ یہ بات حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ حدیث کے مخالف ہے تو ہم کہیں گے صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث وارد ہے: "لَوْ أَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ"❶

''اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان امور کا مشاہدہ کرتے جن کو (آج کی) عورتوں نے ایجاد کر رکھا ہے تو ان کو (مساجد سے) روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔''

اور زمانہ اول کے برخلاف موجودہ زمانہ میں شر و فساد اور فتنوں کے اسباب بے شمار ہیں۔ واللہ اعلم۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ ہمارے زمانہ میں صورتحال کہیں زیادہ ابتر ہے۔❷

---

❶ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب خروج النساء الی المساجد ...... رقم ۴۴۵

❷ کسی بھی عید گاہ میں نماز ادا کرنے کے لئے آنے والی عورتوں کا لباس اور حلیہ مؤلف گرامی کے خیال کی تصدیق کے لئے کافی ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ احکام النساء (ص ۳۸) میں فرماتے ہیں:

''میں کہتا ہوں: یہ ہم بیان کر آئے ہیں کہ خواتین کا نکلنا جائز اور مباح ہے' لیکن خود ان کے یا ان کے ذریعے دوسروں کے شر و فساد اور فتنوں میں واقع ہونے کا خوف ہو تو نہ نکلنا ہی افضل ہے کیونکہ صدر اول کی خواتین اس کے بالکل برعکس ہوتی تھیں جس طرح آج کی خواتین کی پرورش اور تربیت ہوتی ہے' یہی حال مردوں کا بھی تھا۔''

یعنی ان کے اندر حد درجہ زھد و ورع پایا جاتا تھا۔

اسلامی بہنوں کو سابقہ سطور میں نقل کی گئی باتوں سے معلوم ہو گا ہو گیا کہ شرعی اعتبار سے نماز عید کے لیے ان کا عید گاہ جانا جائز ہے بشرطیکہ پردہ کا التزام ہو اور مکمل حشمت و عصمت کے ساتھ نکلا جائے اور اللہ رب العزت کا تقرب' مسلمانوں کے ساتھ ان کی دعاؤں میں شرکت اور اسلامی شعار کا اظہار مقصود ہو' نہ کہ اس سے زیب و زینت کی نمائش اور شر و فساد اور فتنوں کے درپے ہونا مقصود ہو' اس سلسلے میں کافی متنبہ اور محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ ❶

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) ______

کیا بوڑھی' کیا جوان' کیا کنواری' کیا شادی شدہ' کیا ننھی بچی سب مکمل میک اپ کے ساتھ' دلہنوں جیسے نئے کپڑے پہنے چھن چھن کرتی چوڑیاں' زیور پرس لٹکائے' بیش قیمت جھلمل کرتے جوتے اس پر طرہ یہ کہ حجاب' عبا' برقع یا چادر ایسی جو مردوں کو دعوتِ نظارہ دینے کے لئے کافی ہوتی ہے۔

مصنف گرامی کے دلائل کی روشنی میں مردوں کو چاہیے کہ وہ عورتوں کو عید گاہ جانے سے پہلے نئے کپڑے جوتے' میک اپ یا زیور پہننے سے پورے طور پر منع کریں۔ نماز ادا کرنے کے بعد گھر آ کر عورتیں اور بچیاں نئے کپڑے جوتے پہنیں اور میک اپ کا استعمال کریں۔ (ا۔ع۔م)

❶ غور کیجیے جب نماز عید جیسی اہم تاکیدی عبادت کے لیے عورت کے باہر نکلنے کی شرائط اتنی کڑی ہیں تو پھر عام حالات میں جب وہ کسی ضرورت کے لیے باہر نکلتی ہے تو ان تمام شرائط کا خیال رکھنا اور بھی زیادہ لازم ہو جاتا ہے۔

رہی شوقیہ گھر سے نکلنے یا صرف سیر و تفریح کے شوق میں گھر سے نکلنے کی بات تو اس کی گنجائش مشکل ہی نظر آتی ہے۔

فصل ششم

جنازے سے متعلق عورتوں کے مخصوص مسائل

اللہ تعالیٰ نے ہر ذی روح پر موت لکھ دی ہے صرف اسی کی ایک ایسی ذات ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" (الرحمٰن: ۲۷)

"صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت و عزت والی ہے، باقی رہ جائے گی۔"

انسانی جنازوں کے لیے کچھ مخصوص احکامات ہوتے ہیں جن کا نفاذ زندہ لوگوں پر ضروری ہوتا ہے اس ضمن میں خواتین کے مخصوص احکام و مسائل کا ذکر ہم ذیل میں کر رہے ہیں۔

① فوت شدہ عورتوں کو عورتیں ہی غسل (جنازہ) دیں گی، خواتین کو غسل (جنازہ) دینا شوہر کے علاوہ دیگر مردوں کے لیے جائز نہیں ہے۔ صرف شوہر اپنی بیوی کو غسل (جنازہ) دے سکتا ہے۔ اسی طرح مرد جنازہ کو مرد ہی غسل (جنازہ) دیں گے۔ عورتیں اسے غسل نہیں دے سکتی ہیں البتہ بیوی اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل دیا تھا۔

② عورت کو پانچ سفید کپڑوں میں کفن دینا مستحب ہے

(۱) ازار جس کو بطور تہ بند استعمال کیا جائے گا۔

(۲) خمار (اوڑھنی) جس کو اس کے سر پر باندھا جائے گا۔

(۳) قمیص جو اسے پہنائی جائے گی۔

(۴،۵) دو لفافے، جن میں وہ مذکورہ کپڑوں کے اوپر سے لپیٹی جائے گی۔ دلیل حضرت لیلیٰ ثقفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جس میں وہ فرماتی ہیں:

"كُنْتُ فِيمَنْ غَسَلَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عِنْدَ وَفَاتِهَا، وَكَانَ أَوَّلُ مَا أَعْطَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْحَقْوَةَ، ثُمَّ الدِّرْعَ، ثُمَّ

الْخِمَارَ، ثُمَّ الْمَلْحَفَةَ، ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الثَّوْبِ الْآخَرِ.❶

حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ (رضی اللہ عنہا) کو ان کی وفات کے وقت غسل دینے والیوں میں میں بھی تھی۔ سب سے پہلی چیز جسے آپ ﷺ نے ہمیں دیا تھا وہ ازار (تہ بند) تھا' اس کے بعد قمیص دی' پھر خمار (اوڑھنی) پھر چادر دی' اس کے بعد انہیں دوسرے کپڑے میں لپیٹا گیا۔

حدیث میں وارد لفظ ''الحقاء'' کے معنی ازار (تہ بند) کے ہیں' امام شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار (۴/۴۲) میں لکھتے ہیں: ''مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے کفن میں ازار (تہ بند) قمیص' خمار (اوڑھنی) چادر اور لفافہ مشروع ہے''❷

③ فوت شدہ عورت کے بالوں کا حکم:

اس کے بالوں کی تین چوٹیاں بنائی جائیں گی اور انہیں پیچھے ڈال دیا جائے گا' دلیل حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ہے جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی لڑکی کو غسل دینے کی صفت بیان کی ہے' فرماتی ہیں:

''فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ وَأَلْقَيْنَاهُ خَلْفَهَا'' متفق علیه.❸

''ہم نے ان کے بالوں کی تین چوٹیاں بنا کر انہیں پیچھے ڈال دیا تھا''

④ جنازے کے ساتھ خواتین کے چلنے کا حکم:

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا'' متفق علیه.❹

''ہمیں جنازہ کے ساتھ چلنے سے روکا گیا ہے لیکن ہمارے اوپر بہت زور نہیں دیا گیا ہے۔''

---

❶. کتاب الجنائز
ابوداود: باب فی کفن المراۃ. رقم ، ۳۱۵۷ کتاب الجنائز.

❷ علامہ البانی کی تحقیق کے مطابق عورت کا کفن بھی مرد کے کفن کی طرح تین کپڑوں میں دینا مسنون ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے الاحکام الجنائز، الالبانی

❸ بخاری: باب یلقی شعر المرأۃ خلفها کتاب الجنائز، رقم ۱۲۶۳
مسلم: کتاب الجنائز باب غسل المیت. رقم ۹۳۹

❹. بخاری: کتاب الجنائز باب اتباع النساء الجنائز. رقم ۱۲۷۸
مسلم: کتاب الجنائز باب نهی النساء عن اتباع الجنائز رقم ۹۳۸

بظاہر اس نہی (ممانعت) سے تحریم کا پتہ چلتا ہے' حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے قول "لم یعزم علینا" کی تفسیر و تشریح میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مجموع الفتاوی (۲۴/۳۵۵) میں فرماتے ہیں: "ہوسکتا ہے اس سے آپ کا مقصد یہ ہو کہ نہی (ممانعت) میں زور نہیں دیا گیا ہے مگر اس سے تحریم کی نفی نہیں ہوتی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اپنے تئیں گمان کیا ہو کہ یہ نہی تحریم کے لئے نہیں ہے' حجت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قولِ مبارک میں ہے نہ کہ کسی دوسرے کے ظن و تخمین میں۔"

⑤ خواتین کے لئے قبروں کی زیارت حرام ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: "إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْر" احمد' ابن ماجہ' ترمذی نیز ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ❶

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی (بکثرت) زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ بالکل واضح بات ہے کہ اگر خواتین کے لئے اس کے دروازے کو کھول دیا گیا تو ان کے اندر پائی جانے والی کمزوری کثرتِ جزع و فزع اور قلتِ صبر کی وجہ سے ان کا معاملہ چیخ و پکار' آہ و زاری اور نوحہ و گریہ وزاری پر جا کر ختم ہوگا' مزید برآں یہ عمل ان کی گریہ وزاری کی وجہ سے مردہ کی اذیت و تکلیف کا بھی باعث بنے گا کیونکہ اس میں عورتوں کی آواز اور ان کی شکل و صورت کی وجہ سے زندوں کے لئے فتنہ کا سامان بھی ہے جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں وارد ہے: "فَإِنَّكُنَّ تُفْتِنُ الْحَيَّ وَتُؤْذِيْنَ الْمَيِّتَ"

"تم زندوں کو فتنوں میں اور مردوں کو اذیت میں مبتلا کرنے والی ہو"

جب قبروں کی زیارت خواتین کے لئے خود ان کے حق میں اور دوسرے مرد حضرات کے حق میں بہت سے محرمات کا سبب اور پیش خیمہ بنتی ہے اور یہاں حکمت و مصلحت کی کوئی تحدید و تعیین

---

❶ احمد:

ابن ماجه ابواب ماجاء فی الجنائز' باب فی اتباع النساء الجنائز. رقم ۱۵۷۶

ترمذی: ابواب الجنائز' باب ماجاء فی کراهیة زیارة القبور للنساء رقم ۱۰۵۶ وقال هذا حدیث حسن صحیح

نہیں کی گئی ہے لہٰذا اس سلسلے میں کسی ایسی مقدار کی حد بندی ممکن نہیں ہے جو ان محرمات تک نہ لے جانیوالی ہیں' یا اسی طرح ایک نوع (کی زیارت) کا دوسرے نوع (کی زیارت) سے الگ وممتاز کرنا بھی ممکن نہیں ہے اور شریعت کا ایک مسلمہ اصول ہے کہ جب کسی حکم کے اندر حکمت مخفی ہو یا غیر منتشر ہو تو حکم کو حکمت کے اندیشے پر معلق کر کے اس باب کو ہی سدِ ذریعہ کے طور پر حرام قرار دے دیا جائے گا' جس طرح فتنوں کے پیش نظر غیر ظاہری زیب وزینت کی طرف نظر کرنا' اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں اکٹھا ہونا' اسی نوعیت کی دیگر نگاہیں حرام وممنوع ہیں' خواتین کی قبروں کی زیارت میں سوائے میت کے حق میں دعا کے اور کوئی مصلحت نہیں پائی جاتی ہے' جو گھر میں رہ کر بھی ممکن ہے'' (مجموع الفتاویٰ ۲۴/۳۴۵)

⑥ نوحہ اور گریہ وزاری کی حرمت:

میت کو یاد کر کے بآواز بلند اس پر رونا' بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کپڑے پھاڑنا' رخساروں پر تھپڑ مارنا' بال نوچنا' چہرہ سیاہ کرنا یا نوچنا' ہلاکت و بربادی کی دعائیں کرنا' اسی طرح کے دیگر تمام اعمال جن سے قضاء وقدر پر عدم اعتماد اور بے صبری ظاہر ہوتی ہو سب نوحہ میں داخل ہیں اور یہ سارے اعمال حرام اور گناہ کبیرہ ہیں' دلیل صحیحین کی وہ حدیث ہے جس میں رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ'' ❶

''وہ ہم سے نہیں ہے جو رخساروں کو تھپڑ مارے' گریبان چاک کرے اور جاہلیت کی پکار پکارے۔''

صحیحین ہی میں یہ حدیث بھی ہے جس میں رسول اکرم ﷺ نے صالقہ' حالقہ اور شاقہ سے اپنی برات ظاہر کی ہے۔

---

❶ کتاب الجنائز' باب لیس منامن شق الجیوب، رقم ۱۲۹۴ بخاری مع الفتح۔

مسلم: کتاب الایمان باب تحریم ضرب الخدود، رقم ۱۰۳

صالقہ: مصیبت کے وقت چیخ وپکار کرنے والی عورت کو کہتے ہیں۔

حالقہ: مصیبت کے وقت سر منڈانے والی عورت کو کہتے ہیں۔

شاقہ: مصیبت کے وقت کپڑوں کو پھاڑنے والی عورت کو کہتے ہیں۔ ❶

ابوداؤد کی ایک دوسری حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورت پر لعنت بھیجی ہے' اس کے الفاظ یہ ہیں: "أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ" ❷

لفظ (مستمعة) سے مراد وہ عورت ہے جو بالقصد نوحہ سننے جائے اور اس کو نوحہ پسند ہو۔

مسلم خواتین کو مصیبت کے وقت ان حرام کاموں سے بچنا بہت ضروری ہے' مصیبت کے وقت صبر سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی توقع رکھنا چاہیے۔ مصیبت کے وقت یہی طرزِ عمل ان کے گناہوں کے لئے کفارہ اور نیکیوں میں زیادتی کا سبب بن سکتا ہے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ o الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ o (البقرة: ۱۵۵-۱۵۷)

"اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے' دشمن کے ڈر سے' بھوک پیاس سے' مال وجان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے' جنہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں' ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔"

ہاں! موت کے وقت اس طرح رونا کہ اس میں گریہ وزاری نوحہ اور دیگر ایسے حرام اور ناجائز کام نہ پائے جائیں جن میں قضاء وقدر سے ناراضگی اور عدم رضا ظاہر ہو' جائز ہے کیونکہ رونے سے میت پر شفقت اور رقتِ قلب کا پتہ چلتا ہے اور اس نوعیت کی بکاء پر قابو پانا بھی ناممکن ہے' اسی وجہ سے اس کو مباح بلکہ بعض حالات میں مستحب قرار دیا گیا ہے' واللہ المستعان۔

---

❶ بخاري: كتاب الجنائز' باب ينهى عن الحلق عند المصيبة، رقم ۱۲۹۶
مسلم: كتاب الايمان باب تحريم ضرب الخدود.

❷ ابوداؤد، كتاب الجنائز، باب النوح، رقم ۳۱۲۸

فصل ہفتم

روزے سے متعلق خواتین کے مخصوص مسائل

ماہ رمضان کے روزے ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں' روزہ کو اسلام میں ایک بنیادی ستون کی حیثیت حاصل ہے' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

" يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○" (البقرة: ۱۸۳)

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔"

آیت میں (کتب) کے معنی ہیں فرض کیا گیا' جب لڑکی سن تکلیف (بلوغت کی عمر) کو پہنچ جائے' جائے بایں طور کہ علاماتِ بلوغت میں سے کوئی ایک علامت ظاہر ہو جائے' انہی میں سے حیض کا آنا بھی ایک علامت ہے' تو ایسی لڑکی کے حق میں روزہ واجب ہو جاتا ہے' بعض بچیوں کو نو سال کی عمر میں ہی حیض شروع ہو جاتا ہے لیکن اسے معلوم نہیں ہوتا کہ حیض شروع ہو جانے کے بعد روزہ اس پر واجب ہو جاتا ہے' چنانچہ وہ اپنے آپ کو کم عمر سمجھ کر روزہ نہیں رکھتی اور نہ ہی اس کے اہلِ خاندان اسے روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں حالانکہ یہ عمل اسلام کے ایک اہم اور عظیم رکن کو ترک کر کے زبردست تساہلی اور سستی اختیار کرنے کے مترادف ہے اگر کسی عورت سے اس قسم کی کوتاہی کا بچپن میں صدور ہوا ہو تو اس پر ان تمام روزوں کی قضاء ضروری ہے جنہیں اس نے ابتداءِ حیض میں ترک کیا تھا' خواہ اس پر ایک لمبی مدت گزر گئی ہو کیونکہ یہ تمام روزے اس کے ذمہ باقی ہیں۔ [1]

---

[1] اگر فرض روزوں کی قضا آئندہ رمضان تک پوری نہ کی جا سکے تو ہر روزے کی قضا دینے کے ساتھ ساتھ ہر روزے کے لئے نصف صاع غلہ بھی کسی مسکین کو [illegible] (مغنی)

کن لوگوں پر روزہ رکھنا واجب ہے؟

ماہ رمضان کے شروع ہو جانے پر ہر بالغ مسلمان مرد اور عورت پر جو حالت صحت میں ہو اور مقیم ہو (یعنی حالت سفر میں نہ ہو) رمضان کے روزے فرض ہو جاتے ہیں اگر کوئی مرد یا عورت اس مہینہ میں بیمار ہو یا مسافر ہو تو وہ افطار کر سکتا ہے یعنی اس کو روزہ نہ رکھنے کی چھوٹ حاصل ہے البتہ (شفایابی یا سفر کی حالت ختم ہونے کے بعد) رمضان کے علاوہ دوسرے ایام میں چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء کرے گا' ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (البقرة: ۱۸۵)

''تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے وہ روزہ رکھے' ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے۔''

اسی طرح ایسا عمر دراز مرد یا ایسی عمر دراز خاتون جس کو روزہ کی استطاعت نہ ہو' یا ایسا دائمی مریض جس کے مرض کے زائل ہونے اور اس کی شفایابی کی توقع نہ ہو خواہ مرد ہو یا عورت وہ بھی افطار کر سکتے ہیں (یعنی روزہ چھوڑ سکتے ہیں) ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو ملک کی عام غذا سے نصف صاع دینا ضروری ہوگا۔ دلیل فرمان الٰہی ہے:

"وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ" (البقرة: ۱۸۴)

''اور جو لوگ اس کی بمشقت طاقت رکھنے والے ہیں وہ فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ آیت ایسے عمر دراز بوڑھے شخص کے بارے میں ہے جس کی شفایابی کی امید نہیں ہوتی۔ (بخاری، بحوالہ تفسیر ابن کثیر، ص ۲۸۱)

اور ایسا مریض جس کی بیماری سے شفایابی کی توقع نہ ہو وہ بھی عمر دراز بوڑھے شخص کے حکم میں ہوگا' عدم استطاعت کی وجہ سے ان دونوں پر روزہ کی قضاء نہیں ہے' آیت میں (یطیقونہ) کے معنی ہیں: نہایت مشقت کے ساتھ برداشت کرنا۔

خواتین کو مخصوص طور پر چند اعذار کی وجہ سے ماہ رمضان میں افطار کی اجازت ہے لیکن عذ

کی وجہ سے ترک کیے ہوئے روزوں کی قضاء لازم ہے' وہ اعذار جن کی وجہ سے خواتین روزہ ترک کرسکتی ہیں مندرجہ ذیل ہیں:

① حیض ونفاس:

ان دونوں حالتوں میں عورتوں کے لئے روزہ رکھنا حرام ہے لیکن دیگر ایام میں چھوڑے ہوئے روزوں کی قضاء ان پر واجب ہے دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ہے جو صحیحین میں مروی ہے جس میں آپ فرماتی ہیں:

"كُنَّا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ" ❶

''ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم دیا جاتا تھا' نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔''

آپؓ نے یہ بات ایک عورت کے اس استفسار پر فرمائی تھی کہ کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزے کی قضاء کرے گی اور نماز کی قضاء نہیں کرے گی' تو آپ نے مذکورہ جواب کے ذریعہ یہ وضاحت فرمادی کہ یہ امر توقیفی ہے جس میں عقل وقیاس کا دخل نہیں ہے' اس میں شریعت کے حکم کی اتباع کی جائے گی۔

حالت حیض میں روزے کی ممانعت کا راز:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموع الفتاویٰ (۲۵۱/۱۵) میں لکھتے ہیں: ''حیض کی وجہ سے آنے والے خون میں خون کا نکلنا پایا جاتا ہے جبکہ حائضہ کے لئے ممکن ہے کہ حیض کے ان اوقات کے علاوہ دیگر اوقات میں روزہ رکھے جن میں خون کا نکلنا نہیں پایا جاتا ہے' لہٰذا ایسی صورت میں اس کا روزہ رکھنا معتدل ہوگا کیونکہ اس میں جسم کو تقویت پہنچانے والے بلکہ جسم کے اصل مادہ کا نکلنا نہیں پایا جاتا ہے' حالت حیض میں روزہ رکھنے سے وجوبی طور پر لازم آئے گا کہ جسم کا اصل مادہ بھی خارج ہو جو اس کے جسم کی کمی اور خود اس کے ضعف کا سبب بنتا ہے اور ساتھ ہی روزے کا حدِ اعتدال سے بھی خروج لازم آئے گا۔ خواتین کو اسی بناپر اوقاتِ حیض کے علاوہ دیگر اوقات میں

❶ صحیح بخاری، کتاب الحیض باب لاتقضی الحائض الصلوة، رقم ۳۲۱
مسلم باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض دون الصلوة. کتاب الحدیث رقم ۳۵۱

روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

② حمل ورضاعت:

حالتِ حمل اور حالتِ رضاعت (یعنی دودھ پلانے کی حالت) میں روزہ رکھنے سے خود عورت کو یا بچہ کو یا ایک ساتھ دونوں کو نقصان اور ضرر لاحق ہو سکتا ہے لہٰذا عورت ان دونوں حالتوں میں افطار کر سکتی ہے (یعنی روزہ چھوڑ سکتی ہے) اگر ضرر (نقصان) جس کے پیش نظر اس نے روزہ ترک کیا ہے محض بچے کو لاحق تھا تو چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء کرے گی اور ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے گی اور اگر ضرر عورت کو بھی لاحق تھا تو اس پر صرف قضاء ضروری ہے کیونکہ آیت: ''وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ'' (البقرة: ۱۸۴)

''اور جو لوگ اس کی بمشقت طاقت رکھنے والے ہیں وہ فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں'' کے عموم میں حاملہ اور مرضعہ (دودھ پلانے والی عورت) بھی داخل ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر (۱/۳۷۹) میں فرماتے ہیں: ''مذکورہ آیت کے مفہوم میں حاملہ اور مرضعہ بھی شامل مانی جائیں گی بشرطیکہ انہیں اپنے اور اپنے بچوں پر خوف لاحق ہو'' (تفسیر ابن کثیر، ص۲۸۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اگر حاملہ اپنے جنین (پیٹ کے بچہ) پر خوف محسوس کرتی ہو تو افطار کرے گی اور ہر دن کے بدلے ایک دن روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ ایک مسکین کو ایک رطل ❶ روٹی کھلائے گی'' مجموع الفتاوی (۲۵/۳۱۸)

تنبیہ:

① مستحاضہ (استحاضہ والی عورت) جس کو ایسا خون آ رہا ہو جسے حیض کا خون نہیں کہا جا سکتا جیسا کہ سابقہ سطور میں بیان کیا جا چکا ہے اس پر روزہ فرض ہے اس کے لئے افطار (روزہ کا ترک کرنا) جائز نہیں ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ حائضہ عورت کے افطار کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''برخلاف مستحاضہ کے اس لئے کہ استحاضہ کا خون تمام اوقات میں آتا ہے اس کا کوئی مخصوص

---

❶ رطل ۴۰۸ گرام کے مساوی ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو الایضاح والتبیان فی معرفة المکیال والمیزان (ص ۵۶)۔

ومتعین وقت نہیں ہے کہ اس کے علاوہ دیگر اوقات میں روزہ رکھنے کا اسے حکم دیا جائے' اس سے بچنا بھی ناممکنات میں سے ہے جس طرح از خود قے آ جانا' زخم اور پھوڑوں کی وجہ سے خون کا نکلنا اور احتلام وغیرہ ہیں' ان کا کوئی مخصوص وقت نہیں ہوتا کہ ان سے احتراز کیا جائے لہذا یہ تمام امور روزہ کے منافی نہیں قرار دیئے جائیں گے جس طرح حیض کے خون کو قرار دیا گیا ہے''۔

(مجموع الفتاویٰ ۲۵/۲۵۱)

② حائضہ حاملہ اور مرضعہ کو چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء دوسرے رمضان کے آنے تک واجبی طور پر کر لینی چاہیے' قضاء میں جتنی جلد بازی سے کام لیا جائے اتنا ہی زیادہ بہتر ہے اگر اگلے رمضان شروع ہونے میں اتنے ہی دن باقی رہ گئے ہوں جتنے دن اس نے روزہ ترک کیا ہے تو پچھلے رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء واجب ہو جاتی ہے' اسے لازمی طور پر چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء کر لینی چاہیے تاکہ ایسا نہ ہو کہ دوسرا رمضان شروع ہو جائے اور اس پر پچھلے رمضان کے روزوں کی قضاء باقی ہو اور اگر ایسا ہو گیا کہ پچھلے رمضان کے روزوں کی قضاء کے بغیر دوسرا رمضان شروع ہو گیا اور تاخیر کا کوئی عذر معقول نہ ہو تو چھوٹے روزوں کی قضاء کے ساتھ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا بھی کھلانا ہوگا اور اگر کسی عذر کی وجہ سے تاخیر ہوئی ہو تو صرف روزوں کی قضاء کی جائے گی اسی طرح ان تمام لوگوں کا مذکورہ تفصیل کے مطابق ہی معاملہ ہوگا جن پر بیماری یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء ہے کیونکہ وہ بھی انہیں عورتوں کے حکم میں ہوں گے جنہوں نے حیض کی وجہ سے روزہ ترک کیا تھا۔

③ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی عورت کے لئے نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں ہے' دلیل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین کی روایت کردہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ" ❶

''کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ روزہ رکھے اور اس کا شوہر موجود ہو مگر اس کی اجازت سے۔''

---

❶ بخاری: كتاب النكاح باب لا تاذن المراة فی بيت زوجها لا حد الاباذنه، رقم ۵۱۹۵ مسلم: باب اجر الخازن الامين والمرأة اذا تصدقت من بيت زوجها غير مفسدة باذنه رقم ۱۰۲۶ ابوداود اللفظ للبخاری وزاد ابوداود غير رمضان. (بلوغ المرام: ۱۰۱)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بعض روایات میں (اِلَّا رمضان) کا اضافہ ہے یعنی رمضان کے روزوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے' ان کے لئے خاوند کی اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں اگر شوہر نے نفلی روزوں کی اجازت دے دی ہو یا وہ موجود نہ ہو یا کسی کا شوہر ہی نہ ہو تو ایسی عورت کے لئے نفلی روزہ رکھنا مستحب ہے۔ خصوصاً جن ایام میں روزہ رکھنے کی فضیلت وارد ہے' مثال کے طور پر دوشنبہ و جمعرات کے دن' ہر ماہ میں تین دن (ایام بیض) شش عیدی روزے' ذی الحجہ کے دس دن' عرفہ کا دن' عاشوراء کا دن ایک دن ماقبل یا ایک دن مابعد کے ساتھ' ان تمام ایام میں روزے کی بڑی فضیلت ہے البتہ رمضان کے روزوں کی قضاء اگر اس پر ہے تو پہلے روزوں کی قضاء کرے گی' قضاء کے بغیر نفلی روزے رکھنا مناسب نہیں ہے' واللہ اعلم۔

④ حائضہ اگر رمضان میں دن کے وقت حیض سے پاک ہوئی ہے تو اسے دن کے بقیہ حصہ کو کچھ کھائے پیئے بغیر گزارنا چاہیے اور حیض کی وجہ سے چھوٹے ہوئے روزوں کے ساتھ اس دن کی بھی قضا کرے گی جس دن اس نے طہارت حاصل کی تھی۔ اس دن کے بقیہ حصہ کو کچھ کھائے پیئے بغیر گزارنا رمضان کے ادب و احترام میں واجب ہے۔

فصل ہشتم

حج وعمرہ سے متعلق خواتین کے مخصوص مسائل

خانہ کعبہ کا سالانہ حج امتِ اسلامیہ پر فرضِ کفایہ ہے اور ہر اس مسلم فرد پر جس کے اندر حج کے شرائط متوفر ہوں زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے' ایک سے زائد بار حج نفل شمار ہوگا' حج اسلام کا ایک رکن ہے نیز مسلم خواتین کے حق میں جہاد کا درجہ رکھتا ہے' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جس میں انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا:

"يَارَسُولَ اللّٰهِ! ﷺ هَلْ عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ؟ قَالَ: نَعَمْ عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيهِ' الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ" ❶

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ان پر ایک ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں ہے وہ حج وعمرہ ہے۔"

(امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند سے اس حدیث کو روایت کیا ہے)

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

"يَارَسُولَ اللّٰهِ! نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ' أَفَلَا نُجَاهِدُ؟ قَالَ: لٰكِنَّ أَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ" ❷

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم جہاد کو سب سے افضل عمل سمجھتے ہیں' کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: لیکن تمہارے لئے سب سے افضل جہاد حج مقبول ہے۔"

---

❶ ابن ماجہ' کتاب الحج ،باب الحج جهاد النساء: رقم ۲۹۰۱.

❷ بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم ۱۵۲۰

حج سے متعلق خواتین کے چند مخصوص مسائل حسبِ ذیل ہیں:

حج کی فرضیت کے لئے مرد وزن کے حق میں چند عام شرائط ہیں جو یہ ہیں: اسلام، عقل، حریت (آزادی) بلوغت اور مالی استطاعت۔

① محرم خواتین کے حق میں ایک مخصوص شرط ایسے محرم کا وجود بھی ہے جو اس کے ساتھ سفر حج کے لئے نکل سکے، محرم خود اس کا خاوند ہوگا یا ایسا شخص ہوگا جس پر عورت ہمیشہ کے لئے بسبب نسب حرام ہوگی جیسے اس کے والد، یا بھائی، یا بیٹا یا کسی مباح سبب کی وجہ سے حرام ہوگی جیسے رضاعی بھائی، یا اس کی والدہ کا شوہر یا اس کے شوہر کا لڑکا دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث ہے جس میں ہے کہ آپ نے رسول اکرم ﷺ کو خطبہ میں فرماتے ہوئے سنا:

لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَإِلَّا مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ امْرَأَتِيْ خَرَجَتْ حَاجَّةً ،وَإِنِّيْ اكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَانْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ. ❶

''کوئی (اجنبی) مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت (تنہائی) میں نہ ہو مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم بھی ہو اور عورت بغیر محرم کے سفر پر نہ نکلے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میری بیوی حج میں نکلی ہے اور میں نے فلاں فلاں غزوہ (جنگ) میں اپنا نام لکھوایا ہے؟ آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔''

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی وہ حدیث بھی ہے جس میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَةً إِلَّا مَعَهَاذُوْ مَحْرَمٍ'' متفق علیه ❷

''عورت تین (دن) کا سفر نہ کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔''

---

❶ بخاری: کتاب جزاء الصید باب حج النساء۔رقم ۱۸۶۲
مسلم: کتاب الحج باب سفر المراۃ مع محرم الی حج وغیرہ۔ رقم ۱۳۴۱

❷ بخاری: باب حج النساء رقم ۱۸۶۴
مسلم کتاب الحج باب سفر المراۃ مع محرم الی حج وغیرہ۔ رقم ۱۳۳۹

اس سلسلے میں بکثرت احادیث وارد ہوئی ہیں جن سے عورت کے بغیر محرم حج یا غیر حج میں نکلنے کی سخت ممانعت کا پتہ چلتا ہے کیونکہ عورت ایک کمزور مخلوق ہے' سفر میں ایسی مختلف پریشانیاں اور عوارض پیش آ سکتے ہیں جن کا مقابلہ صرف مرد ہی کر سکتے ہیں' نیز عورت بدقماش اور اوباش قسم کے لوگوں کی بدنیتی اور حرص وطمع کا نشانہ بن سکتی ہے لہٰذا ایسے محرم کا ساتھ ہونا جو اس کو تحفظ فراہم کر سکے اور پریشانیوں سے اسے نجات دلا سکے اشد ضروری ہے۔عورت کے ساتھ حج کے لئے نکلنے والے محرم میں عقل' بلوغت اور اسلام کی شرط ضروری ہے کیونکہ کافر قابلِ اعتماد نہیں ہو سکتا اگر عورت محرم کی جانب سے ناامید ہو جائے تو لازمی طور پر کسی سے حجِ بدل کرائے گی۔

② نفلی حج کے لئے عورت کو اپنے خاوند سے اجازت لینی ضروری ہے کیونکہ حج میں نکلنے کی وجہ سے اس کے اوپر شوہر کے جو حقوق عائد ہیں وہ ضائع ہو جائیں گے۔

المغنی (۳/ ۲۴۰) میں علامہ ابنِ قدامہ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ''نفلی حج سے خاوند اپنی بیوی کو منع کر سکتا ہے' علامہ ابن المنذر نے اس پر اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو نفلی حج کے لئے نکلنے سے روک سکتا ہے کیونکہ شوہر کا حق بیوی پر واجب ہے لہٰذا کسی غیر واجب عمل کے ذریعہ اس واجب عمل کو ضائع نہیں کر سکتی' جس طرح آقا کا معاملہ اس کے اپنے غلام کے ساتھ ہے''

③ عورت مرد کی جانب سے حج یا عمرہ میں نیابت کر سکتی ہے:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموع الفتاویٰ (۲۶/ ۱۳) میں لکھتے ہیں: ''باتفاق علماء ایک عورت دوسری عورت کا حج بدل کر سکتی ہے' خواہ لڑکی ہو یا کوئی دوسری عورت' اسی طرح ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک عورت مرد کا حج بدل کر سکتی ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خثعمی عورت کو اپنے والد کی جانب سے حج کرنے کا حکم دیا تھا جس وقت اس نے یہ کہا تھا۔

''يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ عَلٰى عِبَادِهٖ أَدْرَكَتْ أَبِيْ

وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَحُجَّ عَنْ أَبِيهَا"❶

''یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کے فریضہ حج نے میرے والد کو پا لیا ہے (یعنی حج میرے والد پر فرض ہوگیا ہے) لیکن وہ بہت بوڑھے ہیں' تو رسول اکرم ﷺ نے اس عورت کو اپنے والد کی جانب سے حج کرنے کی ہدایت کی تھی۔''

یہ الگ بات ہے کہ مرد کا احرام عورت کے احرام کی بہ نسبت زیادہ مکمل ہوتا ہے۔

④ اگر سفر حج کے دوران عورت حیض یا نفاس میں مبتلا ہو جائے تو وہ اپنا سفر حج جاری رکھے گی اگر عین احرام کے وقت حیض یا نفاس میں مبتلا ہوئی ہے تو وہ دیگر پاک وصاف عورتوں کی طرح احرام باندھے گی کیونکہ احرام باندھنے کے لئے طہارت شرط نہیں ہے' علامہ ابن قدامہ المغنی (۳/۲۹۳-۲۹۴) میں لکھتے ہیں: ''حاصلِ کلام یہ کہ خواتین کے لئے احرام کے وقت مردوں کی طرح غسل مشروع ہے کیونکہ یہ ایک نسک (عملِ حج) ہے اور حیض ونفاس والی عورتوں کے حق میں یہ غسل زیادہ اہم ہو جاتا ہے کیونکہ ان دونوں کے متعلق حدیث وارد ہے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''حتى اتينا ذا الحليفة فولدت اسماء بنت عميس محمد بن ابى بكر فارسلت الى رسول الله ﷺ كيف اصنع؟ قال: اغتسلى واستثفرى بثوب واحرمى'' ❷

''یہاں تک کہ ہم ذوالحلیفہ پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے یہاں محمد بن ابی بکر کی ولادت ہوئی انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ اب میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: غسل کرکے لنگوٹ کس لو اور احرام باندھ لو''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

---

❶ بخاری: کتاب الحج' باب وجوب الحج وفضله. رقم ۱۵۱۳.
مسلم كتاب الحج باب الحج عن العاجز لزمانة ...... رقم ۱۳۳۵

❷ مسلم: کتاب الحج' باب حجة النبی ﷺ ،رقم ۱۲۱۸، بخاری

"اَلنُّفَسَاءُ وَالْحَائِضُ إِذَا أَتَا عَلَى الْوَقْتِ تُحْرِمَانِ وَيَقْضِيَانِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ" ابو داؤد ❶

"حیض ونفاس والی خواتین بھی میقات پر پہنچ کر احرام باندھ لیں گی اور تمام اعمالِ حج بجالائیں گی سوائے خانہ کعبہ کے طواف کے۔"

اسی طرح رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جبکہ وہ حالت حیض میں تھیں حج کا احرام باندھنے کے لئے غسل کا حکم دیا تھا۔

احرام کے وقت حیض ونفاس والی خواتین کے غسل کا مقصد نظافت حاصل کرنا اور ناپسندیدہ بو کا ختم کرنا ہے تاکہ بھیڑ کے وقت لوگ اس سے اذیت نہ محسوس کریں' اسی طرح نجاست میں تخفیف مقصود ہے۔

اگر حالتِ احرام میں عورت کو نفاس یا حیض آجائے تو اس سے احرام پر کوئی اثر نہیں پڑے گا چنانچہ وہ حالت احرام ہی میں باقی رہے گی' تمام ممنوعات احرام سے اجتناب کرے گی البتہ بیت اللہ کا طواف حیض ونفاس سے پاک ہوئے بغیر اور غسل (طہارت) کئے بغیر نہیں کر سکتی اگر عرفہ کے دن بھی وہ نہیں پاک ہو سکی اور اس نے حجِ تمتع کا احرام باندھ رکھا تھا تو وہ حج کو عمرہ میں داخل کر کے حج کا احرام باندھ لے گی' اس طرح وہ قارنہ (یعنی حج قران کرنے والی) ہو جائے گی' اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ کا احرام باندھ رکھا تھا جب ان کو حیض آگیا اور رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں آپ نے ان سے دریافت فرمایا:

"مَا يُبْكِيكِ؟ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: هٰذَا شَيْءٌ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ اِفْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ" ❷

"کیوں رو رہی ہو؟ شاید تمہیں حیض آگیا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

---

❶ ابوداؤد کتاب المناسک، باب الحائض تهل بالحج رقم الحديث ١٧٤٤

❷ كتاب الحيض' باب تقضى الحائض المناسك كلها الا الطواف بالبيت. رقم ١٦٥٠، بخاري مع الفتح...... مسلم: كتاب الحج' باب ماجاء فى وجوه الاحرام. رقم ١٢١١.

جی ہاں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ ایک ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے بناتِ آدم (خواتین) پر لکھ دی ہے' حج کے تمام ارکان ادا کرو سوائے طواف کعبہ کے۔"

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ روایت ہے: اس کے بعد رسول اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آپ بیٹھی رو رہی ہیں' دریافت فرمایا: کیا بات ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: مجھے حیض آ گیا ہے' لوگ (عمرہ سے) حلال ہو گئے اور میں نہیں ہوئی اور نہ خانہ کعبہ کا طواف کیا جبکہ طواف کرنے کے بعد اب لوگ حج کے لئے نکل رہے ہیں' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ' فَاغْتَسِلِيْ ثُمَّ أَهِلِّيْ فَفَعَلَتْ وَوَقَفَتِ الْمَوَاقِفَ كُلَّهَا حَتّٰى إِذَا طَهُرَتْ طَافَتْ بِالْكَعْبَةِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ،ثُمَّ قَالَ: قَدْ حَلَلْتِ مِنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ جَمِيْعًا. ❶

"یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بناتِ آدم (خواتین کے) حق میں مقدر کر دیا ہے' لہٰذا غسل کر کے تلبیہ پکارنا شروع کر دو' انہوں نے ایسا ہی کیا' تمام مواقف میں وقوف کیا' جب وہ پاک وصاف ہو گئیں تو خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا ومروہ کی سعی کی اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ان سے کہا: اب تم اپنے حج وعمرہ دونوں سے حلال ہو گئیں۔"

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ تہذیب السنن (۲/۳۰۳) میں لکھتے ہیں: "صحیح احادیث سے واضح طور پر ثابت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلے پہل عمرہ کا تلبیہ پکارا تھا (یعنی عمرہ کا احرام باندھا تھا) اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے آپ کو جس وقت آپ حائضہ ہو گئیں حج کا تلبیہ پکارنے کا حکم دیا تھا (یعنی حج کا احرام باندھنے کا حکم دیا تھا) تو اس طرح آپ قارنہ ہو گئیں۔ اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے آپ سے کہا تھا:

---

❶ کتاب الحیض' باب تقضی الحائض المناسک کلها الا الطواف بالبیت. رقم ۱۶۵۰ بخاری مع الفتح مسلم: کتاب الحج' باب ماجاء فی وجوه الاحرام.رقم ۱۲۱۱.

''يَكْفِيكِ طَوَافُكِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِحَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ''

''خانہ کعبہ کا تمہارا (ایک) طواف اور صفا و مروہ کی تمہاری (ایک) سعی تمہارے حج وعمرہ دونوں کے لئے کافی ہے۔''

5- عورت احرام کے وقت کیا کرے گی؟

عورت احرام کے وقت وہی سارے اعمال انجام دے گی جو مرد انجام دیتے ہیں یعنی غسل کرے گی اگر ضرورت ہوگی تو بال، ناخن کاٹ کر ناپسندیدہ بو کو زائل کر کے صفائی اور نظافت حاصل کرے گی تاکہ حالتِ احرام میں ان کی ضرورت نہ پیش آئے کیونکہ حالت احرام میں ان کی ممانعت ہے اگر ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے تو کوئی لازمی بات نہیں ہے اس لئے کہ یہ چیزیں احرام کی خصوصیات میں داخل نہیں ہیں۔ جسم میں کسی ایسے عطر کے لگانے میں حرج نہیں ہے جس میں پھیلنے والی تیز خوشبو نہ پائی جاتی ہو، دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جس میں وہ فرماتی ہیں:

''كُنَّا نَخْرُجُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَضْمِدُ جِبَاهَنَا بِالْمِسْكِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ، فَإِذَا عَرِقَتْ إِحْدَانَا سَالَ عَلٰى وَجْهِهَا فَيَرَاهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلَا يَنْهَانَا''[1]

''ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نکلتی تھیں، احرام کے وقت اپنی پیشانیوں پر مشک کا لیپ لگا لیا کرتی تھیں اور جب کسی کو پسینہ ہوتا تو یہ بہہ کر اس کے چہرے پر آ جاتا، نبی کریم ﷺ دیکھتے اور منع نہیں کرتے تھے۔''

علامہ شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار (۵/۱۲) میں فرماتے ہیں:

''آپ ﷺ کا سکوت اختیار کرنا جواز کی دلیل ہے اس لئے کہ آپ کسی غلط یا باطل کام پر خاموش نہیں رہ سکتے تھے''

6- اگر عورت احرام سے پہلے نقاب یا برقع پہنے ہو تو احرام کی نیت کے وقت انہیں نکال دے گی۔

---

[1] ابو داود: کتاب المناسک، باب ما يلبس المحرم. رقم ۱۸۳۰

برقعہ یا نقاب چہرے کے اس پردے کو کہتے ہیں جس میں دونوں آنکھوں کی جگہوں پر دو سوراخ بنے ہوتے ہیں جن کے ذریعہ نقاب پوش یا برقعہ پوش عورت کو دکھلائی دیتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد: "لَا تَنْتَقِبُ الْمُحْرِمَةُ" بخاری. ❶

"عورت حالت احرام میں نقاب نہیں لگائے گی۔"

اور برقع کی حیثیت نقاب سے فزوں تر ہے۔ اسی طرح عورت اگر احرام سے پہلے دستانہ پہنے ہوگی تو انہیں بھی احرام کی نیت کرتے وقت نکال دے گی۔ قفاز (دستانہ) دونوں ہاتھوں کے واسطے بنا ہوا ایک ایسا مخصوص لباس ہے جس میں ہاتھوں کو ڈال کر چھپایا جاتا ہے۔

نقاب یا برقع کے علاوہ کسی دوسری چیز سے اپنا چہرہ چھپا سکتی ہے بایں طور کہ ہاتھوں کو اپنے اضافی کپڑوں کے اندر کرلے گی کیونکہ چہرہ اور دونوں ہاتھ پردہ میں داخل ہیں جن کا حالت احرام یا غیر احرام میں مردوں سے چھپانا واجب ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"خواتین مکمل طور پر عورت (غیر محرم سے چھپانے کی چیز) ہیں' یہی وجہ ہے کہ وہ ایسے کپڑے پہنیں گی جن سے مکمل ستر پوشی ہو اور محمل سے سایہ بھی حاصل کرسکتی ہیں۔ البتہ نبی ﷺ نے نقاب اور قفاز (دستانہ) پہننے سے منع کیا ہے۔ قفاز (دستانہ) ہاتھوں کے لئے بطور غلاف (لفافہ) بنایا جاتا ہے اگر عورت حالت احرام میں اپنا چہرہ کسی ایسی چیز سے چھپاتی ہے جو چہرہ سے مس نہ کرتی ہو تو یہ متفقہ طور پر جائز ہے اور اگر چہرہ سے مس کرتی ہو تو صحیح مسلک کے مطابق یہ بھی جائز ہے اسے اس بات کا مکلّف نہیں بنایا جائے گا کہ اپنے پردہ کو چہرہ سے' لکڑی یا ہاتھ یا کسی دوسری چیز کے ذریعے دُور رکھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو یکساں حیثیت دی ہے اور دونوں کو آدمی کے بدن (دھڑ) کی حیثیت حاصل ہے نہ کہ اس کے سر کی حیثیت' ازواج مطہرات (رضوان اللہ علیھن) اپنے چہروں پر پردے ڈال لیتی تھیں اس کی پرواہ نہیں کرتی تھیں کہ وہ چہروں سے دور رہیں۔

کسی اہلِ علم نے رسول اللہ ﷺ سے بطور حدیث یہ نقل نہیں کیا ہے

(إِحْرَامُ الْمَرْأَةِ فِي وَجْهِهَا)

---

❶ الصحیح للبخاری کتاب جزاء الصید باب ما ینھی من الطیب للمحرم والمحرمة. رقم ۱۸۳۸ ... ابو داؤد کتاب المناسک باب مایلبس المحرم ...... رقم ۱۸۵۲.

یعنی عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے بلکہ یہ بعض علماء سلف کا مقولہ ہے۔

علامہ ابن القیم تہذیب السنن (۲/۳۵۰) میں لکھتے ہیں: ''حالت احرام میں سوائے نقاب کی ممانعت کے رسول اکرم ﷺ سے اس سلسلے میں ایک لفظ بھی نہیں ثابت ہے کہ عورت اپنا چہرہ کھلا رکھے گی۔''

مزید لکھتے ہیں: ''حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ حالت احرام میں وہ اپنے چہرہ کو ڈھکے رہتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''سواروں کے قافلے ہم سے گزرتے تھے اور ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں ہوتے تھے' جب وہ ہمارے بالکل سامنے آجاتے تو ہم اپنے چہروں پر اپنی چادریں ڈال لیا کرتے تھے' اور جب وہ ہم سے آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہروں کو کھول لیتے تھے'' (ابوداؤد) [1]

احرام والی عورت کو معلوم ہونا چاہیے کہ چہرہ اور ہاتھوں کو کسی ایسی چیز سے جو خاص طور پر انہی کے لئے سلے گئے ہوں جیسے نقاب' یا دستانے سے چھپانا ممنوع ہے (لیکن اسی کے ساتھ) غیر محرم لوگوں سے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کو دوپٹہ یا کپڑے کے ذریعے چھپانا واجب ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے کہ لکڑی یا پگڑی وغیرہ جیسی کوئی چیز رکھ کر پردہ کو چہرہ کی ملامست سے دور رکھا جائے۔

7- حالت احرام میں خواتین کے لئے جملہ زنانہ لباسوں کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ وہ زیب و زینت والے نہ ہوں اور مردانہ لباسوں کے مشابہ نہ ہوں اور نہ اتنے تنگ و چست ہوں کہ جسمانی اعضا کی ساخت واضح ہوتی ہو اور نہ اتنے باریک ہوں کہ ان کے نیچے سے جسم جھلکتا ہو اور نہ اتنے چھوٹے ہوں کہ ہاتھ اور پیر کھلے ہوں بلکہ طویل موٹے اور کشادہ ہونے ضروری ہیں علامہ ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اہل علم کا اس امر پر اجماع ہے کہ عورت احرام کی حالت میں قمیص' پاجامہ' اوڑھنی اور موزے استعمال کر سکتی ہے'' (المغنی ۳/۳۲۸)

---

[1] باب المحرمة تغطی وجهها، رقم ۱۸۳۳، ابوداؤد. كتاب المناسك

لباس کے سلسلے میں عورت کسی خاص قسم کے رنگ کی پابند نہیں ہے بلکہ وہ اپنے مناسب جو رنگ چاہے سرخ' ہرا' سیاہ کسی بھی رنگ کا لباس پہن سکتی ہے بلکہ کسی ایک رنگ کے پہنے ہوئے لباس کو جب چاہے دوسرے رنگ کے لباس سے تبدیل بھی کر سکتی ہے۔

8- احرام کے بعد خواتین کے لئے تلبیہ پکارنا مسنون ہے لیکن اتنی آواز سے کہ وہ خود سن سکے۔ علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: ''علماء کا اس امر پر اجماع ہے کہ عورت کے حق میں یہی مسنون ہے کہ وہ بلند آواز سے تلبیہ نہیں پکارے گی بلکہ اتنی آواز سے تلبیہ پکارے گی کہ وہ خود سن سکے فتنہ کے خوف سے بلند آواز سے اس کا تلبیہ پکارنا مکروہ ہے' اسی وجہ سے خواتین کے حق میں نہ تو اذان مشروع ہے اور نہ ہی اقامت اور نماز میں متنبہ کرنے کے لئے تسبیح (سبحان اللہ کہنے) کے بجائے تالی بجانا اس کے حق میں مسنون ہے'' المغنی (۲/۳۳۰-۳۳۱)

9- طواف کعبہ کے وقت خواتین پر مکمل ستر پوشی' آواز کا پست رکھنا' نظر نیچی رکھنا اور مردوں کی بھیڑ میں خصوصاً حجر اسود اور رکن یمانی کے قریب نہ جانا واجب ہے' مطاف کے بالکل آخری حصہ میں جہاں مردوں کا ازدہام نہ ہو ان کا طواف کرنا زیادہ بہتر اور افضل ہے بہ نسبت مطاف کے قریبی حصہ میں بیت اللہ سے قریب رہ کر طواف کرنے کے کیونکہ مردوں کے ساتھ ازدحام لگانا فتنہ کی وجہ سے حرام ہے اور بیت اللہ (خانہ کعبہ) سے قریب رہنا اور حجر اسود کا بوسہ دینا اگر بسہولت ان کا حصول ممکن ہو تو یہ زیادہ سے زیادہ سنت ہے لہٰذا ایک سنت کے حصول کی خاطر حرام کام کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس صورت حال میں ان کے لئے ان دونوں پر عمل کی سنیت بھی باقی نہیں رہ جاتی کیونکہ اس صورت حال میں ان کے لئے مسنون یہی ہے کہ جب حجر اسود کے بالمقابل ہوں گی تو اس کی طرف اشارہ کریں گی۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ المجموع (۸/۳۷) میں لکھتے ہیں: ''ہمارے اصحاب (علماء مذہب) کا قول ہے کہ خواتین کے لئے حجرِ اسود کا بوسہ یا اس کا استلام (ہاتھ سے چھو کر اس کو بوسہ دینا) غیر مستحب ہے مگر یہ کہ رات وغیرہ میں جب مطاف خالی ہو تو ایسا کر سکتی ہے کیونکہ اس میں خود ان کے لئے اور دوسرے لوگوں کے لئے ضرر اور فتنہ ہے''

علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ المغنی (۳/۳۳۱) میں لکھتے ہیں: ''خواتین کے لئے رات میں طواف

کرنا مستحب ہے کیونکہ رات کے وقت طواف میں زیادہ ستر پوشی ہوتی ہے' ازدحام بھی کم ہوتا ہے' اس وقت بیت اللہ سے قربت اور حجر اسود کا استلام بھی ان کے لئے ممکن ہو سکتا ہے''

10- علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ المغنی (۳/۳۹۴) میں لکھتے ہیں:

''خواتین کے طواف اور ان کی سعی میں معمول کے مطابق چلنا ہے' علامہ ابن المنذر فرماتے ہیں: اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ طواف کعبہ میں خواتین پر رمل نہیں ہے اور نہ ہی صفا و مروہ کے مابین سعی ہے' اسی طرح ان پر اضطباع (داہنے کندھے کو کھولنا) بھی نہیں ہے کیونکہ رمل (دلکی چال) اور اضطباع کا مقصد طاقت وقوت کا مظاہرہ ہے اور خواتین سے طاقت وقوت کا مظاہرہ مطلوب نہیں ہے بلکہ ان سے ستر پوشی مطلوب ہے' رمل و اضطباع میں اس کے برخلاف بے پردگی پائی جاتی ہے۔

11- حائضہ عورت طہارت حاصل کرنے تک کن اعمالِ حج کو ادا کرے گی؟

حائضہ تمام اعمالِ حج ادا کرے گی' احرام باندھے گی' وقوفِ عرفہ کرے گی' مزدلفہ میں رات گزارے گی' کنکری مارے گی البتہ بیت اللہ کا طواف پاک ہونے سے پہلے نہیں کرے گی' دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے' جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض آ جانے پر ان سے فرمایا تھا:

''اِفْعَلِيْ كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِی)'' [1]

''تمام اعمال حج کو انجام دو البتہ طہارت حاصل کرنے تک بیت اللہ کے طواف سے رکی رہو۔''

امام مسلم رحمہ اللہ کی ایک روایت میں ہے:

''فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَغْتَسِلِيْ'' [2]

''وہ سارے مناسک حج ادا کرو جن کو ایک حاجی ادا کرتا ہے۔ البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرنا یہاں تک کہ غسل (طہارت) سے فارغ ہو جاؤ۔''

---

1. سبق ذکرہ علی ص ۲۳
2. صحیح بخاری کتاب الحائض باب تقضی الحائض المناسک ۱۳۸۲
مسلم کتاب الحج باب بیان وجوہ الاحرام. رقم ۱۲۱۱

امام شوکانی نیل الاوطار (۵/ ۴۹) میں لکھتے ہیں: ''مذکورہ حدیث سے حائضہ کے لئے طواف سے نہی (ممانعت) واضح طور پر ثابت ہوتی ہے' یہاں تک کہ حیض کا خون بند ہو جائے اور وہ غسل (طہارت) سے فارغ ہو جائے اور نہی (ممانعت) فساد کو چاہتی ہے جس سے عمل کا بطلان مراد ہوتا ہے لہٰذا اس حائضہ کا طواف باطل ہے' یہی جمہور کا قول ہے''

صفا و مروہ کے مابین سعی بھی نہیں کرے گی کیونکہ سعی اس طواف کے بعد ہی صحیح ہو سکتی ہے جسے حج کے رکن کی حیثیت حاصل ہے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے سعی طواف کے بعد ہی کی ہے۔ امام نووی المجموع (۸/۸۲) میں لکھتے ہیں: اگر کسی نے طواف سے پہلے سعی کر لی تو ہمارے نزدیک اس کی سعی درست نہیں ہوگی یہی جمہور علماء کا قول ہے' امام ماوردی سے ہم یہ نقل کر آئے ہیں کہ انہوں نے اس بارے میں اجماع نقل کیا ہے' امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے' علامہ ابن المنذر نے امام عطاء اور بعض اہل الحدیث سے اس کی صحت نقل کی ہے (یعنی اگر طواف سے پہلے سعی کر لی تو اس کی سعی صحیح مانی جائے گی) ہمارے اصحاب (علما مذہب) نے امام عطاء اور داؤد (ظاہری) رحمۃ اللہ علیہم سے اسے نقل کیا ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے طواف کے بعد ہی سعی کی تھی اور فرمایا تھا:

''لِتَأخُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ''❶ ''مجھ سے اپنے مناسک حج حاصل کرلو۔''

رہی صحابی رسول ابن شریک رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں آپ فرماتے ہیں: ''میں حج کے لئے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نکلا تھا' لوگ آپ کے پاس آتے' بعض کہتے: یارسول اللہ ﷺ! میں نے طواف سے پہلے سعی کر لی' یا یہ کہ میں نے ایک عمل کو دوسرے عمل پر مقدم یا مؤخر کر دیا تو آپ ارشاد فرماتے:

''لَا حَرَجَ إِلَّا عَلَى رَجُلٍ اقْتَرَضَ مِنْ عِرْضِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَهُوَ ظَالِمٌ فَذَالِكَ الَّذِي هَلَكَ وَحَرِجَ''❷

''کوئی حرج نہیں ہے سوائے اس شخص کے جس نے مسلمان شخص کی عزت ظالمانہ طریقے سے برباد کی تو وہ البتہ تباہ ہو گیا' حرج میں پڑ گیا (اور گنہگار رہوا)''

تو اس حدیث کو امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے' اس کے تمام رواۃ صحیحین کے رواۃ ہیں' سوائے صحابی رسول امامہ بن شریک کے۔

---

❶ ❷ ابوداود: كتاب المناسك باب من قدم شيئا قبل شئي في حجه، رقم ۲۰۱۵.

اس حدیث کو علامہ خطابی وغیرہ نے جس معنی ومفہوم پر محمول کیا ہے اسی پر محمول کیا جائے گا اور وہ یہ ہے کہ سائل کا یہ کہنا کہ میں نے طواف سے پہلے سعی کر لی یعنی طواف قدوم کے بعد اور طواف افاضہ سے پہلے سعی کر لی۔''

استاذ محترم علامہ محمد امین شنقیطیؒ اپنی تفسیر اضواء البیان (۲۵۲/۵) میں فرماتے ہیں: ''واضح ہو کہ جمہور اہل علم کا قول ہے کہ سعی طواف کے بعد ہی صحیح ہو سکتی ہے اگر طواف سے پہلے سعی کر لی تو یہ سعی جمہور کے نزدیک صحیح نہیں ہوگی' اس کے قائلین میں ائمہ اربعہ بھی شامل ہیں' امام ماوردی وغیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے''

اس کے بعد شیخ موصوف نے امام نووی کا کلام اور صحابی رسول ابن شریکؓ کی حدیث کا جواب جس کا ابھی تذکرہ کیا گیا ہے نقل کیا ہے' پھر فرماتے ہیں: ''حدیث میں سائل کے اس قول ''قَبْلَ أَنْ أَطُوْفَ'' سے مراد طواف افاضہ ہے جس کو رکن کی حیثیت حاصل ہے اور یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ اس نے طواف قدوم جس کو رکن کی حیثیت نہیں حاصل ہے کہ بعد سعی کی تھی۔''

علامہ ابن قدامہ المغنی (۲۵۰/۵ طبع ہجر) میں رقم طراز ہیں:

''سعی طواف کے تابع ہے' لہٰذا طواف سے پہلے سعی کرنا درست نہیں ہے اگر طواف سے پہلے کسی نے سعی کر لی تو یہ سعی صحیح نہیں ہوگی' امام مالک' امام شافعی اور اصحاب رائے کا یہی قول ہے' امام عطاء (رحمہ اللہ علیہ) کے قول کے مطابق یہ سعی صحیح ہو جائے گی' امام احمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اگر بھول سے سعی پہلے کر لی تو صحیح ہو جائے گی اور اگر عمداً کی ہے تو درست نہیں ہوگی کیونکہ رسول اکرم ﷺ سے لاعلمی اور نسیان کی صورت میں تقدیم وتاخیر کے بارے میں سوال کیا گیا تھا تو آپ نے ''لاحرج'' (یعنی کوئی بات نہیں) فرمایا تھا۔

اول الذکر مسلک کی توجیہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے طواف کے بعد سعی کی تھی اور فرمایا تھا: ''لِتَاخُذُوْا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ'' اپنے مناسک حج کو مجھ سے سیکھ۔

سابقہ سطور سے واضح ہو گیا کہ طواف سے ماقبل سعی کو صحیح قرار دینے والوں کا حضرت ابن شریک رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث سے استدلال درست نہیں ہے' حدیث میں اس مسئلے سے کوئی تعرض ہی نہیں کیا گیا ہے کیونکہ مذکورہ حدیث دو میں سے کسی ایک حالت پر محمول کی جائے گی' یا تو یہ

حدیث اس شخص کے حق میں ہے جس نے طوافِ افاضہ سے پہلے طواف قدوم کے بعد سعی کی لہٰذا اس کی سعی طواف کے بعد ہی ہوئی یا یہ حدیث بھول کا شکار ہو جانے والے اور جاہل کے حق میں ہے' قصداً طواف سے پہلے سعی کرنے والے کے بارے میں نہیں ہے اس مسئلہ میں میں نے قدرے تفصیل سے کلام کیا ہے کیونکہ آج کے دور میں بعض ایسے حضرات ظاہر ہوئے ہیں جو مطلقاً طواف سے پہلے سعی کے جواز کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ واللہ المستعان.

تنبیہ:

طواف سے فراغت کے بعد اگر عورت کو حیض آ جائے تو حالتِ حیض ہی میں سعی کر سکتی ہے کیونکہ سعی کے لئے طہارت (پاکیزگی) لازمی شرط نہیں ہے۔ علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ المغنی (۵/ ۲۴۶) میں لکھتے ہیں: ''اکثر اہل علم کے نزدیک سعی کے لئے طہارت شرط نہیں ہے' اس کے قائلین امام عطا' امام مالک' امام شافعی' امام ابوثور (رحمہم اللہ) اور دیگر اصحابِ رائے ہیں''

مزید لکھتے ہیں: ''امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر عورت کو طواف کعبہ سے فراغت کے بعد حیض آ جائے تو صفا و مروہ کی سعی کر کے واپسی کے لئے نکل سکتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں: ''طواف کعبہ اور اس کی دو رکعتوں سے فراغت کے بعد عورت کو حیض آ جائے تو صفا و مروہ کی سعی کر سکتی ہے۔'' (اثرم نے اس کو روایت کیا ہے'')

12- چاند چھپ جانے کے بعد لوگوں کے ازدحام کے خوف سے خواتین کا کمزور اور ضعیف لوگوں کے ساتھ مزدلفہ سے کوچ کرنا اور منیٰ پہنچ کر جمرہ عقبہ کو کنکری مارنا جائز ہے۔ علامہ موفق الدین ابن قدامہ المغنی (۵/ ۲۸۶) میں لکھتے ہیں: ''کمزور' ضعیف لوگوں اور خواتین کو (مزدلفہ سے منیٰ کے لئے) پہلے روانہ کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے (صحابہ کرام میں سے) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے خاندان کے ضعیف اور کمزور لوگوں کو پہلے ہی روانہ کر دیا کرتے تھے' امام عطاء ثوری' شافعی' ابوثور رحمہم اللہ نیز دیگر اصحاب رائے کا یہی مسلک ہے' ہمارے علم کے مطابق اس مسئلہ میں کسی نے مذکورہ قول کی مخالفت نہیں کی ہے' ایک وجہ یہ بھی

ہے کہ اس میں کمزور و ناتواں لوگوں کے ساتھ نرمی و شفقت پائی جاتی ہے' اسوہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کے ساتھ بھیڑ بھاڑ اور ازدحام کی مشقت سے انہیں بچانا اور محفوظ رکھنا بھی ہے۔''

علامہ شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار (۵/۰۷) میں لکھتے ہیں:

''دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے جنہیں رخصت نہیں حاصل ہے کنکری مارنے کا وقت طلوعِ آفتاب کے بعد ہے اور جنہیں رخصت حاصل ہے جیسے خواتین' ضعیف اور کمزور لوگ ان لوگوں کے لئے طلوعِ آفتاب سے پہلے کنکری مارنا جائز ہے''۔

امام نووی المجموع (۸/ ۱۲۵) میں امام شافعی رحمہ اللہ و دیگر علماء مذہب سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''کمزور' ضعفاء اور خواتین وغیرہ کے حق میں سنت یہ ہے کہ انہیں نصف شب کے بعد طلوعِ فجر سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کے لئے روانہ کر دیا جائے تاکہ لوگوں کے ازدحام اور بھیڑ سے پہلے ہی جمرۂ عقبہ کو کنکری مار کر فارغ ہو جائیں'' اس کے بعد موصوف نے دلیل کے طور پر متعدد احادیث ذکر کی ہیں۔

13- خواتین کو حج یا عمرہ میں اپنے سروں کا حلق کرانا جائز نہیں ہے بلکہ بالوں کے اوپری حصہ سے صرف ایک انگلی کے برابر بال کاٹ لیں گی۔ علامہ ابن قدامہ المغنی (۵/۳۱۰) میں لکھتے ہیں: ''خواتین کے حق میں قصر (یعنی بال چھوٹے کرانا) مشروع ہے' نہ کہ حلق اس میں علماء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے' اس پر علامہ ابن المنذر نے اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے کیونکہ ان کے حق میں حلق (یعنی بال کا منڈانا) ایک طرح سے مثلہ (اللہ کی بنائی ہوئی شکل وصورت کو مسخ کرنا) ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ حَلْقٌ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيرُ'' ❶

خواتین پر حلق نہیں ہے بلکہ ان پر تقصیر ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا'' ❷

رسول اللہ ﷺ نے خواتین کو حلق کرانے سے منع فرمایا ہے۔

---

❶ ابو داود' باب الحلق والتقصير. رقم ۱۹۸۴

❷ ترمذی: ابواب الحج' باب ماجاء في كراهية الحلق للنساء. رقم ۹۱۴

امام احمد رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ عورت ہر چوٹی سے ایک انگلی کے پور کے برابر بال کاٹ لے گی۔ یہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' شافعی' اسحٰق اور ابوثور (رحمہم اللہ) کا بھی قول ہے' امام ابوداوُدؒ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد رحمہ اللہ کو سنا ہے آپ سے ایک ایسی عورت کے متعلق سوال کیا گیا جو اپنے تمام بالوں سے لے کر قصر کرتی ہو؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! تمام بالوں کو سر کے اگلے حصہ پر اکٹھا کر کے ان کے سرے سے ایک انگل کے برابر کاٹ لے گی۔"

امام نووی رحمہ اللہ المجموع (۸/۱۵۰-۱۵۴) میں لکھتے ہیں: "علماء کا اس پر اجماع ہے کہ خواتین کو حلق (بال منڈانے) کا حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ ان کو تقصیر (چھوٹا) کرانا ہے' اس لئے کہ حلق ان کے حق میں بدعت اور مثلہ ہے"

14- جمرہ عقبہ کو کنکری مارنے اور بالوں کی تقصیر کرانے کے بعد عورت اپنے احرام سے حلال ہو جاتی ہے' احرام کی وجہ سے جو چیزیں اس پر حرام تھیں سب حلال ہو جائیں گی البتہ وہ شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی' طوافِ افاضہ (زیارت) سے پہلے شوہر کو بیوی سے ہم بستری کی اجازت نہیں ہے اور عورت اپنے شوہر کو طواف زیارت سے پہلے اس کی اجازت بھی نہیں دے سکتی اگر اس درمیان شوہر نے اس سے صحبت کر لی تو اس پر فدیہ واجب ہو جائے گا یعنی مکہ میں ایک بکری ذبح کر کے اس کے گوشت کو حرم کے فقراء و مساکین پر تقسیم کرنا پڑے گا کیونکہ شوہر نے حلالِ اول کے بعد وطی کی ہے۔

15- طوافِ افاضہ (زیارت) کے بعد اگر عورت کو حیض آ جائے تو اس کو اجازت ہے جب چاہے سفر کر سکتی ہے' طوافِ وداع اس سے ساقط ہو جائے گا۔ دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے' فرماتی ہیں:

"حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ' قَالَتْ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَحَابِسَتُنَا هِيَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهَا أَفَاضَتْ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَاضَتْ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ قَالَ: فَلْتَنْفِرْ إِذَنْ"

متفق عليه. [1]

---

[1] بخاری كتاب الحج باب اذا حاضت المرأة بعد، افاضت. رقم ۱۷۵۷.

مسلم: كتاب الحج باب وجوب طواف الوداع. رقم ۱۲۱۱.

صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو طواف افاضہ کے بعد حیض آ گیا' حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نے رسول اکرم ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: کیا وہ ہمیں روکنے والی ہیں؟ میں نے کہا: انہوں نے طواف افاضہ کر لیا ہے' طواف افاضہ کے بعد ان کو حیض آیا ہے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تب وہ واپسی کے لئے نکل پڑیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

أَمَرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرَ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ طَوَافًا إِلَّا أَنَّهُ خَفَّفَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ" متفق عليه. ❶

لوگوں کو اس کا حکم دیا گیا ہے کہ ان کا آخر وقت خانہ کعبہ کے طواف کے ساتھ ہو (یعنی طواف وداع کریں) مگر حائضہ کے حق میں تخفیف کر دی گئی ہے (یعنی اس سے یہ معاف کر دیا گیا ہے)

ابن عباس ہی سے ایک دوسری روایت ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَصْدُرَ قَبْلَ أَنْ تَطُوفَ بِالْبَيْتِ إِذَا كَانَتْ طَافَتْ فِي الْإِفَاضَةِ" احمد.

"نبی کریم ﷺ نے حائضہ عورت کو طواف (وداع) سے قبل واپسی ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے بشرطیکہ طواف افاضہ پہلے کر چکی ہو۔"

امام نووی رحمہ اللہ المجموع (۸/ ۲۸۱) میں علامہ ابن المنذر کے حوالہ سے لکھتے ہیں: "تمام اہل علم کا یہی قول ہے' ان میں امام مالک' اوزاعی' ثوری' احمد' اسحق' ابو ثور' ابوحنیفہ (رحمہم اللہ) وغیرہ شامل ہیں"

علامہ ابن قدامہ المغنی (۳/ ۴۶۱) میں لکھتے ہیں: "یہی عام فقہاء کا قول ہے۔"

مزید لکھتے ہیں: "نفاس والی عورت کا بھی وہی حکم ہے جو حائضہ کا ہے کیونکہ کسی چیز کے ساقط ہونے یا واجب ہونے میں حیض و نفاس دونوں کا حکم یکساں ہے۔"

---

❶ بخاری کتاب الحج' باب طواف الوداع رقم ۱۷۵۵۔
مسلم: کتاب الحج' باب وجوب طواف الوداع. رقم ۱۳۲۸۔

16- نماز کی ادائیگی اور ذکر و دعاء کے لئے مسجد نبوی ﷺ کی زیارت خواتین کے حق میں مستحب ہے (بشرطیکہ ان کی زیارت محرم کے ساتھ ہو) لیکن قبر رسول ﷺ کی زیارت ان کے لئے جائز نہیں ہے کیونکہ زیارت قبور سے خواتین کو منع کیا گیا ہے' شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ سابق مفتی سعودی عرب (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے مجموع فتاویٰ (۳/۲۳۹) میں لکھتے ہیں:

''اس مسئلہ میں صحیح اور راجح مسلک یہ ہے کہ خواتین کے لئے قبر نبوی کی زیارت دو اسباب کی بنا پر ممنوع ہے:

سبب اول

نہی (ممانعت) کے دلائل کی عمومیت' اور جب کسی چیز سے نہی (ممانعت) عام ہو تو اس نہی کی تخصیص کے لئے دلیل کا ہونا ضروری ہے۔

سبب دوم

جس علت اور سبب کی وجہ سے خواتین کو زیارت قبور سے منع کیا گیا ہے وہ علت یہاں بھی موجود ہے۔

شیخ عبدالعزیز بن بازؒ نے اپنے مناسکِ حج میں مسجد نبی کے زائرین کے لئے قبر نبی کی زیارت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''قبر نبوی کی زیارت خاص طور سے مردوں کے لئے مشروع ہے۔

خواتین کے لئے کسی بھی قبر کی زیارت جائز نہیں ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور ان پر مسجدیں بنانے والے اور چراغاں کرنے والے مردوں پر لعنت بھیجی ہے البتہ مسجد نبوی ﷺ میں نماز کی ادائیگی اور دعا وغیرہ جیسے اعمال جو تمام مساجد میں مشروع ہیں ان کے لئے مدینہ کا رختِ سفر باندھنا ہر ایک کے لئے مشروع ہے''۔

فصل نہم

ازدواجی زندگی کے خاص مسائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (الروم: ۲۱)

''اس (کی قدرت) کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان سے آرام پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کردی' یقیناً غور وفکر کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔''

"وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ." (النور: ۳۲)

''تم میں سے جو مرد وعورت بے نکاح کے ہوں ان کا نکاح کردو اور اپنے نیک بخت غلام لونڈیوں کا بھی اگر وہ مفلس بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی بنا دے گا' اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے''۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اس میں ایک طرح سے شادی کرنے کرانے کا حکم دیا گیا ہے' صاحبِ استطاعت وقدرت شخص کے حق میں اہل علم کی ایک جماعت شادی کے وجوب کی قائل ہے، وہ حدیث کے ظاہری معنی سے استدلال کرتی ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ'' [1]

''نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کی طاقت رکھتا ہے اسے شادی کر لینا چاہیے کیونکہ شادی نگاہوں کو پست رکھنے اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والی ہے اور

---

[1] بخاری کتاب النکاح. باب من لم يستطع الباءة فليصم. رقم ۵۰۶۶
مسلم: کتاب النکاح باب استحباب النکاح لمن استطاع، رقم ۱۴۰۰

جس کو طاقت نہ ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے' اس لئے کہ روزہ اس کی قوتِ شہوت کو توڑنے والا ہے۔"

(اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیحین کے اندر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

اس کے بعد علامہ موصوف نے مذکورہ آیت کے ٹکڑے "اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ" سے استدلال کرتے ہوئے ازدواج کو معاشی خوشحالی کا سبب قرار دیا ہے اور اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آثار نقل کئے ہیں:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: "شادی کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالاؤ' اللہ تعالیٰ نے تم سے معاشی فراوانی کا جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ"

"اگر وہ مفلس بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی بنادے گا' اللہ تعالیٰ کشادگی اور علم والا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: "نکاح (شادی) میں اقتصادی خوشحالی تلاش کرو' کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ"

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس اثر کو علامہ ابن جریر طبریؒ نے روایت کیا ہے اور اسی معنی و مفہوم کا ایک اثر علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب سے نقل کیا ہے۔[1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مجموع الفتاویٰ (۳۲/۹۰) میں لکھتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے شادی اور طلاق کو مباح قرار دیا ہے چنانچہ اسلام میں دوسرے مرد سے شادی کر لینے اور اس کے طلاق دے دینے کے بعد اپنی مطلقہ عورت سے شادی کی اجازت ہے لیکن نصاریٰ آپس میں ایک دوسرے پر شادی کو حرام قرار دیتے ہیں اور جن لوگوں نے اس کو مباح قرار دیا ہے انہوں

---

[1] تفسیر ابن کثیر (۵/۹۴-۹۵ مطبوعہ دارالاندلس)

نے طلاق کی اجازت نہیں دی ہے۔ یہود طلاق کی اجازت دیتے ہیں لیکن مطلقہ اگر کسی دوسرے آدمی سے شادی کر لیتی ہے تو ان کے نزدیک پہلے شوہر پر وہ حرام ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نصاریٰ کے یہاں طلاق نہیں ہے اور یہود کے یہاں دوسرے مرد سے شادی کر لینے کے بعد مطلقہ عورت کا رجوع نہیں ہو سکتا لیکن مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کو جائز و مباح قرار دیا ہے"۔

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ الھدی النبوی (۳/۱۴۹) میں ازدواجی زندگی کے ایک اہم مقصد جماع (میاں بیوی کی صحبت) کے فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں: "جماع درحقیقت تین امور کے لئے بنایا گیا ہے اور انہی تینوں امور کو جماع کے اصل اور بنیادی مقاصد کی حیثیت حاصل ہے:

① نسل کا تحفظ و بقا اور اس کا استمرار و دوام' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی مقدر کردہ تعداد دنیا میں ظاہر ہو کر مکمل ہو جائے۔

② اس پانی کا اخراج جس کا رک جانا اور جمع ہو جانا پورے جسم اور بدن کے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔

③ شہوت پوری کرنا' لذت حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا۔

شادی کے متعدد عظیم فوائد ہیں' سب سے بڑا اور اہم فائدہ یہ ہے کہ زنا جیسے برے عمل سے بچاؤ اور محرمات کی جانب بری نگاہ اٹھانے سے تحفظ فراہم کرتی ہے۔

شادی ہی کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ اس سے نسل کی بقا حسب ونسب کی حفاظت اور میاں بیوی کے مابین قلبی سکون اور روحانی طمانیت حاصل ہوتی ہے۔

مسلم معاشرہ میں جس صالح اور مثالی خاندان کو ایک اہم عنصر کی حیثیت حاصل ہے، اس کی تشکیل کے لئے زوجین کے درمیان باہمی تعاون کا حصول شادی کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔

اسی شادی کے ذریعہ ہی شوہر بیوی کی کفالت اور اس کو تحفظ فراہم کرنے کی ذمہ داری کو نبھاتا ہے اور بیوی گھریلو ذمہ داری کو ادا کرتی ہے۔ اسی شادی کے ذریعہ ایک عورت کو کاروبارِ حیات میں اپنی مناسب اور صحیح کارکردگی کے مظاہرہ کا موقع ملتا ہے' یہ دعویٰ کہ گھر سے باہر نکل کر سروس کرنے میں عورت مرد کے ہم سر اور برابر کی شریک ہے درحقیقت یہ خود عورتوں اور انسانی معاشرہ کے دشمنوں کا دعویٰ ہے جنہوں نے عورتوں کو گھر کی چاردیواری سے نکال کر ان کو ان کی اپنی حقیقی

ذمہ داریوں سے سبکدوش کر دیا ہے‘ انہیں دوسروں کا عمل اور ان کا عمل دوسروں کو سونپ دیا ہے جس کی پاداش میں خاندانی نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا ہے‘ میاں بیوی کے درمیان حسنِ مفاہمت کے بجائے سوءِ تفاہم کی خلیج حائل ہو گئی ہے جو بیشتر حالات میں آپس کی جدائی یا ناپسندیدہ اور پریشان کن زندگی گزارنے کا سبب بنتی ہے۔

استاد محترم شیخ محمد امین شنقیطیؒ اپنی تفسیر اضواء البیان (۴۲۲/۳) میں فرماتے ہیں: ''معلوم ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے محبوب اور پسندیدہ اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ تمام معاملات اور شعبہ ہائے حیات میں مرد و زن کے درمیان برابری اور مساوات کا نظریہ غلط اور باطل ہونے کے ساتھ عقل و منطق‘ وحی آسمانی اور شریعتِ الٰہی کے بالکل مخالف و منافی ہے‘ اس کے سبب سے معاشرتی نظام میں جو فساد اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے وہ ہر ایک کے لئے ظاہر و عیاں ہے‘ محض اسی شخص پر یہ فساد و بگاڑ مخفی ہو سکتا ہے جس کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے سلب کر لیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خواتین کو ان کی اپنی مخصوص صفات کے ساتھ پیدا کر کے انسانی معاشرہ کی تشکیل میں متعدد ساجھے داری اور مشارکت کے لائق اور مناسب بنایا کہ ان کے علاوہ دوسرے ان کاموں کے لئے موزوں و مناسب ہو ہی نہیں سکتے تھے جیسے حمل‘ ولادت‘ رضاعت‘ بچوں کی تربیت‘ گھر کی خدمت‘ کھانا پکانے‘ آٹا گوندھنے‘ جھاڑو دینے جیسی گھریلو ذمہ داریوں کا بجالانا‘ یہ ساری ذمہ داریاں جن کو خواتین اپنے گھر کی چار دیواری کے اندر رہ کر مکمل پردے‘ تحفظ‘ عفت و پاکدامنی‘ اپنی شرافت و کرامت اور انسانی اقدار کی رعایت کرتے ہوئے انجام دیتی ہیں‘ معاش کی خاطر مردوں کی تگ و دو سے کسی طرح کم نہیں ہوتی لہٰذا ان گئے گزرے جاہل کفار اور ان کی تقلید کرنے والوں کا یہ دعویٰ کہ عورتوں کو بھی گھروں سے باہر نکل کر کام کرنے کے سلسلے میں وہی حقوق حاصل ہیں جو مردوں کو حاصل ہیں‘ اس دعویٰ میں انسانی اقدار اور دین دونوں کا ضیاع ہے جبکہ خواتین ایامِ حمل و رضاعت اور نفاس میں کسی با مشقت ڈیوٹی کو ادا کرنے کی قوت و طاقت نہیں رکھتی ہیں‘ یہ عام مشاہدہ کی بات ہے اگر عورت اور اس کا شوہر دونوں ہی گھر سے باہر کام کے لئے نکل جائیں گے تو چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال‘ شیر خوار بچوں کو دودھ پلانے اور ڈیوٹی سے فراغت کے بعد مردوں کی گھر واپسی کے وقت ان کے لئے کھانا وغیرہ کی تیاری جیسی ذمہ داریاں معطل ہو کر رہ

جائیں گی اگر کسی شخص کو اس عورت کی جگہ اجرت پر رکھ دیا جائے تو وہ شخص خود اس گھر کے اندر اسی تعطل کا شکار ہو کر رہ جائے گا جس تعطل سے فرار اختیار کرنے کے لئے عورت نے گھر سے باہر قدم نکالا تھا' علاوہ ازیں کام کے لئے عورت کا گھر سے باہر نکلنا اور اسے ہر طرح کے کاموں میں گھسیٹنا اس میں انسانی اقدار اور دین دونوں کا ضیاع ہے''۔

لہٰذا مسلم بہنوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور اس قسم کے باطل پروپیگنڈوں کے قریب نہیں جانا چاہیے کیونکہ ان پر فریب پروپیگنڈوں سے متاثر ہونے والی خواتین کے حالات ہی ان پروپیگنڈوں کی ناکامی اور ان کے بطلان کی بہتر دلیل ہیں' کہا جاتا ہے کہ تجربات واضح برہان کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مسلم بہنوں کو اپنے عنفوانِ شباب ہی میں عمر ضائع ہونے سے پہلے شادی کے سلسلے میں جلد بازی سے کام لینا چاہیے جب کہ وہ مردوں کی نظروں میں قابلِ رغبت ہوں' تعلیم جاری رکھنے یا سروس پر برقرار رہنے کی خاطر شادی کو کبھی بھی مؤخر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ کامیاب ازدواجی زندگی ہی میں ان کی سعادت اور سکون مضمر ہے' شادی کے ذریعہ تعلیم یا سروس کے نقصانات کی تلافی کی جاسکتی ہے لیکن تعلیم یا سروس خواہ وہ جس مقام ومعیار کی ہو شادی کا متبادل نہیں ہوسکتی' انہیں اپنی گھریلو ذمہ داریوں کو بجالانے اور اپنے بچوں کی تربیت کرنے میں پوری توجہ سے کام لینا چاہیے' یہی ان کا بنیادی عمل ہے جوان کی زندگی میں کارآمد اور نفع بخش ہے' لہٰذا شادی کے مقابلہ میں کسی متبادل کی تلاش میں نہیں رہنا چاہیے۔ کوئی دوسری چیز اس کے مساوی نہیں ہوسکتی' نیک بخت اور صالح شخص سے شادی کرنے میں کسی قسم کی تساہلی اور تاخیر نہیں برتنی چاہیے۔ اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

''إِذَا أَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهُ وَخُلُقَهُ فَانْكِحُوْهُ وَإِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ'' ❶

''جب تمہارے پاس کوئی شخص آئے جس کے دین واخلاق سے تم مطمئن اور راضی ہو تو اس سے (اپنی بچیوں کی) شادی کردو اگر ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ برپا ہوگا اور

❶ ترمذی ابواب النکاح' باب ماجاء فی من ترضون دینه فزوجوه. رقم ۱۰۸۴، ۱۰۸۵.

زبردست طریقے سے فساد اور برائی پھیلے گی''۔

(اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے' اس کے متعدد شواہد بھی ہیں)

شادی کے لئے عورت کی رضامندی

جس خاتون کی شادی مقصود ہوتی ہے اس کی تین حالتوں میں سے کوئی ایک حالت ہوگی:

① یا تو وہ کم سن باکرہ (غیر شادی شدہ) ہوگی۔

② یا وہ بالغہ باکرہ ہوگی۔

③ یا وہ ثیبہ ہوگی یعنی جس کی پہلے شادی ہو چکی ہوگی، اور ہر ایک کے لئے الگ مخصوص حکم ہے:

④ کم سن باکرہ (غیر شادی شدہ) کے بارے میں علماء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے والد کو اس کی شادی کا حق حاصل ہے کیونکہ کم سن بچی کی اجازت کا کوئی معنی ہی نہیں ہے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی لخت جگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شادی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سال کی عمر میں کی تھی اور نو سال کی عمر میں ان کی رخصتی کر دی تھی (متفق علیہ)❶

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نیل الاوطار (۶/ ۱۲۸-۱۲۹) میں لکھتے ہیں: ''مذکورہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ بلوغت سے قبل باپ کو بیٹی کی شادی کر دینے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔''

مزید لکھتے ہیں: ''یہی حدیث اس امر پر بھی دال ہے کہ کم سن لڑکی کی شادی بڑی عمر کے مرد سے کی جا سکتی ہے' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کے اندر اسی پر ایک باب قائم کیا ہے اور اس باب کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اسی حدیث کو ذکر کیا ہے' حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اس امر پر اجماع نقل کیا ہے''❷

---

❶ كتاب مناقب الانصار' باب تزويج النبى صلى الله عليه وسلم عائشة رضي الله عنها وخروجها المدينه وبنائه بها رقم ۳۸۹۴، مسلم: كتاب النكاح باب تزويج الاب البكر الصغير، رقم ۱۴۲۲۔

❷ فتح البارى، ۱۱/ ۴۷۲

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ المغنی (٦/ ٤٨٧) میں تحریر کرتے ہیں: ''علامہ ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمام اہل علم جن سے ہم نے علم اخذ کیا ہے ان کا اس امر پر اجماع ہے کہ والد اپنی کم سن لڑکی کی شادی کر سکتا ہے بشرطیکہ اس نے شادی میں کفو کا لحاظ رکھا ہو''۔

میں (یعنی مؤلف) کہتا ہوں: حضرت ابوبکرؓ کے حضرت عائشہؓ کی ٦ سال کی عمر میں رسول اکرم ﷺ سے شادی کرنے میں ان لوگوں کی سخت تردید پائی جاتی ہے جو کم عمر بچیوں کی بڑی عمر کے لوگوں کے ساتھ شادی پر نکیر کرتے ہیں اور ناک بھوں چڑھاتے ہیں' کتاب وسنت سے جہالت کی بنا پر یا اس کے پیچھے غلط مقاصد کارفرما ہونے کی وجہ سے اسے غلط رنگ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور اسے ایک منکر کام تصور کرتے ہیں۔

② باکرہ (غیر شادی شدہ) بالغہ عورت کی شادی اس کی رضامندی اور اجازت کے بغیر نہیں کی جا سکتی اور اس کی خاموشی کو اجازت تصور کیا جائے گا کیونکہ ارشاد نبی ہے: ''لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! فَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: أَنْ تَسْكُتَ'' متفق علیه[1]

''باکرہ عورت کی شادی اس کی اجازت حاصل کیے بغیر نہیں کی جا سکتی۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس کی کیسے اجازت حاصل کی جائے گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس کی اجازت یہ ہے کہ وہ خاموش رہے۔''

لہٰذا اہل علم کے صحیح قول کے مطابق باکرہ بالغہ عورت سے اس کی شادی کی رضامندی اور اجازت حاصل کرنا ضروری ہے' خواہ اس کی شادی کرنے والا اس کا والد ہی کیوں نہ ہو۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ الهدی النبوی (٥/٩٦) میں لکھتے ہیں: ''جمہور سلف اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور امام احمد رحمہ اللہ کا ایک روایت کے مطابق یہی قول ہے یہی ہمارے نزدیک بھی راجح ہے' اس کے علاوہ کوئی دوسرا قول ہم نہیں اختیار کرتے کیونکہ یہی رسول اللہ ﷺ کے فرمان امر و نہی کے مطابق و موافق ہے''۔

③ شادی شدہ عورت کی (دوسری) شادی بھی اس کی اجازت کے بغیر نہیں کی جا سکتی البتہ اس

---

[1] بخاری کتاب النکاح باب لاینکح الاب وغیرہ البکر والثیبہ الابرضاھا، رقم ٥١٣٦.
مسلم: کتاب النکاح باب استئذان الثیب فی النکاح. رقم ١٤١٩.

کی اجازت صریح الفاظ (ہاں یا نہیں) میں حاصل کی جائے گی برخلاف باکرہ (غیر شادی شدہ) عورت کے کہ اس کی خاموشی ہی کو اجازت تصور کیا جائے گا المغنی (۶/۴۹۳) میں مذکور ہے: ''اس سلسلے میں اہل علم کے مابین ہمیں کسی اختلاف کا پتہ نہیں ہے کہ شادی شدہ عورت کی اجازت صریح الفاظ میں حاصل کی جائے گی کیونکہ اس بارے میں واضح حدیث وارد ہے اور اس وجہ سے بھی کہ زبان ہی دل کی ترجمان ہے اور اسی کا ہر ایسے مقام پر اعتبار ہوتا ہے جہاں اجازت کی ضرورت پڑتی ہے''۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموع الفتاوی (۳۲/ ۳۹-۴۰) میں تحریر فرماتے ہیں: ''کسی شخص کو یہ حق نہیں حاصل ہے کہ وہ کسی عورت کی شادی اس کی اجازت حاصل کئے بغیر کسی سے کر دے یہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے اگر عورت کسی شخص سے شادی کو ناپسند کرتی ہے تو اسے اس شخص سے شادی پر مجبور نہیں کیا جا سکتا' ہاں کم سن لڑکی کی شادی اس کا والد اجازت کے بغیر کر سکتا ہے لیکن شادی شدہ بالغہ عورت کی شادی اجازت کے بغیر نہ تو باپ کر سکتا ہے اور نہ باپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص' اس مسئلہ میں تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اسی طرح بالغہ باکرہ (غیر شادی شدہ) عورت کی شادی باپ اور دادا کے علاوہ کوئی شخص اس کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتا، اس پر بھی مسلمانوں کا اجماع ہے' باپ اور دادا کو بھی اس سے اجازت حاصل کرنی چاہیے لیکن علماء کے مابین اس اجازت کے حکم میں اختلاف ہے' آیا یہ واجب ہے یا مستحب؟ صحیح قول کے مطابق اجازت حاصل کرنا ان دونوں پر بھی واجب ہے' ولی الامر کو اس شخص کے متعلق خوف الٰہی اور تقویٰ کو مد نظر رکھنا ضروری ہے جس سے وہ اپنی لڑکی کی شادی کرنے جا رہا ہے اور اس امر کی رعایت بہت ضروری ہے کہ کیا وہ لڑکی کا کفو بن سکتا ہے یا نہیں؟ لڑکی کی مصلحت اور اس کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر اس کی شادی کرنی چاہیے نہ کہ اپنے مفاد اور اپنی مصلحت کی خاطر کسی بھی شخص کے ساتھ شادی کرنی چاہیے''۔

لڑکی کی شادی میں ولی الامر کی شرط:

عورت کو اپنے موافق و مناسب شوہر کے انتخاب واختیار کا جو حق دین اسلام نے عطا کیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کو اس بات کی مکمل چھوٹ اور آزادی دے دی گئی ہے کہ جس سے

چاہے وہ شادی کر سکتی ہے خواہ اس کی اس شادی کی وجہ سے اعزاء واقربا اور اہل خاندان کی عزت وآبرو پر کسی قسم کی آنچ ہی کیوں نہ آئے بلکہ اسے ایک ایسے ولی سے مربوط کیا گیا ہے جس کی زیر نگرانی وہ اپنے شوہر کا انتخاب کرے گی' ولی اس کی صحیح رہنمائی کرے گا اور عقدِ نکاح کا وہی ذمہ دار ہوگا' اسی کے ہاتھوں عقدِ کے تمام امور انجام پائیں گے' عورت کو از خود شادی کرنے یا عقد نکاح کا حق نہیں حاصل ہے اگر وہ از خود عقد نکاح کا عمل انجام دیتی ہے تو اس کا نکاح باطل ہوگا کیونکہ سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث میں آتا ہے: "أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ" [1]

"جس عورت نے از خود اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے' اس کا نکاح باطل ہے' اس کا نکاح باطل ہے (امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کو حسن کہا ہے)"۔

سنن اربعہ ہی میں یہ حدیث بھی مروی ہے: "لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ" بغیر ولی کے نکاح نہیں ہے۔ [2]

مذکورہ دونوں حدیثوں اور اس معنی ومفہوم کی دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر ولی کے نکاح ہی صحیح نہیں ہوتا کیونکہ کسی حکم کی نفی میں اصل صحت کی نفی ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے: "اسی حدیث پر اہلِ علم کا عمل ہے جن میں حضرت عمر' علی' ابن عباس اور ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہم) وغیرہ بھی شامل ہیں' اسی طرح فقہاء تابعین سے بھی مروی ہے کہ بغیر ولی کے نکاح درست نہیں ہوتا۔ امام شافعی' احمد اور اسحٰق (رحمہم اللہ) کا بھی یہی قول ہے۔ ملاحظہ ہو: المغنی (۶/۴۴۹) [3]

---

[1] ترمذی: باب ماجاء لانکاح الابولی. حسن، رقم ۱۱۰۲.

[2] ابو داود: باب فی الولی، رقم ۲۰۸۵.

ابن ماجه: کتاب النکاح' باب لانکاح الا بولی، رقم ۱۸۴۹.

[3] دور حاضر میں پاکستانی عدالتوں نے لڑکیوں کے از خود نکاح کر لینے کو سند جواز دے دی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ لڑکیاں آئے روز گھروں سے فرار ہو کر کسی آوارہ منش کے ساتھ نکاح رچا رہی ہیں۔ [باقی اگلے صفحے پر]

نکاح کے اعلان کی غرض سے عورتوں کا دف بجانا

نکاح کا اعلان اور اسے لوگوں کے مابین شہرت دینے کے لئے عورتوں کا دف بجانا مستحب ہے بشرطیکہ یہ محض عورتوں کے درمیان ہو اور اس میں موسیقی یا دیگر آلاتِ لہو ولعب نہ ہوں اور نہ ہی پیشہ ور گانے والیوں کی آواز میں ہو۔ اس موقع پر اشعار پڑھنے اور اور گیت گانے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ مردوں تک اس کی آواز نہ پہنچے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"فَصْلُ مَابَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ فِي النِّكَاحِ" ❶

"نکاح میں حلال وحرام کے درمیان فرق کرنے والی چیز دف کا بجانا اور گیت گانا ہے۔" ❷

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) ——————

مصنف گرامی نے دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ ولی کے بغیر عورت کا نکاح نہیں ہوتا۔ نیز ولی کے بغیر نکاح کر لینے کا الم ناک پہلو یہ بھی ہے کہ اس صورت لڑکی اور لڑکا اسلامی معاشرت کے بہت سے ضابطوں کو پامال کرتے ہیں۔ مثلاً

- دونوں کا ایک دوسرے کے ذاتی حالات سے آگاہی حاصل کرنا
- باہم میل ملاقات کرنا ○ نکاح کے بارے بات چیت کرنا
- والدین اور معاشرتی اقدار کے خلاف ایک دوسرے کو اُکسانا
- دونوں کا مل کر گھر سے بھاگ کر عدالت میں جا کر نکاح کر لینا

مندرجہ بالا تمام امور کا نامحرم مرد وعورت ہوں یا لڑکا لڑکی ان میں پایا جانا ہر درجے میں گناہ کبیرہ ہے۔ اگر ولی کے بغیر نکاح کی اجازت دے دی جائے تو معاشرے میں شرم وحیا کا جنازہ ہی اٹھ جائے۔ جیسا کہ ہمارے یہاں دن بہ دن اس رجحان میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ پاکستان کی عدالتوں کو چاہیے کہ وہ ولی کے بغیر نکاح کے قانون کو واپس لے لیں، اس میں ان کی اور معاشرے کی فلاح مضمر ہے۔ ولی کے بغیر نکاح کے بارے ملاحظہ کیجیے: لومیرج اور اس کے مضمرات۔ بہ قلم: مریم خنساء

❶ ترمذی: باب ماجاء في اعلان النكاح. رقم ١٠٨٨ ابن ماجه: باب اعلان النكاح. رقم ١٨٩٧ نسائي: كتاب النكاح. اعلان النكاح بالصوت وضرب الدف. رقم ٣٣٧١

❷ بعض لوگ دف بجانے کے جواز سے ڈھولک بجانے، گھڑا بجانے، چمٹا بجانے، بھانڈوں، میراثیوں، گویوں اور سازندوں کو بلانے یا عورتوں لڑکیوں اور لڑکوں کے بھنگڑا، لڈی اور گِدا ڈالنے، تالی اور سیٹی بجا کر رقص کرنے کی دلیل لیتے ہیں، حالانکہ گانے بجانے کے تمام آلات اور طریقوں میں سے چاہے وہ قدیم ہوں یا جدید صرف دف کو ہی جواز حاصل ہے اور وہ عید، نکاح یا کسی دیگر خوشی کی تقریب سے مشروط ہے۔ عام حالات میں اس کا بھی جواز نہیں ہے، دیگر گانے بجانے کے آلات اور رقص وسرود کے تمام طریقے گناہ کبیرہ کے حکم میں ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے "معاشرے کی مہلک بیماریاں اور ان کا علاج"

اس حدیث کو امام مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ (رحمہم اللہ) نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نیل الاوطار (۶/۲۰۰) میں لکھتے ہیں:

"یہ حدیث دلیل ہے کہ نکاح (شادی بیاہ) میں دف بجانا، آواز بلند گیت گانا جیسے "أتینا کم أتینا کم" [1] وغیرہ جائز ہے بشرطیکہ ایسے گیت نہ ہوں جن سے شر و فساد کو ہوا ملتی ہو، یا جن میں حسن و جمال، فسق و فجور اور جام و جم کی تعریف و توصیف بیان کی گئی ہو کیونکہ یہ تمام چیزیں نکاح (شادی بیاہ) میں ویسے ہی حرام ہیں جس طرح عام موقعوں پر حرام ہیں، اسی طرح دیگر تمام حرام لہو و لعب کی چیزیں حرام و ممنوع ہیں۔"

مسلمان خواتین کو شادی بیاہ کے موقع پر زیورات اور کپڑوں کی خریداری میں حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ یہ اس اسراف کے قبیل سے ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی ہے، اور بتلا دیا ہے کہ وہ اسراف کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ. (الانعام: ۱۴۱)

"اور حد سے مت گزرو، یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔"

لہٰذا انہیں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرتے ہوئے فخر و مباہات سے دور رہنا چاہیے۔

خاوند کی اطاعت واجب اور اس کی نافرمانی حرام ہے:

مسلم خواتین پر اپنے شوہروں کی بھلے اور نیک کاموں میں اطاعت و فرمانبرداری واجب ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَأَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ" صحيح ابن حبان.

"اگر عورت نے اپنی پنج وقتہ فرض نمازیں ادا کر لیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اور شوہر کی

---

[1] سنن ابن ماجہ اور مسند احمد وغیرہ کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دلہن کی رخصتی کے موقعہ پر کہا تھا: کیوں نہیں تم لوگوں نے اس کے ساتھ کسی عورت کو بھیج دیا جو جا کر گاتی "اتینا کم اتینا کم فحیانا و حیاکم" یعنی ہم تمہارے پاس آئے، ہم تمہارے پاس آئے، ہمارا تمہارے پاس آنا ہم کو اور تم کو مبارک ہو۔ (مترجم) ابن ماجه: باب الغناء بالدف. رقم ۱۹۰۰

اطاعت وفرمانبرداری کی تو جنت میں جس دروازے سے چاہے گی داخل ہو جائے گی۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی دوسری حدیث مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنُ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ" بخاری و مسلم. ❶

"کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے شوہر کی موجودگی میں نفلی روزے رکھے مگر اپنے شوہر کی اجازت سے اور نہ اپنے شوہر کے گھر میں (کسی غیر کو آنے کی) اجازت دے مگر اپنے شوہر کی اجازت سے۔"

آپ ہی سے تیسری حدیث بھی مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فلم تاته فَبَاتَ غَضْبَانُ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ" ❷

"اگر آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلاتا ہے اور وہ نہیں آتی ہے جس کی وجہ سے وہ شوہر اس پر ناراض ہو کر رات گزارتا ہے تو فرشتے اس (عورت) پر صبح ہونے تک لعنت بھیجتے ہیں۔"

بخاری و مسلم کی ایک روایت میں مذکور ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُوا امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَتَأْبَى عَلَيْهِ إِلَّا كَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا" ❸

"اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو بھی مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلاتا ہے اور وہ انکار کرتی ہے تو وہ ذات جو آسمان پر ہے اس عورت پر ناراض رہتی

---

❶ صحیح بخاری کتاب النکاح باب لا تأذن المرأة فی بیت زوجها لاحد الا باذنه رقم ۵۱۹۵ مسلم باب الاجر الخازن الامین والمرأة اذا تصدقت من بیت زوجها غیر مفسدة باذنه تصریح او العرفی رقم ۱۰۲۶

❷ بخاری: کتاب النکاح' باب اذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها. رقم ۵۱۹۳ مسلم: کتاب النکاح' باب تحریم امتناعها من فراش زوجها رقم ۱۴۳۶ اللفظ لمسلم.

❸ مسلم: کتاب النکاح' باب تحریم امتناعها من فراش زوجها رقم ۱۴۳۶

ہے یہاں تک کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو جائے۔''

عورت کے اوپر عائد شوہر کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ اس کے گھر کی حفاظت و نگرانی کرے اور شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے' ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ في بيت زوجها ومسؤلة عن رعيتها'' ❶

''یعنی عورت اپنے شوہر کے گھر کی محافظ و نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

نیز اس پر یہ بھی ضروری ہے کہ گھر کے تمام کام کو از خود انجام دے' کسی ایسی خادمہ کو باہر سے بلانے پر مجبور نہ کرے جس سے وہ پریشانی میں مبتلا ہو اور اس کی بناء پر خود اسے یا اس کی اولاد کو فتنہ سے دوچار ہونا پڑے' شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مجموع الفتاویٰ (۳۲/ ۲۶۰-۲۶۱) میں لکھتے ہیں: فرمان الٰہی: '' فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ '' (النساء: ۳۴)

''پس نیک عورتیں اطاعت شعار ہوتی ہیں اور خاوند کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں۔''

آیت مبارکہ اس امر کی متقاضی ہے کہ عورت کے اوپر اپنے شوہر کی خدمت گزاری اس کے ساتھ سفر' اپنے آپ کو اس کے قابو میں دینے (یعنی لطف اندوز ہونے کے لئے) اور دیگر امور میں مطلق اطاعت واجب ہے' رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ سے بھی اسی کا پتہ چلتا ہے۔''

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ الھدی النبوی (۵/ ۱۸۸-۱۸۹) میں فرماتے ہیں: ''خاوند کی خدمت گزاری کو جن علماء نے عورت پر لازم اور واجب قرار دیا ہے ان کا استدلال اس امر سے بھی ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنا مخاطب بنایا ہے' ان کے نزدیک یہی چیز معروف تصور کی جاتی ہے لیکن شوہر کا عورت کو آرام پہنچانا' اس کی خدمت گزاری کرنا' جھاڑو دینا' آٹا گوندھنا' کپڑا دھونا' بستر لگانا اور گھریلو ذمہ داریوں کو بجالانا منکر (ناپسندیدہ) کاموں میں شمار کئے جاتے ہیں'

---

❶ بخاری: كتاب النكاح' باب المراة راعية في بيت زوجها. رقم ۵۲۰۰ كتاب الجمعة باب الجمعة في القرى والمدن. رقم ۸۹۳ فتح البارى مسلم: كتاب الامارة باب فضيلة الأمير العادل. رقم ۱۸۲۹

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ'' (البقرۃ: ۲۲۸)

''اور عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں اچھائی کے ساتھ۔''

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ'' (النساء: ۳۴)

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔''

اب اگر عورت شوہر کی خدمت نہ کرے بلکہ شوہر ہی عورت کا خادم بن کر رہے تو عورت کو مرد پر قوامیت (حاکمیت) حاصل ہوگی''

مزید فرماتے ہیں: ''عورت سے استفادہ اور اس کی خدمت گزاری کے عوض مرد پر عورت کے نان ونفقہ، سکنیٰ اور اس کے لباس وغیرہ کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے، مزید برآں کسی بھی دو شخص کے مابین طے پانے والے عام معاہدہ کو عرفِ عام پر ہی محمول کیا جاتا ہے اور عرفِ عام میں خدمت گزاری اور اندرونِ خانہ کی ضروریات کی انجام دہی عورت کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے۔''

آگے مزید لکھتے ہیں: ''اس سلسلے میں شریف وغیر شریف، فقیر و مالدار کے درمیان تفریق کو روا رکھنا درست نہیں ہے، دنیا کی تمام عورتوں میں سب سے شریف خاتون حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کی خدمت کیا کرتی تھیں، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہو کر خدمت گزاری کی شکایت کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شکایت نہیں سنی۔

اگر عورت اپنے خاوند کی جانب سے بے رغبتی اور بے توجہی محسوس کرنے کے باوجود اس کی زوجیت میں باقی رہنا چاہتی ہے تو اس کے لئے کیا کرے؟

فرمان الٰہی ہے: ''وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَآ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَیْرٌ'' (النسا: ۱۲۸)

''اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے بدسلوکی اور بے رخی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں جو صلح کرلیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں صلح بہت بہتر چیز ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر عورت کو اندیشہ لاحق ہو جائے کہ کہیں اس کا خاوند اس سے بے رغبتی اور عدم توجہی نہ برتنے لگے تو اس کے لئے جائز ہے کہ شوہر کے اوپر عائد اپنے جملہ حقوق یا بعض حقوق جیسے نان ونفقہ، لباس یا اس کے ساتھ شب باشی سے دست بردار ہو جائے اگر

عورت ایسا کرتی ہے تو خاوند کو بھی اس کی بات قبول کر لینی چاہیے' شوہر کی رفاقت حاصل کرنے کے لئے حقوق سے دست برداری میں عورت پر کوئی حرج نہیں ہے اور نہ عورت کی دست برداری کو قبول کرنے میں مرد پر کوئی حرج ہے' اسی لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ"

"دونوں آپس میں جو صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں' صلح بہت بہتر چیز ہے۔"

یعنی آپس کی مصالحت' جدائی اختیار کرنے سے بہتر ہے۔

اس کے بعد موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ بیان کیا ہے کہ جب وہ عمر دراز ہو گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جدائی کا ارادہ کر لیا تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر مصالحت کر لی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی زوجیت باقی رکھیں اور وہ اپنی باری سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں دست بردار ہو جاتی ہیں" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی اس پیشکش کو قبول فرما کر انہیں اپنی زوجیت میں باقی رکھا۔

(تفسیر ابن کثیر ۱/۲۳۵/۴۰۶)

اگر عورت کو خاوند ناپسند ہو اور اس کی زوجیت میں نہ رہنا چاہتی ہو تو کیا کرے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:"فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ" (البقرة: ۲۲۹)

"اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کے لئے کچھ دے ڈالے' اس میں دونوں پر گناہ نہیں ہے۔"

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر (۱/۳۵۶، ۴۸۳) میں فرماتے ہیں:"اگر میاں بیوی میں ناچاتی پیدا ہو جائے اور عورت شوہر کے حقوق بجالانے میں ناپسندیدگی کی وجہ سے کوتاہی کرتی ہو اور اس کے ساتھ گزر بسر کی اپنے اندر طاقت واستطاعت نہ پاتی ہو تو عورت کے لئے جائز ہے کہ خاوند کے دیئے ہوئے مال ومتاع کو واپس دے کر اس سے چھٹکارا حاصل کر لے' شوہر کے دیئے ہوئے مال کو واپس کرنے میں عورت پر کوئی حرج نہیں ہے اور نہ اسے قبول کرنے میں شوہر پر کوئی مضائقہ ہے' اور اسی کو خلع کہا جاتا ہے۔"

بغیر کسی عذر کے شوہر سے جدائی اختیار کرنے والی عورت کے بارے میں وعید:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقَهَا مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ". ❶

"اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے کسی عذر کے بغیر طلاق کی طالب ہوتی ہے تو اس پر جنت کی مہک حرام ہو جاتی ہے۔" (ابوداؤد' ترمذی' اور ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں حسن کہا ہے)

اس لئے کہ حلال اور مباح چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق ہے' بوقت ضرورت ہی طلاق کی راہ اپنائی جا سکتی ہے لیکن بغیر ضرورت کے یہ مکروہ ہے' کیونکہ طلاق کی وجہ سے متعدد واضح ترین نقصانات لازم آتے ہیں اور جس ضرورت کے تحت عورت خاوند سے طلاق کے لئے مجبور ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے اوپر عائد خاوند کے حقوق کی ادائیگی مکمل طور پر نہ کر پاتی ہو جس کی بنا پر شوہر کی زوجیت میں باقی رہنا نقصان دہ ہو سکتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ" (البقرة: ٢٢٩)

"یا تو اچھائی سے روکنا' یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا۔"

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ" (البقرة: ٢٢٦-٢٢٧)

"جو لوگ اپنی بیویوں سے (تعلق نہ رکھنے کی) قسمیں کھائیں ان کے لئے چار مہینے کی مدت ہے پھر اگر وہ لوٹ آئیں تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے اور اگر طلاق ہی کا قصد کر لیں تو اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔"

---

❶ كتاب الطلاق' باب في الخلع. رقم ٢٢٢٦ ابوداود.

ترمذی: ابواب الطلاق واللعان ،باب ماجاء في المختلعات. رقم ١١٨٧

ازدواجی تعلق منقطع کر لینے کے بعد عورت کے واجبات:

زوجین کے درمیان جدائی کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: زندگی میں جدائی۔

دوسری صورت: موت کے ذریعہ جدائی۔

دونوں جدائیوں میں عورت پر عدت واجب ہوتی ہے‘ عدت کے معنی ہیں شرعی اعتبار سے ایک محدود مدت کے لئے عورت کا (شادی سے) رکے رہنا۔

عدت کی حکمت یہ ہے کہ یہ درحقیقت ایک نکاحِ کامل کے خاتمہ پر اس کے تقدس اور احترام کی رعایت ہے اور ساتھ ہی استبراءِ رحم (یعنی رحم کو حمل سے پاک وصاف دیکھنا) ہے تاکہ جس نے اس عورت سے جدائی اختیار کی ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس سے صحبت نہ کرے کہ مبادا اس سے (پیدا ہونے والے بچہ میں) اشتباہ واختلاط پیدا ہو جائے اور حسب ونسب کا ضیاع لازم آ جائے‘ عدت میں پہلے عقد نکاح کا احترام ہے اور پہلے شوہر کے حق کا احترام وتقدس ہے اور ایک طرح سے اس کی جدائی پر تاثرات کا اظہار ہے۔

عدت کی اقسام

عدت کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: حاملہ عورت کی عدت‘ جو مطلق وضع حمل سے مکمل ہو جاتی ہے خواہ عورت مطلقہ بائنہ ہو یا مطلقہ رجعیہ‘ زندگی ہی میں جدائی اختیار کرنے والی ہو یا متوفی عنہا زوجہا (یعنی اس کے شوہر کی وفات ہوگئی ہو) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ”وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ“ (الطلاق: ۴)

”حاملہ عورتوں کی عدت ان کا وضع حمل ہے۔“

دوسری قسم: ایسی مطلقہ عورت کی عدت جس کو حیض آتا ہو‘ یہ عدت تین حیض آنے سے مکمل ہو جاتی ہے جیسا کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

”وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ“ (البقرة: ۲۲۸)

”طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین قروء (حیض) تک روکے رکھیں“

آیت مبارکہ میں (ثلاثۃ قروء) سے مراد تین حیض ہے۔

تیسری قسم: ایسی عورت جس کو حیض ہی نہ آتا ہو اس کی دو قسمیں ہیں: کم سن غیر حائضہ اور عمر دراز جو حیض سے نا امید ہو چکی ہو ان دونوں کی عدت اللہ رب العزت نے اپنے اس فرمان میں بیان کر دی ہے:

وَاللَّائِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَائِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ اَشْهُرٍ وَّاللَّائِیْ لَمْ یَحِضْنَ. (طلاق: ۴)

''تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے نا امید ہو گئی ہوں اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنہیں حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو۔''

چوتھی قسم: متوفی عنها زوجها (یعنی ایسی عورت جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو) اللہ تعالیٰ نے اس کی عدت اپنے اس فرمان کے ذریعہ واضح کر دی ہے: ''وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا'' (البقرة: ۲۳۴)

''تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ عورتیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن عدت میں رکھیں۔''

یہ حکم مدخول بہا، غیر مدخول بہا کم سن اور عمر دراز سب کو شامل ہے، اس میں حاملہ عورت نہیں داخل ہو گی کیونکہ دوسری آیت کے ذریعہ وہ خارج ہو جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (الطلاق: ۴)

''حاملہ عورتوں کی عدت ان کا وضع حمل ہے۔''

الهدی النبوی مولفه ابن القیم رحمہ اللہ (۵/۵۹۴) محقق ایڈیشن

عدت گزار عورت پر کیا کیا چیزیں حرام ہیں؟

① شادی کا پیغام

الف- ایسی عورت جو طلاقِ رجعی کی عدت گزار رہی ہو اس کو شادی کا پیغام دینا صراحت کے ساتھ یا اشاروں کنایوں میں دونوں طرح سے حرام ہے کیونکہ وہ ابھی بیوی کے حکم میں ہے لہٰذا یہ جائز نہیں کہ کوئی اسے شادی کا پیغام دے کیونکہ وہ ابھی تک اپنے شوہر کی زوجیت اور اس کی ماتحتی

میں ہے۔

ب- غیر رجعی طلاق کی عدت گزارنے والی عورت کو صراحت کے ساتھ شادی کا پیغام دینا حرام ہے البتہ اشاروں کنایوں میں اس کو شادی کا پیغام دیا جاسکتا ہے' ارشاد ربانی ہے: ''وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ'' (البقرة: ۲۳۵)

''تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم اشارۃ کنایۃ ان عورتوں سے شادی کی بابت کہو۔''

صراحت کے ساتھ شادی کا پیغام دینے کی شکل یہ ہے کہ اس عورت سے شادی کی رغبت ظاہر کی جائے مثلاً کہا جائے کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ایسی حالت میں شادی کی رغبت عورت کو وقت سے پہلے ہی عدت ختم ہونے کی اطلاع اور خبر دینے پر مجبور کرسکتی ہے' برخلاف اشارہ و کنایہ کے کیونکہ اشاروں کنایوں میں شادی کی مکمل وضاحت نہیں ہوتی لہٰذا ان پر کسی قسم کا محذور (ممنوع کام) مرتب نہیں ہوتا اور پھر آیت کریمہ کا مفہوم بھی اسی معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اشاروں اور کنایوں میں شادی کا پیغام دینے کی شکل یہ ہے کہ اس عورت سے کہا جائے کہ میں تمہاری جیسی عورت کا خواہشمند ہوں۔ غیر رجعی طلاق کی عدت گزارنے والی عورت غیر صریح پیغام کا جواب اشارہ و کنایہ میں دے سکتی ہے البتہ صریح پیغام کا جواب دینا اس کے لئے کسی طرح بھی درست نہیں ہے اور رجعی طلاق کی عدت گزارنے والی عورت نہ تو صراحت کے ساتھ اور نہ ہی اشاروں کنایوں میں کسی طرح سے جواب دے سکتی ہے۔

② عدت گزار عورت کی شادی کسی دوسرے شخص سے کرنا حرام ہے کیونکہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں: ''وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ'' (البقرة: ۲۳۵)

''اور عقد نکاح جب تک عدت ختم نہ ہو جائے پختہ نہ کرو۔''

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر (۱/۳۷۵، ۵۰۹) میں لکھتے ہیں: ''یعنی ان کا عقد نکاح نہ کرو یہاں تک کہ عدت پوری کرلیں' اس پر علماء کا اجماع ہے کہ عدت کے ایام میں دوسرا عقد کرنا صحیح نہیں ہے۔''

فائدہ:

① دخول (میاں بیوی کے اجتماع) سے پہلے طلاق دی گئی عورت پر عدت نہیں ہے کیونکہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَالَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا" (الاحزاب: ۴۹)

''اے مومنو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر ہاتھ لگانے سے پہلے (ہی) طلاق دے دو تو ان پر تمہارا کوئی حق عدت کا نہیں ہے جسے تم شمار کرو۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر (۶۵۲/۳) میں لکھتے ہیں: ''علماء کے مابین یہ ایک متفق علیہ امر ہے کہ اگر عورت کو دخول سے پہلے طلاق دے دی گئی تو اس پر کوئی عدت نہیں ہے' لہٰذا طلاق کے بعد فوراً جس سے چاہے شادی کر سکتی ہے۔''

② اگر عورت کو دخول سے پہلے مہر کی تعیین کے بعد طلاق دی گئی ہو تو اسے نصف مہر دیا جائے گا اور اگر مہر کی تعیین نہیں ہوئی تھی تو اسے کپڑے وغیرہ میں سے جو کچھ میسر ہو دیا جائے گا۔ دخول کے بعد طلاق دینے کی صورت میں عورت کو مکمل مہر دیا جائے گا' فرمان الٰہی ہے:

"لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ (الى قوله تعالى) وَإِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ. (البقرة: ۲۳۶-۲۳۷)

''اگر تم عورتوں کو بغیر ہاتھ لگائے اور بغیر مہر مقرر کئے طلاق دے دو' تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں' ہاں! انہیں کچھ نہ کچھ فائدہ کی چیز دو' خوشحال اپنے اندازے سے اور تنگدست اپنی طاقت کے مطابق ......اور اگر تم عورتوں کو اس سے پہلے طلاق دے دو کہ تم نے انہیں ہاتھ لگایا ہو اور تم نے ان کا مہر بھی مقرر کر دیا ہو تو مقررہ مہر کا آدھا مہر دے دو۔''

یعنی اللہ تعالیٰ مردوں کو مخاطب کر کے فرما رہا ہے کہ زوجین کی صحبت اور مہر کی تعیین سے پہلے طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر چہ اس سے عورت کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے لیکن متاع کے ذریعہ (یعنی انہیں کچھ مال و متاع دے کر) اس کی تلافی ہو جاتی ہے' شوہر کی مالی حالت اور عرف عام کے اعتبار سے عورت کو ساز و سامان دینا ضروری ہے۔

اس کے بعد اللہ رب العزت نے ایسی عورت کا تذکرہ کیا ہے جس کے مہر کی تعیین کی جا چکی

ہے اور اسے دخول سے پہلے طلاق دینے کی صورت میں نصف مہر دینے کا حکم دیا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر (۱/ ۳۷۷، ۵۱۲) میں لکھتے ہیں: ''ایسی صورت حال میں (یعنی مہر کی تعیین کے بعد) نصف مہر کا ادا کرنا علماء کے مابین ایک متفق علیہ مسئلہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔''

③ شوہر کی وفات کے بعد عدت گزارنے والی عورت پر پانچ چیزیں حرام ہوتی ہیں:

(۱) تمام انواع واقسام کی خوشبو' نہ تو وہ اپنے جسم میں اور نہ ہی اپنے کپڑوں میں کسی قسم کی خوشبو لگائے گی اور نہ خوشبودار چیز استعمال کرے گی کیونکہ رسول اکرم ﷺ سے صحیح حدیث میں ثابت ہے: ''ولا تمس طيبا'' اور عورت خوشبو نہیں استعمال کرے گی۔

(۲) جسمانی زیب وزینت: ایسی عورت کے لئے خضاب لگانا اسی طرح زیب وزینت کی تمام اشیاء جیسے سرمہ وغیرہ اور جلد کو رنگنے والی انواع واقسام کی چیزوں کا استعمال حرام ہے البتہ اگر اس کو بطور علاج اور دوا کے سرمہ لگانے کی ضرورت پیش آجائے تو رات کے وقت سرمہ لگا سکتی ہے لیکن دن میں اسے صاف کردے گی' سرمہ کے علاوہ غیر زینت کی چیزوں سے اپنی آنکھوں کا علاج کرسکتی ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ یا حرج نہیں ہے۔

(۳) زیب وزینت کے لباس پہن کر زینت اختیار کرنا بھی ممنوع ہے' ہر وہ لباس جس میں زیب وزینت نہ پائی جاتی ہو پہن سکتی ہے' اس سلسلے میں کوئی مخصوص رنگ متعین نہیں ہے (لیکن مختلف معاشروں میں) مخصوص رنگ کے لباس کا استعمال عام طور پر لوگوں کی عادت بنتی جا رہی ہے (جس کا شریعت سے کوئی ثبوت نہیں ہے)

(۴) انواع واقسام کے زیورات' یہاں تک کہ انگوٹھی بھی نہیں استعمال کرے گی۔

(۵) جس مکان یا منزل میں اپنے خاوند کی وفات کے وقت وہ تھی اس کے علاوہ کسی دوسرے مکان میں یا گھر میں رات گزارنا اور اس گھر سے کسی شرعی عذر کے بغیر منتقل ہونا بھی جائز نہیں ہے' کسی مریض کی عیادت' یا کسی قریبی دوست کی ملاقات کے لئے اپنے گھر سے نہیں نکل سکتی ہے البتہ دن میں اپنے ضروری کاموں کے لئے نکل سکتی ہے۔

مذکورہ پانچ امور کے علاوہ کسی دیگر مباح امر سے عورت کو نہیں روکا جائے گا' علامہ ابن القیم رحمہ اللہ

الھدی النبوی (۵/ ۵۰۷) میں تحریر فرماتے ہیں: ''(خاوند کے انتقال کی وجہ سے) عدت گزارنے والی عورت کو ناخن کاٹنے' بغل کے بال اکھاڑنے' غیر ضروری بالوں کو صاف کرنے' بیری کی پتی کے پانی سے غسل کرنے' نیز کنگھی کرنے سے منع نہیں کیا جائے گا۔''[1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموع الفتاویٰ (۳۴/ ۲۷-۲۸) میں تحریر کرتے ہیں: ''ہر مباح چیز کا کھانا اس کے لئے جائز ہے' جیسے پھل اور گوشت وغیرہ اسی طرح مباح مشروبات کا پینا بھی جائز ہے۔''

آگے مزید لکھتے ہیں: ''ایسی عورت کے لئے تمام مباح کام اور مشغلے جیسے کڑھائی' سلائی اور کتائی وغیرہ جن کو عموماً عورتیں انجام دیتی ہیں' حرام یا ممنوع نہیں ہیں' وہ سارے اعمال یا چیزیں جو غیر عدت میں اس کے لئے مباح تھیں عدت کے ایام میں بھی مباح ہوں گی مثلاً جن مردوں سے اُسے گفتگو کی ضرورت پڑتی ہے ان سے وہ پردے کا خیال کرتے ہوئے گفتگو کر سکتی ہے' یہ تمام باتیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی سنت کی باتیں ہیں جن پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیویاں اپنے شوہروں کی وفات کے بعد (ایام عدت میں) عمل کرتی تھیں۔

عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ عدت گزار عورت چاند سے اپنے چہرہ کو چھپائے گی' گھر کی چھت پر نہیں چڑھے گی' مردوں سے گفتگو نہیں کرے گی اور اپنے محارم سے بھی اپنے چہرے کو چھپائے گی یا اسی قبیل کی دیگر باتیں تو حقیقتاً ان کی کوئی اصل یا بنیاد نہیں ہے' واللہ اعلم۔

---

[1] عدت گزار عورت صابن استعمال کر سکتی ہے بشرطیکہ اس میں خوشبو نہ ہو عدت گزار عورت ایسا تیل بالوں میں ڈالے گی جس میں خوشبو نہ ہو۔ (ا۔ع۔و)

فصل دہم

خواتین کی عزت وناموس اور عفت وشرافت کو تحفظ فراہم کرنے والے احکام ومسائل

① مردوں کی طرح خواتین کو بھی نگاہیں نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے' ارشاد ربانی ہے:

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ٥ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ " (النور: ۳۰-۳۱)

"مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں' یہی ان کے لئے زیادہ پاکیزگی ہے' لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے' مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔"

استاذ محترم شیخ محمد امین شنقیطیؒ اپنی تفسیر میں اضواء البیان (۶/ ۱۸۶) میں لکھتے ہیں: "اللہ عزوجل نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو نگاہیں پست رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے' شرمگاہوں کی حفاظت میں زنا' لواطت' سحاق (عورتوں کی ہم جنسی) اور بلا ضرورت انہیں لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے سے پرہیز کرنا اور محفوظ رکھنا داخل ہے۔"

آگے مزید فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں دیئے گئے احکامات کو بجالانے والے مردوں اور عورتوں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے بشرطیکہ وہ اس کے ساتھ سورہ احزاب میں بیان کئے گئے احکامات کو بھی بجالائیں جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ" الی قوله "وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا" (الاحزاب: ۳۵)

"يَا عَلِيُّ لَاتُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولٰى" ❶

"اے علی رضی اللہ عنہ! نظر کے پیچھے نظر نہ دوڑاؤ کیونکہ پہلی (اتفاقی) نگاہ تمہارے لئے معاف ہے۔"

حدیث میں پہلی نظر سے مراد اچانک پڑنے والی نگاہ ہے جو بغیر قصد وارادہ کے واقع ہوتی ہے۔

مسند (احمد) میں رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے: "اَلنَّظْرُ سَهْمٌ مَسْمُوْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيْسَ"

"نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے۔"

آگے مزید لکھتے ہیں: "انسان کو لاحق ہونے والی عام مصیبتوں اور پریشانیوں کی اصل جڑ اور بنیاد نظریں ہی ہوا کرتی ہیں کیونکہ اسی نظر سے دلوں میں مختلف وسوسے پیدا ہوتے ہیں' وسوسے افکار وخیالات کو جنم دیتے ہیں' خیالات سے شہوت پیدا ہوتی ہے' شہوت اور جنسی ہیجان سے دل میں ارادہ جنم لیتا ہے جو زور پکڑتے ہوئے عزم مصمم کی شکل اختیار کر لیتا ہے پھر لازمی طور پر آخری عمل انجام پاتا ہے جس سے کوئی طاقت روک نہیں سکتی' اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ نگاہوں کو پست اور نیچی رکھنے پر صبر کر لینا' بعد میں لاحق ہونے والی تکلیف پر صبر کرنے کی بہ نسبت زیادہ آسان ہے۔"

مسلم خواتین کو مردوں کی جانب نظر اٹھانے' نیز میگزینوں' ٹیلویژن یا ویڈیو پر پیش کی جانے والی ہیجان انگیز تصویروں کو دیکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے' برے انجام سے محفوظ رہیں گی' کتنی نظریں نظر والوں کے لئے افسوس وندامت کا باعث بنتی ہیں' چھوٹی چنگاری سے ہی آگ بھڑکتی ہے۔

② شرمگاہ کی حفاظت کے مختلف اسباب و وسائل میں سے ایک سبب اور وسیلہ یہ بھی ہے کہ گانے اور موسیقی کے سننے سے اجتناب کیا جائے۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ اغاثۃ اللھفان (۱/۲۴۲-۲۴۸_۲۶۴-۲۶۵) میں فرماتے ہیں:

"شیطان کے بے شمار جال ہیں جن کے ذریعہ وہ کم علم' کم عقل اور دین سے بیگانہ لوگوں کو اپنے دامِ فریب میں لیتا ہے اور جاہلوں اور باطل پرستوں کے دلوں کا شکار کرتا ہے' انہی جالوں میں سے ایک جال ممنوع وحرام آلاتِ لہو ولعب کے ذریعہ رقص وسرود اور گانے بجانے کا سماع

---

❶ جامع ترمذی ابواب الآداب باب ماجاء فی نظر الفجاءۃ رقم ۲۷۷۷

"يَا عَلِيُّ لَاتُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولٰى" ❶

"اے علی رضی اللہ عنہ! نظر کے پیچھے نظر نہ دوڑاؤ کیونکہ پہلی (اتفاقی) نگاہ تمہارے لئے معاف ہے۔"

حدیث میں پہلی نظر سے مراد اچانک پڑنے والی نگاہ ہے جو بغیر قصد وارادہ کے واقع ہوتی ہے۔

مسند (احمد) میں رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے: "اَلنَّظْرُ سَهْمٌ مَسْمُوْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيْسَ"

"نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہرآلود تیر ہے۔"

آگے مزید لکھتے ہیں: "انسان کو لاحق ہونے والی عام مصیبتوں اور پریشانیوں کی اصل جڑ اور بنیاد نظریں ہی ہوا کرتی ہیں کیونکہ اسی نظر سے دلوں میں مختلف وسوسے پیدا ہوتے ہیں' وسوسے افکار وخیالات کو جنم دیتے ہیں' خیالات سے شہوت پیدا ہوتی ہے' شہوت اور جنسی ہیجان سے دل میں ارادہ جنم لیتا ہے جو زور پکڑتے ہوئے عزمِ مصمم کی شکل اختیار کر لیتا ہے' پھر لازمی طور پر آخری عمل انجام پاتا ہے جس سے کوئی طاقت روک نہیں سکتی' اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ نگاہوں کو پست اور نیچی رکھنے پر صبر کر لینا' بعد میں لاحق ہونے والی تکلیف پر صبر کرنے کی بہ نسبت زیادہ آسان ہے۔"

مسلم خواتین کو مردوں کی جانب نظر اٹھانے' نیز میگزینوں' ٹیلویژن یا ویڈیو پر پیش کی جانے والی ہیجان انگیز تصویروں کو دیکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے' برے انجام سے محفوظ رہیں گی' کتنی نظریں نظر والوں کے لئے افسوس وندامت کا باعث بنتی ہیں' چھوٹی چنگاری سے ہی آگ بھڑکتی ہے۔

② شرمگاہ کی حفاظت کے مختلف اسباب و وسائل میں سے ایک سبب اور وسیلہ یہ بھی ہے کہ گانے اور موسیقی کے سننے سے اجتناب کیا جائے۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ اغاثۃ اللھفان (۲۴۲/۱-۲۴۸_۲۶۴-۲۶۵) میں فرماتے ہیں:

"شیطان کے بے شمار جال ہیں جن کے ذریعہ وہ کم علم' کم عقل اور دین سے بیگانہ لوگوں کو اپنے دامِ فریب میں لیتا ہے اور جاہلوں اور باطل پرستوں کے دلوں کا شکار کرتا ہے' انہی جالوں میں سے ایک جال ممنوع وحرام آلاتِ لہوولعب کے ذریعہ رقص وسرود اور گانے بجانے کا سماع

---

❶ جامع ترمذی ابواب الاداب باب ماجاء فی نظر الفجاءۃ رقم ۲۷۷۷

ہے جو کہ دلوں کو قرآن کریم سے پھیر دیتا ہے نیز انہیں فسق وفجور اور عصیان و نافرمانی کا عادی اور رسیا بنا دیتا ہے لہٰذا گانا بجانا درحقیقت شیطان کا قرآن ہے جس سے بندے اور اللہ تعالیٰ کے مابین ایک دبیز پردہ حائل ہو جاتا ہے۔ یہ لواطت (اغلام بازی) اور زنا کے لیے جادو کا کام کرتا ہے۔ اسی کے وسوسہ سے بدچلن اور بدکار عاشق اپنے معشوق سے اپنی آخری آرزو اور تمنا کو حاصل کر لیتا ہے۔''

آگے مزید لکھتے ہیں: 'عورت یا امرد (بغیر داڑھی مونچھ کا نوجوان لڑکا) سے گانا سننا عظیم ترین محرمات میں سے ہے اور دین کو برباد کرنے کا ایک بڑا سبب ہے۔''

یہ بھی لکھتے ہیں: ایک باغیرت آدمی اپنے اہل وعیال کو گانا سننے سے اسی طرح روکتا اور منع کرتا ہے جس طرح انہیں شکوک وشبہات کے اسباب سے دور رکھتا ہے۔ اس طرح کے بدقماش لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جب عورت مرد کے قابو میں نہیں آتی ہے تو مرد اسے گانا سنانے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ گانا سننے کے بعد عورت نرم پڑ جاتی ہے کیونکہ وہ آواز سن کر بہت جلد اس کا اثر قبول کر لیتی ہے۔ اگر گانے کی آواز ہوگی تو اس کے اندر دو جانب سے انفعال (اثر) پیدا ہو گا۔ ایک آواز کی جانب سے' دوم گانے کے معنی ومفہوم کی جانب سے۔ اب اس سحر آفرینی کے ساتھ ڈھول تاشہ' غزلیات اور نسوانی انداز میں پورے جسم کو بل دے کر رقص بھی جمع ہو جائیں تو اگر گانے کے ذریعے کوئی عورت حاملہ ہو سکتی ہے تو اس نوعیت کے گانے سے ضرور بالضرور حاملہ ہو جائے گی۔ کتنی ہی شریف زادیوں نے محض گانوں کی وجہ سے عصمت فروشی کی راہ اپنا لی ہے۔''

چنانچہ ایک مسلم خاتون کو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور خوف اختیار کرنا چاہیے اور اس سنگین مہلک اخلاقی بیماری سے پرہیز کرنا چاہیے جو آج مسلمانوں کے درمیان مختلف وسائل و ذرائع اور متعدد اسالیب اور انداز سے گانوں کی شکل میں پھیلتی جا رہی ہے' جن کو بہت سی نادان دوشیزائیں ان کے اصل مصادر ومنبع سے طلب کر کے آپس میں ایک دوسرے کو بطور تحفہ (گفٹ) پیش کرتی ہیں۔

③ شرمگاہوں کی حفاظت کے مختلف طریقہ و وسائل میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ عورت کسی ایسے محرم کے بغیر سفر پر نہ نکلے جو اسے اوباشوں' بدکاروں اور آوارہ لوگوں کے برے ارادوں اور

بری نیتوں سے تحفظ فراہم کر سکے اور بچا سکے۔ محرم کے بغیر عورت کے سفر کرنے کی ممانعت میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں۔ انہی احادیث میں سے حضرت ابن عمرؓ کی روایت کردہ حدیث بھی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ" ❶

"کسی محرم کے معیت کے بغیر عورت تین دن کی مسافت کا سفر طے نہ کرے۔"

حضرت ابوسعید خدری ؓ کی روایت کردہ حدیث بھی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:

"نَهٰى أَنْ تُسَافِرَ الْمَرْأَةُ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ إِلَّا مَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ" ❷

"نبی کریم ﷺ نے عورت کو شوہر یا محرم کی معیت کے بغیر دو دن یا دو رات کی مسافت طے کرنے سے منع فرمایا ہے۔"

حضرت ابوہریرہ ؓ کی روایت کردہ حدیث بھی ہے جس میں رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"لَا يحل لإ مرأة ان تسافر مسيرة يوم وليلة الا مع ذى محرم عليها" ❸

"کسی عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی محرم کو ساتھ لیے بغیر ایک دن اور ایک رات کی مسافت کا سفر طے کرے۔"

---

❶ صحيح بخارى كتاب جزاء العيد باب حج النساء رقم ۱۸۶۲ صحيح مسلم كتاب الحج باب سفر المرأة مع المحرم الحج وغيره رقم ۱۳۳۸

❷ بخارى كتاب جزاء الصيد، باب حج النساء. رقم ۱۸۶۴
مسلم: كتاب الحج' باب سفر المراة مع محرم الى حج رقم ۸۲۷ وغیرہ اللفظ لمسلم

❸ مسلم: كتاب الحج' باب سفر المراة مع محرم الى حج رقم ۱۳۳۹ وغیرہ
بخاری کے الفاظ: عن ابى هريرةؓ قال قال النبى ﷺ (لا يحل لامراة تومن بالله واليوم الاخر ان تسافر مسيرة يوم وليلة ليس معها حرمه. بخارى : كتاب تقصير الصلوٰة باب فى كم يقصر الصلوٰة : ۳/ ۲۹۵.
مسلم کے الفاظ:
عن ابى هريرةؓ قال قال رسول ﷺ لا تحل لامراة أن تسافر ثلاثا الا ومعها ذو محرم منها.

مذکورہ احادیث میں تین دن' دو دن' ایک دن اور ایک رات کی جو تحدید کی گئی ہے تو اس سے مراد اس زمانہ کے وسائل نقل وحمل' پاپیادہ اور سواریوں کی مسافت ہے۔ تین دن' دو دن' ایک دن' ایک رات یا اس سے بھی کم مسافت کی تحدید میں جو مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں تو علما کرام نے اس اختلاف کا جواب یہ دیا ہے کہ اس تحدید سے اس کا ظاہری مفہوم مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ہر وہ سفر ہے جس پر سفر کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس سے عورت کو منع کیا گیا ہے۔

امام نووی صحیح مسلم کی شرح (۹/۱۰۳) میں لکھتے ہیں: ''حاصل کلام یہ ہے کہ ہر وہ مسافت جس پر سفر کا اطلاق ہوتا ہے شوہر یا محرم کی معیت کے بغیر اس کا سفر کرنے سے عورت کو منع کیا جائے گا' خواہ وہ تین دن ہو یا دو دن ہو یا ایک دن ہو' ایک برید ہو یا اس سے بھی کم ہو۔ کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مطلق سفر سے ممانعت میں وارد ہوئی ہے جس کو مذکورہ احادیث کے بعد بالکل آخر میں امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: ''لا تسافر امرأة الا مع ذی محرم'' [1] ''کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔''

یہ حدیث ان تمام مسافات کو شامل ہے جن پر سفر کا اطلاق ہوتا ہے۔

جن لوگوں نے عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے عورت کو سفر کرنے کی اجازت دی ہے تو حقیقتاً یہ فتویٰ خلاف سنت ہے۔ امام خطابی رحمہ اللہ معالم السنن (۲/۲۷۶-۲۷۷ مطبوع مع تہذیب السنن لابن القیم) میں لکھتے ہیں: ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مرد محرم کی معیت کے بغیر عورت کے سفر کو ممنوع قرار دیا ہے۔ عورت کے سفر کے لیے جس شرط کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری قرار دیا ہے' اس کے فقدان کے باوجود سفر حج کے لیے عورت کے نکلنے کو جائز قرار دینا خلاف سنت ہے۔ غیر محرم مرد کے ساتھ عورت کا سفر کرنا معصیت اور گناہ ہے۔ لہٰذا حج جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی ہے اسے عورت پر معصیت اور گناہ کی طرف لے جانے والے کسی امر کے ذریعہ ضروری اور لازم قرار دینا جائز اور درست نہیں ہوسکتا۔''

میں (مؤلف) کہتا ہوں: ان لوگوں نے محرم کی معیت کے بغیر مطلق سفر کی اجازت عورت کو

---

[1] مسلم کتاب الحج' باب سفر المراۃ مع محرم الی حج وغیرہ۔ رقم ۱۳۴۱

نہیں دی ہے بلکہ انہوں نے صرف فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے اس کو سفر کی اجازت دی ہے۔
امام نووی رحمہ اللہ (المجموع ۸/ ۲۴۹) میں فرماتے ہیں: ''نفلی حج' تجارت اور زیارت وغیرہ کے سفر میں محرم کے بغیر عورت کا سفر کرنا جائز نہیں ہے۔''

لہٰذا آج جو حضرات محرم کی معیت کے بغیر عورتوں کے ہر طرح کے سفر میں تساہلی برتتے ہیں' ان کی کوئی بھی قابل اعتماد عالم موافقت اور تائید نہیں کرتا۔ ان کا یہ کہنا کہ محرم عورتوں کو ہوائی جہاز میں سوار کرا دیتا ہے۔ جس شہر یا جس ملک میں وہ جانا چاہتی ہے وہاں پہنچنے کے بعد دوسرا محرم اس کا استقبال کر لیتا ہے اور اسے اتار لیتا ہے۔ چونکہ جہاز میں بکثرت مرد و زن مسافرین کی تعداد موجود ہوتی ہے' اس لیے ان کے خیال کے مطابق جہاز کا سفر فتنوں سے مامون و محفوظ ہوتا ہے۔ ہم ان حضرات کے جواب میں عرض کریں گے: ''ہرگز نہیں۔'' جہاز کا سفر بہ نسبت دیگر سواریوں کے زیادہ پرخطر ہوتا ہے کیونکہ اس میں مسافروں کے مابین اختلاط ہوتا ہے' عین ممکن ہے عورت کو کسی مرد کے بغل میں بیٹھنا پڑے اور جہاز کو ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑے جن کی وجہ سے اسے اپنے رخ کو کسی دوسرے ائیرپورٹ کی جانب موڑنا پڑے جہاں عورت کو لینے والا کوئی نہ ہو' وہاں اس کو مختلف خطرات کا سامنا ہو سکتا ہے اور کسی ایسے شہر اور ملک میں عورت کا کیا حشر ہوگا جہاں نہ تو اس کا کوئی محرم ہے اور نہ اس شہر اور ملک سے وہ واقف ہے۔

④ عفت و عصمت کو محفوظ رکھنے اور بچانے کا ایک طریقہ اور وسیلہ یہ بھی ہے کہ نامحرم شخص کے ساتھ عورت کو خلوت (تنہائی) میں اکٹھا نہ ہونے دیا جائے' فرمان نبوی ﷺ ہے: ''مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَخْلُوَنَّ بِامْرَأَةٍ لَيْسَ مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا' فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ''

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے کسی ایسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہیں ہونا چاہیے جس کے ساتھ اس کا محرم نہ ہو اس لیے کہ ان دونوں کے علاوہ تیسرا شخص شیطان ہوتا ہے۔''

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ لَا تَحِلُّ لَهُ' فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ إِلَّا مَحْرَمٌ''

''کوئی شخص کسی ایسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ ہو جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔ اس لیے کہ تیسرا ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ البتہ محرم اس کے ساتھ تنہائی میں ہو سکتا ہے۔''

مجد ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے منتقی میں لکھا ہے: ''ان دونوں حدیثوں کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ حدیث میں یہ معنی گزر چکا ہے۔

علامہ شوکانی نیل الاوطار (۶/ ۱۲۰) میں لکھتے ہیں: ''اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں اکٹھا ہونے کی حرمت پر علماءِ امت کا اجماع ہے جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں نقل کیا ہے' حرمت کی علت وہی ہے جو حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے اور شیطان کی موجودگی دونوں کو معصیت اور گناہ کے ارتکاب کا سبب بن سکتی ہے۔ محرم کی موجودگی میں اجنبی عورت کے ساتھ اکٹھا ہونا جائز ہے کیونکہ اس کی موجودگی معصیت کے ارتکاب کے لئے رکاوٹ ہوگی۔''

بعض خواتین اور ان کے سرپرست مختلف نوع کی خلوتوں (تنہائیوں) کے سلسلے میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔ انہیں خلوتوں میں سے:

(الف) ایک یہ ہے کہ عورت اپنے خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ خلوت (تنہائی) میں ہوتی ہے' ان کے سامنے اپنے چہرہ کو کھلا رکھتی ہے حالانکہ یہ خلوت بہ نسبت دیگر خلوتوں کے زیادہ خطرناک اور سنگین ہوتی ہے۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ'' [1]

''خواتین پر داخل ہونے سے گریز کرو' ایک انصاری صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: حمو کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حمو تو موت ہے۔''

(امام احمد' بخاری اور ترمذیؒ نے اسے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔)

---

[1] امام احمد:

بخاری: کتاب النکاح' باب لایخلون رجل بامراۃ الاذو محرم رقم ۵۲۳۲

ترمذی: ابواب الرضاع. باب ماجاء فی کراھیۃ الدخول علی المغیبات. رقم ۱۱۷۱

امام ترمذی فرماتے ہیں: حمو کے معنی دیور (خاوند کا بھائی) بتلایا جاتا ہے' گویا آپ ﷺ نے دیور کے ساتھ خلوت کو ناپسند فرمایا ہے۔

حافظ ابن حجر فتح الباری (۱۱/ ۶۸۹، ۳۳۱) میں لکھتے ہیں: ''امام نوویؒ کا کہنا ہے کہ خاوند کے قریبی رشتہ داروں جیسے والد' چچا' بھائی' بیٹے' بھتیجے اور چچیرے بھائی وغیرہ کو حمو کہا جاتا ہے اس پر علماءِ لغت کا اتفاق پایا جاتا ہے۔''

مزید لکھتے ہیں: ''حدیث میں حمو سے باپ اور بیٹوں کو چھوڑ کر خاوند کے تمام اقارب مراد ہیں' باپ اور بیٹے چونکہ محارم میں داخل ہیں اس لیے ان کا عورت کے ساتھ خلوت میں ہونا جائز ہے' ان کے حق میں خلوت کو موت سے نہیں تعبیر کیا جا سکتا ہے۔''

فرماتے ہیں: تساہل سے کام لیتے ہوئے عموماً بھائی اپنے بھائی کی بیوی کے ساتھ خلوت میں ہو جاتا ہے' اس لیے آپ ﷺ نے اسے موت سے تشبیہ دی ہے' لہٰذا وہ ممانعت کا زیادہ مستحق ہے۔''

علامہ شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار (۶/۱۲۲) میں حدیث نبوی (الحمو الموت) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''بہ نسبت دیگر لوگوں کے اس سے زیادہ خطرہ اور خوف ہوتا ہے۔ جس طرح موت سے بہ نسبت دیگر چیزوں کے زیادہ خوف اور خطرہ ہوتا ہے۔''

لہٰذا ایک مسلمان خاتون کو اللہ تعالیٰ سے خوف کرنا چاہیے اور اس معاملہ میں کسی قسم کی تساہلی نہیں برتنی چاہیے اگرچہ بیشتر لوگ اس میں تساہلی سے کام لیتے ہیں کیونکہ اعتبار شریعت کے احکام کا ہے نہ کہ لوگوں کے عادات واطوار کا۔

(ب) بعض خواتین اور ان کے سرپرست اجنبی ڈرائیور کے ساتھ عورت کے تنہا کار میں سوار ہونے کے لیے تساہل اور چشم پوشی سے کام لیتے ہیں حالانکہ یہ بھی حرام خلوت ہے' (شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ سابق مفتی سعودی عرب) اپنے مجموع فتاویٰ (۱۰/۵۲) میں فرماتے ہیں۔ ''اب اس امر میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ گئی ہے کہ اجنبی عورت کا ڈرائیور کے ساتھ کسی محرم کی رفاقت کے بغیر تنہا کار میں سوار ہونا واضح طور پر ایک منکر عمل ہے اس میں متعدد غیر معمولی خرابیاں ہیں خواہ ڈرائیور کے ساتھ کار میں بیٹھنے والی باحیا' شرمیلی لڑکی ہو یا پاکدامن بڑی عمر کی عورت ہو جو مردوں سے بالمشافہ بات چیت کرتی ہو' جو شخص اپنی محرم خواتین کے لیے اس امر

کو پسند کرتا ہے وہ دینی اعتبار سے کمزور' مردانگی میں ناقص اور بے غیرت ہے' رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

''مَاخَلاَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ الشَّيْطَانُ ثَالِثَهُمَا'' ❶

''کوئی مرد کسی کے ساتھ تنہائی میں نہیں ہوا مگر شیطان ان دونوں کا تیسرا ہوتا ہے۔''

عورت کا اجنبی مرد کے ساتھ کار میں سوار ہونا گھر وغیرہ میں اس کے ساتھ خلوت اختیار کرنے سے کہیں زیادہ خطرناک اور مضر ہے۔ کیونکہ وہ اس عورت کو شہر کے اندر یا شہر کے باہر اس کی رضامندی کے ساتھ یا بغیر رضامندی کے کہیں بھی لے جا سکتا ہے۔ اس سے جو خرابیاں لازم آئیں گی وہ مجرد خلوت سے لازم آنے والی خرابیوں سے کہیں زیادہ خطرناک اور عظیم ہوں گی۔''

جس شخص کے ذریعے خلوت کو ختم کیا جا سکتا ہے اس کا بڑا ہونا بھی ضروری ہے لہٰذا کم سن بچے کا موجود ہونا کافی نہیں ہے اور بعض خواتین کا یہ تصور کہ اگر انہوں نے اپنے ساتھ کسی بچے کو لے لیا تو خلوت ختم ہوگئی غلط ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم (۹/۱۰۹) میں فرماتے ہیں: ''اگر کوئی اجنبی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ بغیر کسی تیسرے شخص کی موجودگی کے خلوت میں ہوتا ہے تو یہ باتفاق علماء حرام ہے۔ اسی طرح اگر ان دونوں کے ساتھ کوئی ایسا شخص ہو جس سے اس کی کم سنی کی وجہ سے شرم و حیا نہ کی جاتی ہو تو اس کے ذریعے ممنوعہ خلوت زائل نہیں ہو سکتی۔''

(ج) بعض خواتین اور ان کے سرپرست ڈاکٹروں کے پاس بھی عورت کے تنہا جانے میں تساہل سے کام لیتے ہیں' اُن کی دلیل یہ ہے کہ عورت علاج کی ضرورتمند ہوتی ہے' یہ بھی ایک نہایت منکر (ناپسندیدہ) اور حد درجہ خطرناک عمل ہے۔ جس پر خاموشی اور سکوت اختیار کرنا یا اسے باقی رکھنا جائز نہیں ہے' شیخ محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (مجموع الفتاویٰ) (۱۰/۱۳) میں لکھتے ہیں: ''بہر حال کسی اجنبی عورت کے ساتھ کسی مرد کا خلوت میں ہونا شرعاً حرام ہے' خواہ وہ معالج طبیب ہی کیوں نہ ہو' دلیل وہی حدیث ہے جس میں وارد ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہیں ہوا مگر شیطان ان دونوں کا تیسرا ہوتا ہے۔

---

❶ ترمذی کتاب الرضاع. باب ما جاء فی کراهیة الدخول علی المغیبات رقم ۱۱۷۱ نسائی کبریٰ رقم ۹۲۲۴ کتاب عشرة النسآء. باب خلوة الرجل علی المرأة

لہٰذا عورت کے ساتھ کسی شخص کی موجودگی ضروری ہے' خواہ اس کا شوہر ہو یا اس کا کوئی محرم ہو۔ اگر یہ میسر نہ ہو تو اس کی کوئی قریبی رشتہ دار عورت ہی ہو اگر ان لوگوں میں سے بھی نہ ہو اور بیماری سنگین ہو جس کو مؤخر کرنا ممکن نہ ہو تو کم از کم نرس وغیرہ کی موجودگی ضروری ہے تاکہ خلوت ممنوعہ سے اجتناب ہو سکے۔

اسی طرح ڈاکٹر کا کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنا جائز نہیں ہے خواہ اس کی کلاس فیلو ڈاکٹر یا نرس ہی کیوں نہ ہو اور نابینا استاد وغیرہ کا کسی طالبہ کے ساتھ خلوت میں ہونا بھی جائز اور درست نہیں اور نہ ہی جہاز میں کسی ائیر ہوسٹس کا اجنبی مرد کے ساتھ خلوت میں ہونا جائز ہے۔ جھوٹی تہذیب کے نام پر نیز کفار کی اندھی تقلید اور شرعی احکام سے لاپرواہی کی بنا پر لوگ ان امور میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔

گھر کے اندر کام کرنے والی خادمہ کے ساتھ آدمی کا خلوت میں ہونا یا گھر کی مالکن کا خادم کے ساتھ خلوت میں ہونا بھی جائز نہیں ہے۔ خادموں کا مسئلہ ایک ایسا خطرناک اور سنگین مسئلہ بنا ہوا ہے جس سے عصرِ حاضر کے بیشتر لوگ دوچار ہیں کیونکہ خواتین درس و تدریس اور گھر سے باہر مختلف کاموں میں مشغول ہیں۔

لہٰذا مومن مردوں اور عورتوں کو اس معاملہ میں متنبہ رہنے اور کافی احتیاط برتنے کی ضرورت ہے اور غلط عادات اور برے رسم و رواج کی دوڑ میں مسابقت کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

تتمہ:

کسی غیر محرم مرد سے عورت کا مصافحہ کرنا حرام ہے' شیخ عبدالعزیز ابن باز صدر اعلیٰ برائے افتاء و دعوت و ارشاد (سعودی عرب) رحمہ اللہ اپنے مجموعہ فتاویٰ (۱/۱۸۵ مطبوعہ مؤسسہ الدعوۃ الاسلامیۃ الصحفیۃ) میں فرماتے ہیں: ''غیر محرم عورتوں سے مطلقاً مصافحہ جائز نہیں ہے' خواہ نوجوان ہوں یا عمر رسیدہ بوڑھی عورتیں' خواہ مصافحہ کرنے والا نوجوان ہو یا عمر رسیدہ بوڑھا۔ کیونکہ مصافحہ میں دونوں کے لیے فتنہ کا سامان موجود ہے اور رسول اکرم ﷺ کے متعلق ثابت ہے:

''مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ' ما كان يبايعهن الا بالكلام''

آپ ﷺ کے دستِ مبارک سے کسی عورت کا ہاتھ کبھی مس نہیں ہوا' صرف کلام کے ذریعہ

آپ خواتین سے بیعت کرتے تھے۔ اور مصافحہ کرتے وقت کپڑے وغیرہ کے ذریعہ دونوں ہاتھوں کے درمیان حدِ فاصل قائم کرنے یا نہ کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ ممانعت کے دلائل میں عمومیت پائی جاتی ہے اور فتنہ کے سدِ باب کے لیے عمومیت پائی جاتی ہے اور فتنہ کے سدِ باب کے لیے عدمِ تفریق ہی مناسب ہے۔''

شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ اپنی تفسیر اضواء البیان (۶/۶۰۲-۶۰۳) میں لکھتے ہیں: ''واضح ہو کہ کسی اجنبی مرد کے لیے کسی اجنبی عورت سے مصافحہ جائز نہیں ہے اور نہ ہی مردانہ جسم کے کسی حصہ کا زنانہ جسم کے کسی حصے سے مس ہونا جائز ہے اور اس کے مختلف دلائل ہیں۔

پہلی دلیل: نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''انی لا اصافح النساء''.[1] ''بے شک میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔''

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.'' (الاحزاب: ۲۱)

''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے۔''

لٰہذا ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرتے ہوئے خواتین سے مصافحہ نہ کریں' مذکورہ حدیث کی وضاحت سورۂ حج میں احرام یا غیر احرام کی حالت میں مردوں کے لیے مطلق معصفر (زعفرانی رنگ میں رنگے ہوئے) لباس کے استعمال کی ممانعت پر گفتگو کے وقت کر چکے ہیں اور سورۂ احزاب کی آیتِ حجاب کی تفسیر کے دوران بھی اس پر تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔

بیعت کے وقت رسول اکرم ﷺ کا عورتوں سے مصافحہ نہ کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ مرد عورتوں سے مصافحہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کے جسم کا کوئی حصہ عورت کے جسم کے کسی حصہ سے مس کر سکتا ہے' کیونکہ لمس کی سب سے خفیف صورت مصافحہ ہے۔ جب بوقت ضرورت یعنی بیعت کے وقت آپ ﷺ مصافحہ سے گریز کرتے تھے تو اس سے یہی معلوم ہوا کہ مصافحہ جائز نہیں ہے اور آپ ﷺ کی مخالفت کسی کے لیے جائز نہیں' اس لیے کہ آپ ﷺ اپنے افعال و اقوال اور تقریر کے ذریعہ اپنی امت کے لیے احکامات کی تشریح کرنے والے تھے۔

---

[1] نسائی' کتاب البیعۃ' باب بیعۃ النساء' رقم ۴۱۸۶

دوسری دلیل: پہلے ہم جو کہہ آئے ہیں کہ ایک خاتون مکمل طور سے عورت (یعنی ستر) ہوتی ہے اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو چھپائے، فتنہ میں واقع ہونے کے خوف سے اسے نگاہیں پست رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ دو جسموں کے لمس میں بہ نسبت آنکھوں کی نظر کے شہوت کو بھڑکانے اور فتنہ وفساد کی جانب دعوت دینے کا زیادہ قوی داعیہ پایا جاتا ہے۔ ہر انصاف پسند آدمی اس حقیقت کو اچھی طرح جانتا بوجھتا ہے۔

تیسری دلیل: اس زمانے میں جبکہ لوگوں کے دلوں میں خوفِ الٰہی باقی نہیں رہا۔ امانت و دیانت کا فقدان ہوتا جا رہا ہے شکوک وشبہات کی چیزوں سے اجتناب کا جذبہ ماند پڑتا جا رہا ہے۔ ایک اجنبی عورت سے لطف اندوز ہونے اور لذت حاصل کرنے کا یہ ایک ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ بارہا ہم کو بتلایا جا چکا ہے کہ عوام میں سے بعض لوگ اپنی سالیوں (بیویوں کی بہنوں) کو منہ سے منہ ملا کر بوسہ دیتے ہیں اور اس کو سلام کا نام دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس نے اپنی سالی کو سلام کیا ہے۔ ان کی مراد ہوتی ہے کہ اس کا بوسہ لیا ہے جبکہ اس کی حرمت پر علما کا اجماع ہے لہٰذا حق بات جس میں شک وشبہ کی ادنیٰ گنجائش نہیں ہے یہ ہے کہ فتنوں اور شکوک وشبہات کی چیزوں اور ان کے اسباب وعوامل سے دوری اختیار کی جائے اور فتنوں کے بڑے اسباب میں سے ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ایک مرد اجنبی عورت کے جسم کے کسی حصہ کا لمس کرے اور چھوئے جو حرام کاری کا ایک راستہ اور ذریعہ ہے۔ چنانچہ اس راستے کا بند کرنا بہت ضروری ہے۔

آخر میں مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اللہ تعالیٰ کی اس وصیت کی یاددہانی کراتے ہوئے اپنی بات ختم کرتا ہوں، اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ

الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○" (النور: ۳۰، ۳۱)

''مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں' یہی ان کے لیے زیادہ پاکیزگی ہے' لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے' مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں' اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے' اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں' اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں' سوائے اپنے خاوندوں کے' یا اپنے والد کے' یا اپنے خسر کے' یا اپنے لڑکوں کے' یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے' یا اپنے بھائیوں کے' یا اپنے بھتیجوں کے' یا اپنے بھانجوں کے' یا اپنے میل جول کی عورتوں کے' یا غلاموں کے' یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں' یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں' اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے' اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔''

"والحمد لله رب العالمين' وصلى الله وسلم على نبينا محمد وآله وصحبه"

ائمہ اربعہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ

امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

کا عقیدہ

تالیف

ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمان الخمیس

ترجمہ

ابوہشام اعظمی

ناشر

واحد تقسیم کار
دار الکتب السلفیہ
شیش محل روڈ، لاہور 54000
Ph.:042-7237184,7230271

ناشر
مکتبہ محمدیہ
چک 9-11 L چیچہ وطنی ضلع ساہیوال
Mob.: 0300-4826023

دوسرا امان

یعنی

استغفار

جمع و اعداد

دکتور فیصل بن مشعل بن سعود بن عبدالعزیز آل سعود حفظہ اللہ

ترجمہ

مولانا ضمیر احمد عباس حفظہ اللہ

تسہیل و تخریج

حافظ ابوبکر ظفر

ناشر

دار الکتب السلفیہ
۳۶ شیش محل روڈ لاہور ۵۴۰۰۰
0092- 42-7237184-7230271

تخریج شدہ ایڈیشن

کتاب الکبائر

کبیرہ گناہ

قرآن و حدیث کی روشنی میں

تالیف

مؤرخ الاسلام الامام الحافظ شمس الدین الذہبی رحمہ اللہ

ترجمہ

ابو انس محمد سرور گوہر

ناشر

مکتبہ محمدیہ

چک 11/1 چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

Mob.: 0300-4826023

واحد تقسیم کار

دار الکتب السلفیہ

4 شیش محل روڈ، لاہور 54000

Ph.:042-7237184,7230271